التعريفات لعلوم الدرسيات

بدرس

کا ترجمہ مسمّٰی بہ

تعریفاتِ علومِ درسیّہ



تصنیف

شیخ الحدیث حضرت علامہ ابو العلاء مفتی محمد عبد اللہ قادری قصوری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:-

حضرت صاحبزادہ علامہ پیر مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی انگلینڈ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث قصوری رحمۃ اللہ علیہ



والضحیٰ پبلی کیشنز



تعریفاتِ علومِ درسیہ

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

کشَف الدُّجیٰ بجمالہٖ

حَسُنت جمیعُ خصالہٖ

صَلُّوا علیہِ وآلہٖ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔

تعریفاتِ علومِ درسیہ

تصنیف عربی: حضرت شیخ الحدیث ابو العلاء مفتی محمد عبد اللہ قادری قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم: حضرت صاحبزادہ علامہ پیر مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی (انگلینڈ)

سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ

علوم درسیہ کی تعریفات، موضوعات، اغراض ومقاصد، فوائد جلیلہ

علمی نکات اور نادر مثالوں پر مشتمل اپنی نوعیت کی واحد کتاب

جو مدرسین، طلباء، محققین اور مصنفین کے لیے یکساں مفید ہے۔



ناشر

والضحیٰ پبلی کیشنز

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

0300-7259263

0315-4959263

نام کتاب : **تعریفاتِ علومِ درسیہ**

تصنیف عربی: حضرت ابو العلاء مفتی محمد عبد اللہ قادری قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

مترجم: حضرت صاحبزادہ علامہ پیر مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی (انگلینڈ)

تحریک ونظرثانی: علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی

پروف ریڈنگ: علامہ فیض احمد چشتی

نگران طباعت: حضرت صاحبزادہ علامہ قاری محمد ارشاد علی قادری اشرفی
(ناظم اعلیٰ، جامعۃ البنات، قصور)

کمپیوٹر ورک : ذکار ہاشمی 0300 - 41 51 362

تعداد : گیارہ سو (1100)

قیمت : 240/-

ناشر : **والضحیٰ پبلی کیشنز**

ملنے کے پتے:

مکتبہ فیضانِ مدینہ، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد 0346-6021452 - 0312-6561574

مکتبہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، فیصل آباد

جامعۃ البنات، قصور

مکتبہ بہارِ شریعت، دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ شمس وقمر، بھاٹی چوک، لاہور

مکتبہ غوثیہ ہول سیل، کراچی

نظامیہ کتاب گھر، اردو بازار، لاہور

مکتبہ اہلسنّت، فیصل آباد، لاہور

مکتبہ قادریہ، کراچی، لاہور، گوجرانوالہ، گجرات

مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی، لاہور

اسلامک بک کارپوریشن، راولپنڈی

علامہ فضل حق پبلی کیشنز، لاہور

رضا بک شاپ، گجرات

آئینہ حسن ترتیب



ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والدِ گرامی، مفتی اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث ابوالعلاء مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ (محدث قصوری) کی شفقتیں، نوازشیں اور دعائیں آج بھی یاد ہیں۔ آپ ہمہ وقت درس و تدریس، تحقیق وفتویٰ نویسی، اصلاح و تبلیغ اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے۔ آپ کی مذہبی و دینی خدماتِ جلیلہ تاریخ قصور میں ایک سنہری باب کا خوبصورت اضافہ ہے۔ آپ نے طویل سلسلہ تدریس کے باعث اپنے علمی و روحانی فیوض و برکات سے ہزاروں تشنگانِ علم کو مستفیض فرمایا۔ تاقیامت لوگوں کو مستفید کرنے کے لیے آپ نے علمی و تحقیقی تصانیف مبارکہ بطور یادگار چھوڑی ہیں۔ ترجمہ قرآن، فضائل غوث اعظم، ہزاروں فتاویٰ مبارکہ و مقالات اور التعریفات للعلوم الدرسیات آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

"التعریفات للعلوم الدرسیات" آپ کی نہایت قابل قدر و مفید عربی تصنیف ہے، جسے اپنوں اور بیگانوں نے نظرِ تحسین سے دیکھا اور خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس کی افادیت کے باعث مختصر عرصہ میں مختلف اشاعتی اداروں کی طرف سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع کیے گئے۔ یہ کتاب مدرسین، محققین اور طلباء کے لیے یکساں مفید ہے۔ راقم (محمد ارشاد علی قادری) نے اس کا اردو ترجمہ کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ ترجمہ کا آغاز کرتے وقت برادر اکبر، مبلغ اسلام، جامع شریعت و طریقت حضرت صاحبزادہ علامہ پیر مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے مشاورت کی تو انہوں نے از راہِ شفقت ترجمہ کتاب کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔ پرہجوم مصروفیات کے باوجود بلا تاخیر ترجمہ کا آغاز کر دیا جو بہت جلد مکمل ہو گیا۔

حضرت صاحبزادہ علامہ پیر مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی رضوی دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث حضرت ابوالعلاء مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علمی وروحانی نائب ہیں۔ 1988ء میں حضرت محدث قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلاسل اربعہ میں تحریری خلافت واجازت سے نواز کر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ تحریری خلافت نامہ کا مضمون درج ذیل ہے:

٧٨٦

اشرف البلاغة فی عطیة الخلافة

السلاسل الاربعة

حامدًا وّ مصلیاً وّ مُسلماً

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

امابعد! فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی برکاتی قصوری اپنے عزیز جامع المنقول والمعقول، حاوی الاصول والفروع، حضرت علامہ ابوالازہر صاحبزادہ پیر محمد اختر علی صاحب قادری اشرفی رضوی قصوری دامت برکاتہم العالیہ کو خلافتِ عظمٰی کے منصب سے ایسے ہی مشرف ومعظم کرتا ہے جیسے کہ فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری قصوری غفرلہٗ کو میرے شیخ عامل الشریعت والطریقت، عارف المعرفت والحقیقت، فردالافراد، قطب الاقطاب، مفتی اعظم پاکستان، حضرت علامہ ابوالبرکات السید احمد شاہ قادری اشرفی رضوی نقشبندی چشتی سہروردی امیر انجمن حزب الاحناف لاہور وبانی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف (لاہور) پاکستان نے مشرف ومعظم فرمایا۔ فقیر اپنے اس فرزندِ ارجمند کو اس منصب جلیلہ پر فائز پاکر انتہائی خوشی محسوس کررہا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ورسولہ الکریم وغوثہ المتین۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل جلیلہ سے میرے ممدوح فرزند ارجمند کے فیوض وبرکات سے جمیع مخلوق کو مستفیض فرمائے۔

المعطی والمجیز: فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی
شیخ الحدیث والافتاء وناظم دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور، پاکستان
٨ / جمادی الاولیٰ ١٤٠٩ھ مطابق 19/ دسمبر 1988ء

اللہ تعالیٰ محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب پرنسپل جامعہ اسلامیہ لاہور کو بہترین اجر عطا فرمائے کہ اُنہوں نے شبانہ روز مصروفیات سے وقت نکال کر کتاب پر تقریظ لکھ کر حوصلہ افزائی فرمائی۔ ہمارے مشفق رفیق، محقق وادیب حضرت علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی صاحب نے مسودہ پر نظر ثانی، آغاز کتاب میں علمی وسبق آموز تقدیم اور کتاب کے آخر میں استاذ الہند حضرت مُلّا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ (بانی نصاب درسِ نظامی) کے احوال و آثار سپردِ قلم کر کے قلبی محبت وخلوص کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ جس سے کتاب کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ، مترجم ذوالاحتشام اور علامہ قصوری صاحب کی کاوش کو قبول فرمائے۔ کتاب کو سب کے لیے مفید و نافع بنائے۔ آمین

(صاحبزادہ) محمد ارشاد علی قادری

ناظم اعلیٰ: جامعۃ البنات (لاری اڈہ) قصور

Cell : 0300-6588699

14/ مئی 2012ء بروز پیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"تقدیم"

جہانِ علم وعرفان

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علمی ذوق

ذات باری تعالیٰ جل شانہ در حقیقت معلم کائنات ہے' پھر اس کی عطاء اور فضل سے نبی آخر الزماں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معلمِ موجودات قرار پائے۔ فیضانِ خداوندی سے آپ نے مدینہ طیبہ کے علمی ادارہ ''الصفہ'' کے ذریعے علم وعرفان کی روشنی تقسیم فرمائی جس سے پوری دنیا جگمگا اُٹھی۔ آپ کے تلامذہ نے قرآن وسنت کی تبلیغ کی شکل میں لوگوں کے قلوب واذھان میں ایسی شمع روشن کی جس کی ضیاء باریاں نسل در نسل تاقیامت باقی رہیں گی۔ ادارہ ''الصفہ'' کے علمی فیضان کے چند حقائق ذیل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری زمانہ میں جہاد' اعلاء کلمۃ الحق اور اعمال ووظائف میں مصروف ہونے کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں علمی مذاق اور درس وتدریس کے مشغلہ کے علاوہ فتاویٰ نویسی پر کام کرنے والی بھی ایک جماعت موجود تھی، جس کے چند ایک ارکان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرتِ عثمان غنی' حضرت علی' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت ابی بن کعب' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت معاذ بن جبل'

حضرت عمار بن یاسر، حضرت حذیفہ، حضرت سلمان فارسی، حضرت زید بن ثابت، حضرت موسیٰ اشعری اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ: طلوع اسلام سے قبل عام لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا لیکن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس دور میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد کاتبین وحی میں شامل ہوئے۔ آپ کی ظاہری زندگی میں قرآنِ پاک حفظ کرلیا تھا۔ بے مثل قاری تھے، ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن پاک سناؤں۔ عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ یہ بات سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال مبارک کے بعد بھی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے انہماک کے ساتھ درس و تدریس، تبلیغ دین اور درس قرآن میں مشغول و معروف رہے، حتیٰ کہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدرسہ ''صفہ'' میں مدرس اوّل کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مدینہ طیبہ میں مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں گیا تو لوگوں کا جم غفیر دیکھا جو مختلف حلقوں کی شکل میں مختلف اساتذہ سے درس لے رہے تھے۔ اساتذہ میں سے ایک شخصیت نمایاں تھی جو درس حدیث میں مصروف تھی۔ اس کا نام و تعارف دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ قاری القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 48)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واحد وہ صحابی ہیں کہ جتنی احادیث مبارکہ ان کو یاد تھیں اور کسی کو یاد نہیں تھیں۔ ان کی مرویات کی تعداد 5374 تک پہنچتی ہے۔ سات ہجری میں مسلمان ہوئے اور گیارہ ہجری میں رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا۔ اس قلیل مدت میں جو روایات آپ نے محفوظ کیں ان کی کثرت پر صحابہ کرام کو تعجب ہوا کرتا تھا۔ اس تعجب و وہم کے ازالہ کے لیے آپ خود فرماتے ہیں کہ

مہاجرین تجارت پیشہ تھے لہٰذا بازار میں ان کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہتا اور انصار بھائی زراعت پیشہ تھے اس لیے وہ کھیتی باڑی میں وقت لگاتے تھے جبکہ وہ خود صابر وشاکر ہو کر مدرسہ ''صفہ'' میں زیرِ تعلیم رہتے جس کے سبب ان کو وہ روایات بھی یاد ہو جاتیں جن سے دوسرے محروم رہتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حافظہ کے بارے میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکایت کی۔ آپ نے چادر بچھانے کا حکم دیا، تعمیل حکم میں چادر پھیلا دی۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ملا کر چادر کی طرف اشارہ کیا۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: چادر کو لپیٹ کر سینے سے لگا لو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد کبھی کوئی حدیث ذہن سے محو نہیں ہوئی۔ (ایضاً ص 104)

حضرت صفوان بن عالی رضی اللہ عنہ: زر بن جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ قبیلہ مراد کا حضرت صفوان بن عالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامی ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تلاش علم کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: مرحبا! اے طالب علم! فرشتے طالب علم کو گھیر لیتے ہیں، اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اوپر نیچے جمع ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ علم کی محبت میں آسمانِ دنیا پر جمع ہو جاتے ہیں۔

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 48)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت میں کم سن تھا۔ اپنے ہم عصر ایک انصاری دوست سے میں نے کہا کہ چلو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علم حاصل کریں کیونکہ وہ ابھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ انصاری لڑکے نے جواب دیا کہ تم عجیب انسان ہو کہ اتنے صحابہ کی موجودگی میں لوگوں کو تمہاری کیا ضرورت ہوگی؟ اس پر میں نے انصاری دوست کو چھوڑ دیا اور خود حصولِ علم میں مصروف ہو گیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کسی صحابی کے بارے میں حدیث کا علم ہوتا تو میں فوراً ان کے گھر پہنچ جاتا۔ اگر وہ قیلولہ میں مصروف ہوتے تو میں دروازہ پر اپنی چادر بچھا کر بیٹھ جاتا اور گرم ہوا میرے چہرے کو جھلسا دیتی۔ جب وہ صحابی گھر سے باہر نکلتے تو میری حالت دیکھ کر کہتے: اے رسولِ خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ابنِ عم! آپ کیسے تشریف لائے؟ میں کہتا: معلوم ہوا ہے کہ آپ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فلاں حدیث روایت کرتے ہیں' اس حدیث کی طلب کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ وہ کہتے: کاش آپ نے کسی کے ذریعے پیغام بھیجا ہوتا تو میں خود آپ کے حضور حاضر ہو جاتا۔ میں جواب میں کہتا: نہیں اس مقصد کے لیے مجھے ہی آنا چاہیے تھا۔ اس کے بعد وہ زمانہ بھی آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وصال ہو گیا۔ وہ انصاری دیکھتا کہ لوگ میرے پاس آنے لگے ہیں اور ضرورت کے مطابق مسائل دریافت کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر انصاری کی زبان سے بے ساختہ الفاظ نکلتے کہ: ابن عباس! تم مجھ سے زیادہ "عقلمند" تھے۔

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 83)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اسلاف میں طلبِ علم کا ذوق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اُنہوں نے حصولِ علم کے لیے پاپیادہ دُور دراز علاقوں کا سفر کیا اور علم کی روشنی حاصل کر کے اسے دوسرے لوگوں تک رسائی کے لیے تاریخی جدوجہد فرمائی۔

جمیل بن قیس کا بیان ہے کہ ایک شخص محض ایک حدیث کے حصول کے لیے مدینہ طیبہ سے دمشق حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس گیا۔ ایک حدیث کے بارے، میں سوال کیا تو ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا تم تجارت یا کسی اور مقصد کے بغیر محض حصولِ حدیث کے لیے آئے ہو؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اس سے مخاطب ہو کر کہا: اگر یہی بات ہے تو خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے: جو شخص طلبِ علم کے لیے نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور جنت کی راہ آسان کر دی جاتی ہے۔ عالم کے لیے زمین و آسمان کی تمام مخلوق حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔ عالم کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو بدر منیر کو تمام ستاروں پر حاصل ہوتی ہے۔ علماء' انبیاء کرام کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء درہم و دینار چھوڑ کر دنیا سے رُخصت نہیں ہوتے صرف علم چھوڑ کر جاتے ہیں۔ جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت بڑی دولت حاصل کر لی۔

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 76)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا بیان ہے کہ

انہیں معلوم ہوا کہ کسی صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سُنی ہے اور اسے محفوظ کیا ہے۔ اسی وقت اُنہوں نے بیش قیمت اُونٹ خریدا' اس پر زین کسی اور سوار ہو کر اس صحابی کی تلاش میں نکلے۔ ایک ماہ کی طویل مسافت کے بعد پتا چلا کہ وہ صحابی ملک شام میں ہیں اور عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا نام ہے۔ ملک شام میں ان کے پاس پہنچے۔ اپنا اونٹ ان کے دروازے کے سامنے بٹھا دیا اور گھر میں پیغام بھیجا کہ دروازے پر جابر حاضر ہے۔ حضرت عبداللہ بن انیس انصاری نے خادم کے ذریعے معلوم کروایا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں۔ خادم دوبارہ دروازے پر آئے معلوم کیا کہ واقعی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ واپس جا کر گھر میں اپنے آقا سے عرض کر دیا۔ معلوم ہوتے ہی حضرت عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے اور ان سے معانقہ کیا۔ پھر میں نے ان سے ایسی حدیث کے بارے میں سوال کیا جو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنی تھی۔ حضرت عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ حدیث بیان کر دی اور سماعتِ حدیث کے بعد واپس (مدینہ طیبہ) آ گیا۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 77)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ: حضرت ابو سعید اعمٰی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض ایک حدیث کی سماعت کے لیے مدینہ منورہ سے مصر میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ اُنہوں نے آپ کا استقبال کیا تو آپ نے فرمایا: میں صرف ایک حدیث کی سماعت کی غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں جس کے بیان کرنے والے سب لوگ کوچ کر گئے ہیں۔ اس پر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مسلمان کی ایک برائی چھپائی' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپائے گا''۔ حدیث کی سماعت کے بعد حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اپنے اُونٹ کے پاس گئے اور سوار ہو کر مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے۔

(علامہ جلال الدین احمد امجدی: انوار الحدیث ص 72)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''میں نے حدیث کی سماعت کے لیے کئی دنوں اور راتوں کا سفر کیا''۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 78)

حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو حصولِ علم کے لیے سفر کرنے والا نہیں سُنا"۔

ابن ابی غسان کا بیان ہے: "آدمی اس وقت تک عالم ہے جب تک طالبِ علم ہے، اور اس وقت سے جاہل ہے جب طالب علمی کو خیر باد کہہ دے"۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: علم اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اس کی راہ میں فقر و فاقہ کی تکلیف برداشت نہ کی جائے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تحصیل علم کے سبب اس قدر نادار ہو گئے تھے کہ گھر کی چھت تک فروخت کر دی تھی۔ ان کی غذا یہ تھی کہ مدینہ طیبہ کے کوڑے کرکٹ سے گلی سڑی کشمش پکڑ پکڑ کر کھایا کرتے تھے۔

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 81)

فقہاء وآئمہ حدیث رحمہم اللہ تعالیٰ کا علمی شوق

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ: سراج الامت، امام الائمہ، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ (80ھ-150ھ) کو قدرت کی طرف سے ابتدائی عمر میں ہی علمی ذوق عطا فرمایا گیا تھا۔ یہی ذوق آپ کو صحابہ کرام اور جلیل القدر تابعین کی خدمت میں لے گیا۔ ان سے ظاہری و باطنی علوم وفنون حاصل کر کے امام الائمہ کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اساتذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچتی ہے۔ جلیل القدر چند اساتذہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

عطاء بن جرح، عاصم بن ابی النخود، علقمہ بن مرثد، ابو جعفر محمد بن علی، علی ابن احمر، سعید بن مسروق ثوری اور عدی بن ثابت الانصاری وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی، علامہ: تہذیب التہذیب جلد دہم ص 449)

علمی مقام کے باعث آپ حدیث، فقہ اور تفسیر میں مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے اہل علم قیامت تک روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔ ستر ہزار سے زائد احادیث مبارکہ آپ سے مروی ہیں۔ چالیس ہزار احادیث مبارکہ کے انتخاب سے "کتاب الآثار" تالیف فرمائی۔

(علامہ مُلّا علی قاری: مناقب القاری بذیل الجواہر، جلد دوم ص 474)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ: قدرت نے اپنے فضل و کرم سے حضرت امام

مالک رحمہ اللہ تعالیٰ (93ھ-179ھ) کو کمال درجہ کا علمی ذوق عطا فرمایا تھا جس کی تکمیل کے لیے وصال تک کوشاں رہے۔ آپ کے مشہور شاگرد یحییٰ بن یحییٰ مصمودی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ جب حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مرض وصال کا شکار ہوئے تو مختلف شہروں سے آپ کے تلامذہ' عقیدت منداور اہل علم آخری دیدار اور وصایا شریف سُننے کے لیے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ حاضر ہونے والے علماء کی تعداد ایک سوتیس تک پہنچ گئی۔ امام نے آنکھیں کھولیں اور حاضرین سے متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے کبھی خوشی عطا فرمائی اور کبھی پریشانی۔ موت کا وقت آ گیا اور اللہ کی بارگاہ میں جانے کا وقت آ پہنچا۔ میں اس وقت علماء کے جھرمٹ میں ہونے کے سبب مسرت محسوس کرتا ہوں کیونکہ اہل علم کو میں اولیاء تصور کرتا ہوں۔ انبیاء کرام کے بعد اللہ کی بارگاہ میں علماء سے بڑھ کر کسی کا مقام نہیں۔ میں اس سبب سے بھی مسرت محسوس کرتا ہوں کہ تمام عمر حصولِ علم اور تدریس و تبلیغ میں صرف ہوئی۔ اپنی تمام خدمات کو مستجاب و مشکور تصور کرتا ہوں۔ تمام فرائض و سنن کے اجر و ثواب کا علم زُبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا' مثلاً حج بیت اللہ کا ثواب' زکوٰۃ کا ثواب اور ان تمام مسائل کو طالب حدیث کے علاوہ دوسرا شخص ہرگز نہیں جانتا۔ علم درحقیقت نبوت کی میراث ہے۔'' اس کے بعد آپ نے درج ذیل روایت بیان فرمائی:

کسی شخص کو نماز کے مسائل کا درس دینا زمین بھر کی دولت صدقہ کرنے سے افضل ہے' کسی شخص کی علمی اُلجھن دُور کرنا سو حج کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی راہنمائی کرنا سو غزوات میں شمولیت سے افضل ہے''۔ اس مختصر گفتگو کے بعد آپ ربّ کائنات کے حضور لبیک کہہ گئے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: بستان المحدثین ص 29)

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ: حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (132ھ-190ھ) میں بھی علمی ذوق کمال درجہ کا تھا۔ آپ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ میں عبادت و ریاضت کرتے' دوسرے حصہ میں مطالعہ کتب کرتے اور تیسرے حصہ میں آرام فرماتے۔ اکثر اوقات تمام رات کتب بینی' اخذ مسائل اور اجتہاد میں صرف ہو جاتی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ اُنہوں نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس قیام کیا۔ وہ تمام رات نوافل میں مصروف رہے جبکہ امام محمد چارپائی پر آرام

فرمارہے۔ صبح ہونے پر امام محمد نے بغیر وضو نماز شروع کردی۔ اس پر میں نے ان سے دریافت کیا: حضور! آپ نے نماز کے لیے وضو نہیں کیا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم نے تمام رات نوافل پڑھ کر اپنی ذات کے لیے کام کیا لیکن میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت کے لیے کام کیا۔ وہ یوں کہ کتاب اللہ (قرآنِ کریم) سے مسائل استنباط کرتا رہا حتیٰ کہ صرف آج کی رات میں نے ہزار سے زائد مسائل کا استخراج کیا ہے۔ آپ کا یہ جواب سن کر امام شافعی نے امام محمد کی شب بیداری کو اپنی شب بیداری سے افضل قرار دیا۔ (علامہ شیخ ابن بزاز کروری: مناقب کروری جلد دہم ص 162)

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (194ھ-254ھ) کو طلب علم کا اس قدر ذوق تھا کہ زمانہ دراز تک مختلف اسلامی ممالک اور شہروں کا سفر کر کے طلب علم میں مصروف رہے۔ آپ نے مصر وشام کا دو بار، بصرہ کا چار بار، حجاز مقدس، کوفہ اور بغداد وغیرہ کا بھی سفر کیا۔ آپ جس کتاب کو ایک بار پڑھ لیتے یا روایت کی سماعت فرما لیتے وہ پتھر پر لکیر کی طرح آپ کے دل و دماغ میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ دورِ حاضر کے مشہور نقاد علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

> تحصیل علم کے ابتدائی دور میں انہیں ستر ہزار احادیث حفظ تھیں اور بعد میں یہ عدد تین لاکھ تک پہنچ گیا۔ جن سے ایک لاکھ احادیث صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح تھیں۔ ایک مرتبہ بلخ پہنچ گئے تو وہاں کے لوگوں نے فرمائش کی آپ اپنے شیوخ سے ایک ایک روایت بیان کریں تو آپ نے ایک ہزار شیوخ سے ایک ہزار احادیث بیان کر دیں"۔
>
> (علامہ غلام رسول سعیدی: تذکرۃ المحدثین ص 175)

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ: حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ (202ھ-261ھ) تاحیات فن حدیث کی خدمت میں مصروف رہے۔ پہلے اس فن کو محنت شاقہ سے حاصل کیا اور پھر اس کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ وصال کے وقت آپ اس عظیم الشان علم میں مستغرق تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں:

> "ایک دفعہ حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ ایک علمی مذاکرہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک حدیث کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ بروقت بیان نہ فرما سکے۔ گھر

واپسی پر کتب سے وہ حدیث تلاش کرنے لگے۔ پاس کھجوروں کا ٹوکرا پڑا ہوا تھا' ایک ایک کھجور اُٹھا کر تناول فرماتے رہے۔ روایت کی تلاش میں اس قدر انہماک واستغراق تھا کہ غیر ارادی طور پر کھجوروں کی مقدار کی طرف بالکل ذہن نہ گیا' حتیٰ کہ حدیث مبارکہ کے ملنے تک تمام کھجوریں ختم ہوگئیں۔ کھجوروں کا زیادہ کھانا آپ کے وصال مبارک کا سبب بنا"۔ (علامہ غلام رسول سعیدی: تذکرۃ المحدثین ص226)

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ: حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ (209ھ-279ھ) آئمہ صحاح ستہ میں ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ بہت سے واقعات ہیں جو آپ کے علمی ذوق کو واضح کرتے ہیں۔ تاہم اس حوالے سے ایک واقعہ درج ذیل ہے:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ اُنہوں نے ایک شیخ سے احادیث مبارکہ کے دو جز قلم بند کیے تھے۔ ایک دفعہ سفر مکہ اس شیخ کی معیت میں کرنے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت ان اجزاء پر نظر ثانی کرنے اور تصحیح کا موقع میسر نہیں آیا تھا۔ شیخ محترم سے استدعا کی کہ ان احادیث کی قرأت فرمائیں تاکہ تحریر شدہ اجزاء سے مقابلہ کرکے تصحیح کی جاسکے۔ شیخ نے درخواست منظور کر لی۔ امام صاحب نے اپنے سامان سے اجزاء تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ دستیاب نہ ہوسکے۔ آخر امام ترمذی نے سادہ کاغذ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیے اور شیخ نے قرأت احادیث کا سلسلہ شروع کر دیا۔ شیخ احادیث کی قرأت کرتے رہے اور امام ترمذی اپنے ذہن میں محفوظ کرتے رہے۔ اسی دوران شیخ کی نظر سادہ کاغذوں پر پڑ گئی جو امام کے ہاتھ میں تھے تو وہ غضبناک ہوگئے اور اُنہوں نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: کیا آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں؟ امام صاحب نے اصل واقعہ عرض کر دیا اور ساتھ ہی کہا: حضور! آپ کی بیان کردہ تمام احادیث میرے ذہن میں محفوظ ہوگئی ہیں۔ شیخ نے وہ روایات بطور امتحان سُنانے کے لیے کہا تو امام نے تمام احادیث مبارکہ جو صرف انہی سے روایت کی جاسکتی تھیں' سُنا دیں۔ ان کے اعادہ کا حکم دیا تو امام صاحب نے پہلے کی طرح وہ چالیس روایات من وعن سُنا ڈالیں۔ اس پر شیخ نے اظہارِ مسرت کرتے ہوئے فرمایا: مَارَأَيْتُ مِثْلَكَ (میں نے آپ کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا)۔

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص162)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی ابتدائی تعلیم کے حالات بیان کرتے ہیں کہ میں ایک یتیم بچہ تھا' والدہ ماجدہ نے مدرسہ میں داخل کروادیا لیکن گھر میں اتنا بھی نہ تھا کہ استاد کی خدمت کی جاتی۔ خوش قسمتی سے استاد اس بات پر راضی ہو گئے کہ جب باہر تشریف لے جائیں گے تو میں لڑکوں کی نگرانی کیا کروں گا۔ اس طرح جب میں قرآن کی تعلیم مکمل کرلی تو علماء کے حلقوں میں حاضری دینے لگا' جو بھی حدیث یا مسئلہ سن لیتا فوراً یاد ہو جاتا۔ والدہ محترمہ اس قدر غریب تھیں کہ کاغذ کی قیمت بھی مہیا نہ کرسکتی تھیں۔ مجبوراً چکنی ہڈیاں تلاش کرتا' اگر کوئی ہڈی دستیاب ہو جاتی تو اس پر سبق لکھنا شروع کردیتا۔ جب وہ تحریر سے بھر جاتی تو اسے گھر کے ایک گھڑے میں محفوظ کرلیتا۔ اس طرح میری تعلیم چل رہی تھی کہ اتفاق سے یمن کا ایک گورنر مکہ مکرمہ آیا۔ بعض قریشیوں نے اس کے ہاں میری سفارش کی کہ مجھے کوئی کام سونپ دے۔ وہ کام دینے پر راضی ہو گیا لیکن والدہ صاحبہ کے پاس اتنی گنجائش کہاں تھی کہ اپنی حیثیت درست کر کے گورنر کے ساتھ یمن کا سفر کرسکتا۔ والدہ محترمہ نے سولہ دینار میں اپنی چادر رہن رکھ کر رقم میرے حوالے کردی اور میں گورنر کے ساتھ یمن روانہ ہو گیا۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ۔ ص: 81)

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ: حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا علمی ذوق مثالی اور قابل تقلید تھا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا' میں اس وقت حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کے حلقہ درس میں بیٹھا تھا۔ میں دانستہ طور پر خاموش رہا' والد کی موت کی خبر سُنی اَن سُنی کردی اور درس سُننے میں مصروف رہا۔ شام کے وقت گھر گیا تو لوگ میرے والد کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔ میں والد کے جنازے سے تو محروم ہو گیا مگر علم کی مجلس سے محروم نہ رہا۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فرماتے ہیں کہ جس انہماک سے ابو یوسف نے میرے درس میں علم حاصل کیا دوسرے کسی شاگرد نے نہیں کیا۔ میرے حلقہ درس میں داؤد طائی بھی ایک قابل شاگرد تھے مگر وہ ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح محنتی نہیں تھے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ ابتدائی دور میں نہایت ہی غربت میں تھے۔ میرے خاوند طلبِ معاش کی بجائے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کی

مجالس میں رہتے اور کئی کئی دن گھر نہ آتے۔ میں ایک دن خود حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے شوہر کی اور اپنی تنگ دستی کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے مجھے حوصلہ دیا کہ یہ گنتی کے چند دن ہیں گزر جائیں گے، صبر کرو۔ ایک وقت آنے والا ہے کہ تمہاری غربت امارت میں بدل جائے گی، تمہاری تنگ دستی دُور ہو جائے گی اور یہ فقر و فاقہ ختم ہو جائے گا۔

ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک دوست نے پوچھا: ابو یوسف! آپ کی کتنی تنخواہ ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے یہ معلوم نہیں، ہاں اس وقت میرے اصطبل میں سات سو خچر اور سو اعلیٰ نسل کے گھوڑے میری خدمت اور آمد و رفت کے لیے بندھے ہوئے ہیں۔ میں ایک مزدور تھا، بھاگا ہوا چور، کام چور مزدور مگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی مجالس نے مجھے مالا مال کر دیا۔ ایک بار میں پورا مہینہ گھر نہ گیا، میری والدہ صاحبہ نے مجھے ڈانٹا کہ تمہارا استاد تمہیں مزدوری دیتا ہے اور نہ کوئی کام کرنے دیتا ہے۔ یہ بات کہہ کر مجھے ایک کاریگر کے پاس لے گئیں اور مجھے اس کا شاگرد بنا دیا۔ مجھے ڈانٹتیں کہ تم ایک ایک مہینہ نوکری سے غیر حاضر رہتے ہو۔ مجھے خوب مار کر کہا: خبردار! آئندہ تم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس گئے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے میری یہ داستان سُنی تو پچاس دینار وظیفہ لگا دیا اور کہا: جاؤ اپنی ماں کو دے آؤ اور کہو کہ یہ میری چند دنوں کی مزدوری ہے۔ میری ماں پچاس دینار لے کر خوش ہو گئی اور کہنے لگی کہ ان کے پاس ہی رہا کرو، وہ مزدوری زیادہ دیتے ہیں۔

ایک دن حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ ایک خچر پر سوار کہیں جا رہے تھے اور اس کی رکابیں سونے کی تھیں۔ ایک عالم دین نے آپ کو روک لیا اور کہا: وہ کام کر رہے ہو جس سے اسلام نے منع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو علمی شان دکھاؤں۔ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ علم کے بعد اتنی شان و شوکت بھی ملتی ہے کہ ایک درزی کا بیٹا علم دین پڑھ کر اس مقام پر پہنچا ہے۔ اس طرح لوگ علم کے حصول کے لیے تیار ہوں۔

(علامہ اقبال احمد فاروقی ''جہانِ رضا'' شمارہ ستمبر 2001ء ص 66)

علماءِ ربانیین رحمہم اللہ تعالیٰ کا علمی شغف

دورانِ تدریس استاد کی گفتگو کے آداب: تدریس کے دوران طلباء کو درج ذیل آداب کا خیال رکھنا چاہیے:

☆-خالی الذہن ہوکر استاد کی تقریر توجہ سے سُنی چاہیے۔ ☆-استاد کے الفاظ کو بھی محفوظ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ☆-اگر تقریر مکمل طور پر سمجھ آ گئی ہو تو سکوت کرے ورنہ دوبارہ تقریر کرنے کے لیے عرض کرے۔ ☆-اگر تقریر کا کوئی پہلو وضاحت طلب ہو تو استاد کی تقریر کے اختتام پر وضاحت طلب کی جائے۔ ☆-استاد جس ترتیب سے تقریر کرے طلباء کو وہی ترتیب اختیار کرنی چاہیے۔ ☆-مغالطہ سے اجتناب کیا جائے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مغالطّوں سے منع فرمایا ہے۔ ☆-استاد کی تقریر کے اختتام پر طلباء تقریر کا اعادہ کریں تاکہ استاد غلطی کا ازالہ کر سکے۔ ☆-غیر متعلقہ اعتراضات سے اجتناب کیا جائے تاکہ ضیاعِ وقت سے بچا جا سکے۔ ☆-سبق کے اختتام پر طلباء استاد کی تقریر کو خوشخطی سے کاپیوں پر نوٹ کرلیں۔

تلامذہ کے حقوق: طلباء کے چند ایک حقوق درج ذیل ہیں:

☆- **حسن سلوک کرنا:** طلباء کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مہمان ہوتے ہیں۔ان سے حسن سلوک سے اللہ ورسول خوش ہوں گے۔

☆- **دعا کرنا:** اساتذہ کرام طلباء کے لیے کامیابی کی دعا کریں۔ حضرت عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اِس کو قرآن کا علم عطا فرما۔(بخاری)

☆- **حوصلہ افزائی کرنا:** اساتذہ طلباء کی حوصلہ افزائی کریں۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا میں نے اس سے خوب سیر ہوکر نوش کیا پھر باقی ماندہ دودھ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیا۔صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا

ہے؟ فرمایا: دودھ سے مراد علم ہے۔ (بخاری)

☆- **تحقیر سے اجتناب کرنا:** بات بات پر طلباء کی تحقیر نہ کریں کیونکہ بار بار عزتِ نفس مجروح ہونے کے باعث انتقامی کارروائی کا امکان ہو سکتا ہے۔ جس سے اساتذہ اور تلامذہ کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

☆- **صلاحیتوں کو مدنظر رکھنا:** طلباء کی لیاقتوں اور صلاحیتوں کے مطابق اہمیت دی جائے یعنی ذہین اور محنتی طلباء کو ان کی ذہانت و محنت کے مطابق اسباق پڑھائے جائیں۔ اسی طرح متوسط اور غبی طلباء کو ان کی حیثیت پر رکھا جائے۔

☆- **ہمہ وقت ناراضگی کا اظہار نہ کرنا:** اگر تلامذہ کی طرف سے دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی غلطی سرزَد ہو جائے تو اپنی اَنا کا مسئلہ بنا کر ہمیشہ کے لیے ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کسی معاملہ میں ناراضی ہو بھی جائے تو وہ ناراضی وقتی ہونی چاہیے نہ کہ دائمی۔

☆- **ذہن نشین نہ ہونے کی صورت میں دوبارہ سبق پڑھانا:** اگر استاد کے ایک بار پڑھانے سے سبق ذہن نشین نہیں ہوا تو دوبارہ بلکہ سہ بار سبق پڑھانے میں ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔ اپنا فرض تصور کرتے ہوئے بخوشی اس فریضہ کو انجام دے۔

☆- **اعتراضات کو سننا اور جواب دینا:** اگر تقریر کے اختتام پر سبق کا کوئی پہلو وضاحت طلب ہو تو طلباء وضاحت کے لیے سوال کریں تو ناراضی کا اظہار ہرگز نہ کرے کیونکہ سبق کے تشنہ پہلو کی وضاحت طلب کرنا طلباء کا حق ہے۔

آدابِ متعلّم: حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آدابِ متعلّم کے حوالے سے خامہ فرسائی فرمائی ہے اور متعدد آداب بیان فرمائے۔ جن کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆- **طہارت نفس:** طالب علم کا پہلا ادب یہ ہے کہ نفس کو اطوار بد اور اوصاف مذمومہ سے پاک رکھے کیونکہ علم دل کی عبادت ہے۔ نماز کے لیے جسم کا ظاہری طور پر طاہر و پاک ہونا ضروری ہے اسی طرح دل کا تصورات بد اور اوصاف مذمومہ سے پاک ہونا لازمی ہے۔ جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اسی طرح جس دل کا صحن تصورات بد اور اوصاف مذمومہ سے پاک نہ ہو اس میں رحمت باری تعالیٰ

کا نزول نہیں ہوتا۔ اس طرح ایسا دل مکمل طور پر علم کا گہوارہ بننے سے محروم رہے گا۔

☆- **دنیاوی تعلقات میں کمی کرنا:** طالب علم کو چاہیے کہ دنیاوی تعلقات میں کمی کرے، وطن سے دور رہے اور عزیز و اقارب سے دوری کو پسند کرے تاکہ اس کا ذہن مکمل طور پر حصول مقصد و حصول علم کی طرف متوجہ رہے۔ دنیوی مشغولیت حصولِ علم کے لیے رکاوٹ ہے۔

☆- **تکبر و غرور سے احتراز کرنا:** طالب علم کو چاہیے کہ تکبر و غرور سے ہرگز کام نہ لے اور اپنے استاد محترم پر حکم نہ چلائے۔ استاد محترم کے آداب بجالاتے ہوئے گفتگو کرے اور حلقہ درس میں بیٹھے۔

☆- **اساتذہ کے آداب بجالانا:** حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ ایک جنازہ میں شامل ہوئے۔ جنازہ سے فراغت پر آپ کی سواری پاس لائی گئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو جنازہ میں شامل ہونے کے لیے تشریف لائے تھے) نے سواری کی رکاب تھام لی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے ابنِ عمِ رسول! رکاب چھوڑ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم علماء سے آداب واحترام بجالاتے ہوئے پیش آئیں۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں کو چوم لیا اور کہا: ہمیں بھی اہل بیت کرام کے ساتھ اس طرح پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆- **علوم مفیدہ میں کمال حاصل کرنا:** طالب علم کو چاہیے کہ اپنی طاقت و بساط کے مطابق علوم مفیدہ کے حصول میں کمی نہ آنے دے تاکہ ان میں مہارت تامہ حاصل کرکے جہالت کے خاتمہ کی تحریک میں شامل ہو جائے۔ باقی علوم بھی قدرِ ضرورت حاصل کرے تاکہ کسی موقع پر علوم مفیدہ کے لیے معاون ثابت ہوسکیں۔

☆- **علوم میں مراتب کو ملحوظ رکھنا:** طالب علم کو چاہیے کہ حصولِ علم میں علوم وفنون کے مراتب کو ملحوظِ خاطر رکھے۔ افضل کو اوّلیت دے اور اس کے حصول کی طرف خصوصی توجہ دے کیونکہ انسان کی عمر اتنی نہیں ہوتی کہ تمام علوم وفنون کو کمال طور پر حاصل کرسکے۔

☆- **حصولِ کمال کے لیے مراتب علوم کو پیش نظر رکھنا :** طالب علم کو چاہیے کہ حصولِ کمال کے لیے مراتب علوم کو ملحوظ خاطر رکھے یعنی جب تک ایک علم میں کمال حاصل نہ کر لے دوسرے کا آغاز نہ کرے تا کہ پہلا علم دوسرے کے حصول کے لیے معاون ثابت ہو۔

☆- **شرف علم کا سبب معلوم کرنا:** طالب علم کو چاہیے کہ حصولِ علم کے ساتھ ساتھ شرف علم کے سبب پر بھی غور وفکر کرے۔کسی بھی علم کا شرف دو چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے: (1) نتیجہ اور (2) مضبوط دلیل۔اس کی مثال علم دین اور علم طب ہیں۔علم دین کا نتیجہ دائمی زندگی کا حصول جبکہ علم طب کا نتیجہ فانی زندگی کا حصول۔لہٰذا علم دین کو علم طب پر فوقیت وفضیلت حاصل ہوگی۔اسی طرح علم حساب اور علم نجوم کی مثال بیان کی جاسکتی ہے۔

☆- **علم سے اپنے باطن کو آراستہ کرنا:** طالب علم کو چاہیے کہ ظاہری علوم کے حصول سے اپنے باطن کو بھی اس کے فیضان سے مزین وآراستہ کرے تا کہ فرشتوں اور مقربین بارگاہ خداوندی کے ساتھ اس کا روحانی علاقہ وتعلق قائم ہو جائے۔ دنیوی مقاصد کے حصول کو ہرگز مطمح نظر نہ بنائے بلکہ اس کا مقصد رضائے الٰہی اور اعلاء کلمۃ الحق ہو۔

☆- **علم کی نسبت مقصد کی طرف کرنا:** طالب علم جو بھی علم حاصل کرے اس کے حصول کی نسبت اصل مقصد (رضائے الٰہی، تبلیغ دین، تصنیف وتالیف اور اشاعت دین) کی طرف کرے تا کہ حصولِ علم میں دورنگی کا عنصر شامل نہ ہو۔

(امام غزالی : احیاء العلوم جلد اوّل ص 144)

علماء اور طلباء کے لیے مفید باتیں:

طلباء اور اہل علم کے لیے چند مفید باتیں سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

☆- دین پر عمل کرنے کا معیار سلف صالحین کی تعلیمات ومعمولات ہیں۔لہٰذا ہر موقع پر ان کے آداب کو پیش نظر رکھا جائے اور ان کی تنقیص سے احتراز کیا جائے۔

☆- زیادہ کھانے سے جسم فربہ ہو جاتا ہے جبکہ دل کمزور پڑ جاتا ہے۔کم کھانے سے جسم

کمزور پڑ جاتا ہے لیکن دل قوی ہو جاتا ہے۔

☆- حصولِ علم کے ساتھ ساتھ شیخ کی صحبت میں بیٹھا جائے تاکہ عمل کا جذبہ اور اصلاح نفس ہو سکے۔

☆- علماء کا غریب یا متوسط ہونا بہتر ہے کیونکہ امارت کے باعث دین و عمل سے دوری ہو جاتی ہے۔

☆- فرض منصبی کو نہایت دیانتداری سے ادا کیا جائے۔ البتہ معاملات و مصارف میں ہمیشہ اعتدال و میانہ روی کے دامن کو تھاما جائے۔

☆- تکبر اور حرص دونوں سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ عزت نفس میں کمی نہ آئے۔

☆- ہر وقت کاغذ اور قلم جیب میں محفوظ ہو تاکہ جب کوئی مضمون کسی سے سُنے یا ذہن میں آئے تو اسے نوٹ کر لیا جائے۔ اس لیے کہ بعض اوقات کچھ مضامین ذہن میں آنے کے بعد محو ہو جاتے ہیں اور سنی ہوئی قیمتی بات بھول جاتی ہے۔

☆- مشاغل کی بنا پر ذہن پر اعتماد کرنے کی بجائے لکھ لینا زیادہ بہتر ہے تاکہ شکوک و شبہات سے بچا جا سکے۔

☆- وقت ضائع کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر کوئی کام نہ ہو تو گھریلو معاملات نپٹانے میں مصروف ہو جائے کیونکہ عام مجالس اور بازاروں میں بیٹھنا نقصان سے خالی نہیں۔

☆- کسی سے ایسا وعدہ نہیں کرنا چاہیے جس کا ایفا نہ ہو سکے تاکہ نفرت کی فضاء قائم نہ ہو۔

☆- لوگوں کی عیب جوئی کی بجائے اپنے عیوب کو دیکھنا چاہیے اور ان کے تدارک کی کوشش کرنی چاہیے۔

☆- شیخ کی بات پر معترض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی معاملے میں امتحان لے رہے ہوں۔

☆- مصروفیت نعمت خداوندی ہے، لہٰذا ہمیشہ اپنے آپ کو مصروف رکھنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا احترام ہو۔

☆- عقل و دانش، علم و فضل، مال و دولت اور حسن و جمال وغیرہ پر کبھی غرور نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں جب چاہے وہ واپس بھی لے سکتا ہے۔

☆- ہر کام کرنے سے قبل اپنے شیخ سے مشورہ کرنا چاہیے تاکہ بعد میں ندامت و پریشانی نہ ہو۔
☆- اگر شیخ سے کوئی خلاف شرع عمل بھی صادر ہو جائے تو اعتراض سے گریز کرے بلکہ ممکن ہو تو نہایت ادب سے اصلاح کی نیت سے عرض کر دے۔
☆- احکام شرع کی پابندی کرنی چاہیے تاکہ دنیا وآخرت میں سرخروئی حاصل ہو سکے۔
☆- جس شخص کی طبیعت میں تکبر و غرور ہوتا ہے وہ تعمیری کام کرنے سے محروم رہتا ہے' لہٰذا تکبر و غرور جیسی لعنت کو اپنے قریب تک نہ آنے دینا چاہیے۔

علماء کرام کے کرنے کے چار کام: فارغ التحصیل علماء کو فضول گفتگو' نشست و برخواست اور وقت ضائع کرنے کی بجائے مندرجہ ذیل چار کاموں کی طرف توجہ دینی چاہیے:

☆- **وعظ کرنا:** حسب ضرورت وعظ کیجیے۔ وعظ مختصر' جامع' مطلب خیز اور اصلاحی ہونا چاہیے۔
☆- **تدریس کرنا:** علماء کو طلباء کے سامنے مدرس کی حیثیت سے بیٹھ کر گفتگو کرنی چاہیے۔ ان کی علمی ترقی اور اصلاح احوال کی کوشش کرنی چاہیے۔
☆- **امر بالمعروف:** جب عوام میں بیٹھے ہوں تو ان کی اصلاح اور خیر خواہی کی غرض سے نیکی کی ترغیب دے اور برائی سے بچنے کا درس دے۔
☆- **تصنیف و تالیف:** تصنیف و تالیف کے شعبہ کو اپنانا عمدہ ترین' قابل تقلید اور قابل تحسین عمل ہے۔ اس لیے کہ تصانیف مستقل تبلیغ کا سبب بنتی ہیں اور نہایت قلیل عرصہ میں دنیا بھر میں پھیل جاتی ہیں۔ گویا تصانیف عالمی سطح پر تبلیغ کا سبب بنتی ہیں۔ (ایضاً)

علماءِ حق کی علامات: حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علماء حق کی درج ذیل علامات بیان کی ہیں:

☆- اپنے علم کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بناتا ہو۔
☆- اس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو' جو کچھ لوگوں کو کہتا ہو اس پر خود بھی عمل کرتا ہو۔
☆- ایسے علوم وفنون میں مصروف رہتا ہو جو آخرت میں مفید و نافع ہوں۔
☆- کھانے' پینے اور لباس میں تکلف نہ برتتا ہو بلکہ عاجزی و انکساری کا مجسمہ ہو۔
☆- دنیادار حکام وسلاطین سے الگ تھلگ رہتا ہو کیونکہ حکام کے قرب کے سبب انسان

غیر شرعی امور کا ارتکاب کر لیتا ہے۔

☆- فتویٰ دینے میں عجلت سے کام نہ لیتا ہو، مسئلہ بیان کرنے میں نہایت احتیاط برتتا ہو بلکہ اس کی خواہش ہو کہ یہ امور اس سے بڑا عالم انجام دے۔

☆- ظاہری علم کے ساتھ ساتھ اسے باطنی علم بھی حاصل ہو تاکہ ظاہری و شرعی اصلاح کے ساتھ باطنی احوال کی اصلاح کا بھی اہتمام کرتا ہو، جو کہ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔

☆- اسے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر پورا یقین و اعتماد ہو کیونکہ یہی یقین لازوال دولت ہے جو انسان کے لیے دارین میں مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆- اس کا ہر عمل رضائے الٰہی کے لیے ہو، ہر کام کرتے وقت دل میں خوفِ خدا رکھتا ہو۔ اس کی رفتار، گفتار، لباس اور عادات و اطوار سے عاجزی ٹپکتی ہو۔

☆- اعمال اور حلال و حرام سے متعلق احکام و مسائل سے آگاہ ہو تاکہ ان پر عمل کرے۔ اس کا عمل اس قدر خلوص کا حامل ہو کہ دوسرے لوگوں کو متاثر کرے۔

☆- علوم و فنون پر اس کی گرفت مضبوط ہو۔ علوم میں بصیرت بھی حاصل ہو تاکہ مسئلہ بیان کرتے وقت شکوک و شبہات اور تذبذب کا شکار نہ ہو اور لوگوں کی اصلاح کا جذبہ کاملہ رکھتا ہو۔

☆- علامات بدعات سے مکمل طور پر واقف ہو، ان سے مکمل اجتناب کرتا ہو کیونکہ بدعات کے ارتکاب کے سبب گمراہی پھیلتی ہے۔ (امام محمد غزالی: احیاء العلوم جلد اوّل ص 45)

ایک سنہری اصول: اعلم ان طالب العلم لا ینال العلم ولا ینفع به الا بتعظیم العلم واهله وتعظیم الاستاذ و توقیره۔ (ایضاً ص 42)

ترجمہ: جاننا چاہیے طالب علم، علم و علماء کی تعظیم اور استاذ کے ادب و احترام کے بغیر نہ تو علم حاصل کر سکتا ہے اور نہ علم سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد: قال علی کرم اللّٰہ وجهه انا عبد من علمنی حرفا واحدا ان شاء باع وان شاء اعتق وان شاء استرق۔

ترجمہ: جس نے مجھے ایک حرف کی تعلیم دی میں اس کا غلام ہوں، خواہ مجھے فروخت کر دے خواہ آزاد کر دے اور چاہے تو اپنا غلام بنا رکھے۔

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص43)

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

رایت احق الحق، حق المعلم — لقد حق ان یهدی الیه کرامة

لقد حق ان یهدی الیه کرامة — لتعلیم حرف واحد الف درهم

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص27)

ترجمہ: میں تمام حقوق سے استاد کے حق کو فائق تصور کرتا ہوں جس کا یاد رکھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ استاد کا حق یہ ہے کہ اس کی خدمت میں عزت واحترام سے علم کے ہر حرف کے عوض ہزار درہم پیش کیے جائیں۔

جہلاء کی اہلِ علم سے عداوت کی وجہ: عام طور پر جہلاء اہل علم سے عداوت وبغض رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل شعر میں بیان فرمائی:

وضد کل امرء ما کان یجهله — والجاهلون لا هل العلم اعداء

اور آدمی جس چیز سے جاہل ہوتا ہے اس کا مخالف بن جاتا ہے اسی لیے جہلاء علماء کے دُشمن ہوتے ہیں۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص50)

مصنف ومترجم کا تعارف: مضمون کے آخر میں ہم مصنف ومترجم کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کرتے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ:

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی 14 جون 1920ء میں حاجی گلاب دین (ریٹائرڈ صوبیدار میجر پنشنر) کے ہاں قصبہ "سرینگر" ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔

حضرت مفتی صاحب قرآن پڑھنے کے بعد ورنیکلر سکول گھڑیالہ ضلع لاہور میں داخل ہوئے۔ مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد ایم۔ بی ہائی سکول پٹی ضلع امرتسر میں میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔

والد گرامی علم وعلماء کے قدردان تھے۔ اُنہوں نے غیبی اشارہ پاکر 1937ء میں اہلِسنّت کی مرکزی دینی درسگاہ دار العلوم حزب الاحناف' لاہور میں علوم اسلامیہ کے حصول

کے لیے داخل کروادیا۔آپ مسلسل سات سال تک اسی ادارہ میں نہایت محنت سے پڑھتے رہے۔1943ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ کے مشہور ترین اساتذہ میں سید المحدثین، سند المفسرین، شیخ المشائخ، حضرت علامہ ابوالبرکات السید احمد شاہ قادری اشرفی امیر حزب الاحناف، لاہور اور جامع منقول و معقول حضرت علامہ مفتی محمد مہرالدین جماعتی نقشبندی صدر المدرسین دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور (رحمہما اللہ تعالیٰ) شامل ہیں۔

1944ء میں مفتی صاحب نے پٹی ضلع امرتسر میں تدریس کا آغاز کیا اور تقسیم کے بعد 1949ء کو قصور شہر میں تشریف لائے اور سلسلۂ تدریس جاری رکھا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ قصور شہر میں رونق افروز ہوئے تو 1949ء میں دارالعلوم جامعہ حنفیہ، قصور کی بنیاد رکھی۔تدریس کے عمل کو معیاری اور دارالعلوم کے مقاصد کے حصول کے لیے استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی مہرالدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ ایسے علماء کی خدمات حاصل کیں۔آپ نے شب وروز محنت کی اور اپنے اساتذہ کا علمی فیضان ملک بھر میں پھیلایا۔آپ تاحیات دارالعلوم جامعہ حنفیہ، قصور میں تدریس الفنون کی خدمات انجام دیتے رہے۔دارالعلوم میں بیٹھ کر آپ نے اہلِسنّت وجماعت کی ترقی اور ابطال باطل کے لیے جو خدمات سرانجام دیں، قصور کی تاریخ میں ایک عظیم الشان باب کا اضافہ ہے جسے ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے تاہم ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

☆-حضرت علامہ مولانا محمد عنایت احمد نقشبندی (متوفی 2011ء) خطیب جامع مسجد طٰہٰ گلبرگ، لاہور- ☆-شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی احمد یار صاحب مدرس اشرف المدارس، اوکاڑہ- ☆-شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول صاحب- ☆-حضرت علامہ محمد سعید صاحب قادری چشتی، گیمر۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے استاذ گرامی مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ قادری اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور کے دست اقدس پر شرفِ بیعت حاصل کیا اور خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

شب و روز تدریس، فتویٰ نویسی اور خطابت کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کی مشہور تصانیف کے نام یہ ہیں: ترجمہ قرآن، التعریفات اور فضیلت و عظمت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ علاوہ ازیں ہزاروں فتاویٰ اور سینکڑوں مقالات شامل ہیں۔ آپ کے فتاویٰ ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ کاش صاحبزادگان یا کوئی ادارہ ان کی اشاعت کا اہتمام کرے تاکہ یہ عظیم علمی ذخیرہ محفوظ ہو سکے۔

مذہبی خدمات کی طرح آپ کی سیاسی خدمات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے۔ آپ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے قائدِ اہلسنّت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملی نفاذ کے لیے شب و روز کوشاں رہے۔

قیام پاکستان کے بعد 1953ء اور 1974ء میں فتنہ مرزائیت کو کچلنے کے لیے دو تحریکات چلیں۔ آپ نے دونوں تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جلسے منعقد کیے اور جلوسوں کی قیادت کی۔ علاوہ ازیں 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ نے اپنے تلامذہ اور متوسلین سمیت بھر پور حصہ لیا اور تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور سُنّت یوسفی تصور فرماتے ہوئے جیل میں قید ہوئے۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری بانی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم حنفیہ، قصور میں مختصر علالت کے بعد 8 ذی القعدہ 1419ھ مطابق 1999ء بروز جمعرات، بوقت 11:40 منٹ پر صبح اپنے خالق حقیقی کے حضور لبیک کہہ گئے۔

آپ کے صاحبزادگان نے باہمی معاونت سے غسل دیا اور کفن پہنایا۔ خدام اور تلامذہ نے بھی حصول سعادت کے لیے معاونت کی۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبداللہ قادری اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کی خبر ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے دنیا بھر میں پھیل گئی۔ آپ کے تلامذہ، متوسلین اور عقیدت مندوں کی آمد کا سلسلہ سے شروع ہو گیا۔ دوسرے دن بروز جمعہ المبارک گورنمنٹ ڈگری کالج، قصور میں حضرت علامہ صاحبزادہ سیّد مسعود احمد قادری رضوی صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

جس دارالعلوم کی آپ نے قصور شہر میں بنیاد رکھی اور تاحیات ناظم اعلیٰ و مدرس و شیخ الحدیث رہے، اس کے وسیع صحن میں آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ مزار مرجع خلائق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو تین صاحبزادیاں اور سات صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

☆- حضرت صاحبزادہ علامہ محمد صفدر علی قادری صاحب، لاہور

☆- حضرت صاحبزادہ صوفی محمد مظفر علی صاحب قادری

☆- حضرت صاحبزادہ علامہ پیر مفتی محمد اختر علی صاحب قادری سجادہ نشین حضرت محدث قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ

☆- حضرت صاحبزادہ علامہ مفتی محمد سعادت علی صاحب قادری

☆- حضرت صاحبزادہ پروفیسر ہومیوڈاکٹر محمد نثار علی صاحب قادری

☆- حضرت صاحبزادہ علامہ قاری محمد ارشاد علی صاحب قادری

☆- حضرت صاحبزادہ علامہ محمد حامد علی صاحب قادری

مترجم: مبلغ اسلام حضرت علامہ پیر مفتی محمد اختر علی قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ (انگلینڈ)

حافظ و قاریٔ قرآن، ممتاز مبلغ و خطیب، منبع علم و فضل، جامع شریعت و طریقت، پیکرِ خلوص و محبت، محورِ عجز و انکسار، منکسر مزاج و ملنسار، علمی و عملی دولت سے سرشار، مصنف و مترجم اور ممتاز محقق و مفتی یہ ہیں، ہمارے ممدوح مترجم حضرت علامہ مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ۔

حضرت مفتی صاحب 1958ء میں حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی (محدث قصوری) رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قصور شہر میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی نے پہلی نظر دیکھتے ہی آپ کے بارے میں روحانی طور پر خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

"یہ بچہ حافظِ قرآن اور مبلغِ اسلام ہوگا۔ جامع شریعت و طریقت ہونے کے علاوہ آسمانِ علم و ادب کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے گا"۔

سنِ شعور کو پہنچتے ہی آپ کو مادرِ علمی دارالعلوم حنفیہ، قصور میں داخل کیا گیا۔ قرآن کریم سے تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ مقامی سکول میں بھی آپ کو داخل کروایا گیا۔ 1971ء میں

شب و روز تدریس، فتویٰ نویسی اور خطابت کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کی مشہور تصانیف کے نام یہ ہیں: ترجمہ قرآن، التعریفات اور فضیلت و عظمت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ علاوہ ازیں ہزاروں فتاویٰ اور سینکڑوں مقالات شامل ہیں۔ آپ کے فتاویٰ ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ کاش صاحبزادگان یا کوئی ادارہ ان کی اشاعت کا اہتمام کرے تاکہ یہ عظیم علمی ذخیرہ محفوظ ہو سکے۔

مذہبی خدمات کی طرح آپ کی سیاسی خدمات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے۔ آپ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے قائد اہلسنّت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملی نفاذ کے لیے شب و روز کوشاں رہے۔

قیام پاکستان کے بعد 1953ء اور 1974ء میں فتنہ مرزائیت کو کچلنے کے لیے دو تحریکات چلیں۔ آپ نے دونوں تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جلسے منعقد کیے اور جلوسوں کی قیادت کی۔ علاوہ ازیں 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ نے اپنے تلامذہ اور متوسلین سمیت بھرپور حصہ لیا اور تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور سنّت یوسفی تصور فرماتے ہوئے جیل میں قید ہوئے۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری بانی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم حنفیہ، قصور میں مختصر علالت کے بعد 8 ذی القعدہ 1419ھ مطابق 1999ء بروز جمعرات، بوقت 11:40 منٹ پر صبح اپنے خالق حقیقی کے حضور لبیک کہہ گئے۔

آپ کے صاحبزادگان نے باہمی معاونت سے غسل دیا اور کفن پہنایا۔ خدام اور تلامذہ نے بھی حصول سعادت کے لیے معاونت کی۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبداللہ قادری اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کی خبر ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے دنیا بھر میں پھیل گئی۔ آپ کے تلامذہ، متوسلین اور عقیدت مندوں کی آمد کا سلسلہ سے شروع ہو گیا۔ دوسرے دن بروز جمعۃ المبارک گورنمنٹ ڈگری کالج، قصور میں حضرت علامہ صاحبزادہ سیّد مسعود احمد قادری رضوی صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

جس دارالعلوم کی آپ نے قصور شہر میں بنیاد رکھی اور تاحیات ناظم اعلیٰ و مدرس و شیخ الحدیث رہے، اس کے وسیع صحن میں آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ مزار مرجع خلائق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو تین صاحبزادیاں اور سات صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

☆- حضرت صاحبزادہ علامہ محمد صفدر علی قادری صاحب، لاہور
☆- حضرت صاحبزادہ صوفی محمد مظفر علی صاحب قادری
☆- حضرت صاحبزادہ علامہ پیر مفتی محمد اختر علی صاحب قادری سجادہ نشین حضرت محدث قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ
☆- حضرت صاحبزادہ علامہ مفتی محمد سعادت علی صاحب قادری
☆- حضرت صاحبزادہ پروفیسر ہومیو ڈاکٹر محمد نثار علی صاحب قادری
☆- حضرت صاحبزادہ علامہ قاری محمد ارشاد علی صاحب قادری
☆- حضرت صاحبزادہ علامہ محمد حامد علی صاحب قادری

مترجم: مبلغ اسلام حضرت علامہ پیر مفتی محمد اختر علی قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ (انگلینڈ)

حافظ و قاریٔ قرآن، ممتاز مبلغ و خطیب، منبع علم و فضل، جامع شریعت و طریقت، پیکرِ خلوص و محبت، محورِ عجز و انکسار، منکسر مزاج و ملنسار، علمی و عملی دولت سے سرشار، مصنف و مترجم اور ممتاز محقق و مفتی یہ ہیں، ہمارے ممدوح مترجم حضرت علامہ مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ۔

حضرت مفتی صاحب 1958ء میں حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی (محدث قصوری) رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قصور شہر میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی نے پہلی نظر دیکھتے ہی آپ کے بارے میں روحانی طور پر خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

"یہ بچہ حافظِ قرآن اور مبلغِ اسلام ہوگا۔ جامع شریعت و طریقت ہونے کے علاوہ آسمانِ علم و ادب کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے گا"۔

سنِ شعور کو پہنچتے ہی آپ کو مادر علمی دارالعلوم حنفیہ، قصور میں داخل کیا گیا۔ قرآن کریم سے تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ مقامی سکول میں بھی آپ کو داخل کروایا گیا۔ 1971ء میں

حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ پرائمری تعلیم مکمل کرنے پر مقامی ہائی سکول میں آپ کو داخل کروایا گیا۔1973ء میں تجوید و قرأت کی سند حاصل کی۔1974ء میں میٹرک اور1976ء میں ایف۔اے کا امتحان پاس کیا۔1978ء میں امتیازی پوزیشن میں پنجاب یونیورسٹی (لاہور) سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔آپ علوم جدیدہ اور علوم اسلامیہ ایک ساتھ حاصل کرتے رہے۔1982ء میں تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت) پاکستان کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے سالانہ امتحانات میں شامل ہو کر ایم۔اے عربی و اسلامیات کی ڈگریاں حاصل کیں۔

آپ از 1982ء تا 1988ء دار العلوم حنفیہ، قصور میں تدریسی، فتویٰ نویسی اور تبلیغی خدمات انجام دینے کے علاوہ نائب ناظم کی حیثیت سے بھی مصروفِ عمل رہے۔آپ کا اسلوبِ تدریس مؤثر، دلنشین اور عام فہم تھا۔ایک دفعہ اندازِ تدریس سے متاثر ہو کر حضرت علامہ مفتی محمد مہر الدین نقشبندی جماعتی رحمہ اللہ تعالیٰ (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دے کر دعائیہ کلمات سے نوازا۔1987ء سے والد گرامی شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عبد اللہ قادری اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اسلامک سینٹر، وولزے روڈ شیفلڈ برطانیہ میں تدریسی، تبلیغی، فتویٰ نویسی اور تالیفی خدمات انجام دے رہے ہیں۔1995ء میں آپ کی علمی ثقاہت و فقاہت، تدریسی و فتویٰ نویسی اور تبلیغی اوصاف کے حوالے سے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک تحریر عنایت فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔وہ تحریر درج ذیل ہے:

باسمہ تعالیٰ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

امابعد! بین الاقوامی اہلِسُنَّت و جماعت کو باحسن وجوہ اور باکمل طرق مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت علام، فاضل جلیل، حاوی الاصول والفروع، جامع المعقول والمنقول، سند المحدثین والمفسرین، استاذ العلماء، صدر المدرسین، الحاج، الحافظ القاری، علامہ صاحبزادہ مفتی ابو الازہر محمد اختر علی صاحب قادری فاضل مرکزی دار العلوم الجامعۃ الحنفیہ (رجسٹرڈ، قصور) پاکستان دامت برکاتہم العالیہ، بفضلہ بہترین فاضل اور عالم الملۃ والدین ہیں۔ بہترین فاضل اور شیخ الحدیث والفتویٰ ہیں۔بہترین فاضل اور بہترین مفتی ہیں۔مفتی کے

منصب پر مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ (رجسٹرڈ، قصور) میں میری موجودگی میں کام کرتے رہے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ فتویٰ کو اس انداز اور اس شان سے لکھتے ہیں کہ اس میں جان ڈال دیتے ہیں۔ یہ بکرمہ تعالیٰ ان کا خاصہ ہے۔ الخاصۃ مایوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ۔ الحمد للہ علی کل حال سوی الکفر والضلال۔

فقط والسلام ذوالمجد والاحترام سلم اللہ الرحمٰن الی یوم القیام
فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی (قصور)۔ پاکستان
شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور
25/ مارچ 1995ء

درس و تدریس، تبلیغ و اصلاح، فتویٰ نویسی و تحقیق، درس قرآن و حدیث اور رشد وہدایت کی پر ہجوم مصروفیات کے باوجود حضرت مفتی صاحب تصنیف و تالیف اور ترجمہ کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔ زیر نظر کتاب "التعریفات للعلوم الدرسیات" شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور اور قابل قدر عربی تصنیف ہے۔ جس پر ممتاز علماء اہلسنّت کی عربی زبان میں تقاریظ ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:
مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ قادری اشرفی رضوی (امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور)، شارح بخاری حضرت علامہ غلام رسول رضوی (شیخ الحدیث جامعہ رضویہ، فیصل آباد)، مفسرِ قرآن حضرت علامہ مفتی محمد احمد یار خان نعیمی (مصنف تفسیر نعیمی)، استاذ المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد مہر الدین نقشبندی جماعتی (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)، حضرت علامہ مفتی محمد اعجاز ولی رضوی (شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ، لاہور) اور حصرت علامہ مفتی محمد عبدالعزیز نقشبندی (ناظم اعلیٰ جامعہ نقشبندیہ، کوٹ رادھا کشن، ضلع قصور) رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (اب یہ تقاریظ کتاب کے آخر میں شامل کی گئی ہیں) محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ تعالیٰ پرنسپل جامعہ اسلامیہ لاہور کی تقریظ آغاز کتاب میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں اس کی اہمیت و افادیت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مکتبہ برکاتیہ قصور اور مکتبہ اکرمیہ پشاور وغیرہ اداروں کی طرف سے بارہا شائع کی گئی۔ مبلغ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اس کتاب کا سلیس، آسان، دلنشین اور بامحاورہ اُردو ترجمہ کر کے اہم خدمت انجام دی۔

ترجمہ اس قدر رواں ہے کہ اس کے مطالعہ سے یہ اصل کتاب ہی محسوس ہوتی ہے۔ راقم السطور (محمد یٰسین قصوری نقشبندی) کو اس پر نظرِ ثانی کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کی کمپوزنگ سے لے کر اشاعت تک تمام مراحل حضرت صاحبزادہ علامہ قاری ارشاد علی قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ ناظمِ اعلیٰ جامعۃ البنات (لاری اڈہ) قصور کی زیرِ نگرانی تہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مصنف و مترجم کی سعی کو قبول فرمائے، دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے اور قارئین کے لیے مفید و نافع بنائے۔ آمین!

خادم العلماء والطلباء:

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

ادارہ علم و ادب : E-35/K، گلی نمبر ا، شاہین کالونی
والٹن روڈ، لاہور 0300-4455710
14/مئی 2012ء بروز پیر



تقریظ جلیل

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی ابو العلاء محمد عبد اللہ قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ اہلِ سُنّت کے مقتدر علماء و ماہر مدرسین میں شمار ہوتے ہیں۔ الحمد للہ! اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ساری زندگی قصور کے دور دراز سرحدی علاقہ میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کی خدمت اور علوم وفنون کی تدریس میں صرف فرما دی۔ بلاشبہ وہ ایک بالغ نظر عالم دین تھے' ان کے دم قدم سے دُنیائے تدریس میں بہاریں تھیں، مسلکی تصلّب اور تدریسی شوق ان کی خصوصیات میں سے تھے۔ آپ نے استاذ العلماء علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں رہ کر علم دین حاصل کیا اور پھر ان کی متعین کردہ راہوں کے مسافر بن کر ساری زندگی اسی چمن کی آبیاری میں گزار دی۔ وہ حضور غوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عاشق صادق اور محبّ کامل تھے' یہی وجہ ہے کہ اُنہوں نے اپنے تلامذہ اور مریدین میں وہی خصوصیات پیدا کرنے کے لیے بھرپور سعی فرمائی۔ آپ کی متعدد کتابیں یادگار ہیں مگر زیرِ نظر کتاب "التعریفات للعلوم الدرسیة" درسِ نظامی کے طلبہ کے لیے خاص تحفہ کا درجہ رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ علامہ پیر مفتی محمد اختر علی قادری اشرفی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ اُنہوں نے حضرت محدث قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا علمی ورثہ نئی نسل کی طرف منتقل کرنے کے لیے کتاب ہذا کا ترجمہ فرمایا۔ ماشاء اللہ ترجمہ اس قدر رواں' آسان اور عام فہم ہے کہ شائقین مطالعہ اسے اصل کتاب ہی تصور کریں گے۔ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے والد گرامی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دیگر تصانیف مبارکہ کو بھی منصہ شہود میں لانے کی سعی فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی صاحب کو اجر عظیم سے نوازے کہ وہ علمی کاموں میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں، مسلسل محنت کو شعار بنائے ہوئے ہیں اور ان کی تحریک پر یہ کتاب منظر عام پر آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کتاب سب کے لیے مفید بنائے۔ آمین!

اسلام کا ادنیٰ خادم

(مفتی) محمد خان قادری

پرنسپل جامعہ اسلامیہ لاہور

14/ مئی 2012ء بروز پیر

انتساب

مفتی اعظم پاکستان، آفتاب علم وعرفان، سراجِ اہلِ تقویٰ

حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ قادری اشرفی رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی و شیخ الحدیث مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ، لاہور کے نام

جن کے علمی و روحانی فیضان سے ایک جہاں فیض یاب ہوا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

صاحبزادہ محمد اختر علی قادری اشرفی (انگلینڈ)

14/ مئی 2012ء بروز پیر

حمدِ باری تعالیٰ

شعورِ نعت کا مجھ کو کمال دے یا ربّ
مِری صداؤں کو لحنِ بلال دے یا ربّ
مِرے حضور حسین انقلاب لائے تھے
اسی کا نور ہر اِک دِل میں ڈال دے یا ربّ
بشر کے واسطے اُن کا نظام بہتر ہے
یہ سب دلوں کو یقین و خیال دے یا ربّ
ہے اِرتقاء کی طرف ذہنِ آدمی مائل
دلوں کو سیرتِ اقدس میں ڈھال دے یا ربّ
کروں گذارشِ احوال ان کی خدمت میں
سلیقہ و ہنر عرضِ حال دے یا ربّ
میں خاکِ شہرِ مدینہ لگاؤں آنکھوں میں
اِک امّتی ہوں، یہ حسرت نکال دے یا ربّ
ہو جلوہ بار کسی روز اُن کا عکس جمیل
مِری نِگاہ کو تابِ جمال دے یا ربّ
حواس کو ہو مآلِ گناہ کا احساس
طبیعتوں کو ذرا انفعال دے یا ربّ
میں نعت گوئی کی دنیا میں جاوداں ہو جاؤں
بصیرتیں وہ مجھے لازوال دے یا ربّ

(ابرار کرتپوری)

نعت شریف

از: مولانا حامد حسن قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

هُوَ اَفْصَحُ بِمَقَالِهٖ　　هُوَ اَكْمَلُ بِنَوَالِهٖ
هُوَ اَعْظَمُ بِجَلَالِهٖ　　هُوَ اَفْقَدُ بِمَثَالِهٖ

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ
كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

هُوَ حَامِدٌ وَّمُحَمَّدٌ　　هُوَ مَاجِدٌ وَّ مُمَجَّدٌ
هُوَ اَمْجَدُ هُوَ اَحْمَدُ　　هُوَ مُرْشِدٌ هُوَ اَرْشَدُ

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ

وہ بشیر بھی وہ نذیر بھی　　وہی آپ اپنی نظیر بھی
وہ زمین پہ شاہ و امیر بھی　　وہ فلک پہ عرش مسیر بھی

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ

وہ قسیم بھی وہ جسیم بھی　　وہ نسیم بھی وہ وسیم بھی
وہ رؤف بھی وہ رحیم بھی　　وہ خلیل بھی وہ کلیم بھی

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ

وہ رفیع اپنے کمال میں　　وہ حسین اپنے جمال میں
وہ عزیز اپنی خصال میں　　وہ فنا خدا کے وصال میں

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ

✲✲✲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا

مقدمہ

تمام تعریفیں {1} اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو قابل تعریف، بزرگ و برتر اور عظیم شان و شوکت کا مالک ہے۔ درود وسلام نازل ہو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر جنہوں نے فرمایا: ''تم علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعریف شدہ، بہت مہربان اور صاحبِ شفقت ہیں جنہوں نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے آپ کو پہچان لیا درحقیقت اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا''۔ آپ شرع شریف کا موضوع واضح فرمانے والے ہیں اور وہ موضوع ''صراطِ مستقیم'' {2} (سیدھی راہ) ہے، یہی دنیا اور اہلِ دنیا کا مقصد ہے۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا نہ کرتا۔ اسی لیے (ہر سنی مسلمان) صاحبِ علم کا عقیدہ ہے کہ آپ ہی تخلیق کے لحاظ سے سب سے مقدم ہیں۔ رحمت نازل ہو آپ کی آلِ اطہار، آپ کے

{1} اگر آپ یہ سوال کریں کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو ''المعرف'' یعنی قابل تعریف قرار دیا ہے جبکہ صاحب سلم العلوم نے فرمایا: ''لایحد'' یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس طرح دونوں باتوں میں تناقض وتضاد موجود ہے، اسے دور کر کے کیسے مطابقت کی صورت پیدا کی جا سکتی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ان دونوں باتوں میں تضاد وتناقض نہیں ہے۔ اس لیے کہ ''تعریف'' بنسبت ''حد'' کے عام ہے کیونکہ ''تعریف'' بغیر ''حد'' کے بھی صادق آسکتی ہے۔ اس لیے کہ ''حد'' صرف ذاتیات کے ساتھ خاص ہے کہ جبکہ ''تعریف'' کبھی صفات کو بھی شامل ہوتی ہے۔

{2} حضرت امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصنیف ''شفاء شریف'' میں، حضرت سید شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تالیف ''الفوز الکبیر'' میں اور صدر العلماء حضرت مفتی غلام جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ (استاذ محترم قائد اہل سنّت حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اپنی کتاب البشیر القاری شرح صحیح بخاری میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

صحابہ کرام، آپ کی ذی وقار اُمّت اور قابلِ احترام طلباءِ دین پر قیامت کے دن تک۔

امـا بـعد ! {1} بندہ ناچیز ابوالعلی محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی غفرلہٗ اپنے پروردگار سے اُمید کرتے ہوئے عرض پرداز ہے کہ میرے پچھ بھائیوں اُور طلباء نے مجھ سے کہا کہ میں ان کے لیے علوم درسیہ اور علوم اسلامیہ کی ''تعریفات'' مرتب کروں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید کرتے ہوئے ان کی مخلصانہ درخواست کو قبول کرلیا۔ میں نے اس کتاب کا نام ''تعریفاتِ علوم اسلامیہ'' تجویز کیا۔ پس اب میں اس کتاب کے آغاز کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

پس خوب جان لو کہ ہرعلم کا آغاز {2} کرنے والے کے لیے تین چیزوں کا جاننا ضروری ہے: (1) اس علم کے حصول کے طریقہ کار کا تصور تاکہ شروع کرنے والا اسے کمال طریق سے حاصل کرسکے، اس لیے کہ جب وہ حصولِ علم کے طریقۂ کار کو معلوم کرلے گا تو وہ اس علم کے تمام مسائل سے اجمالی طور پر واقف ہوجائے گا حتیٰ کہ جو بھی مسئلہ اس کے سامنے بیان کیا جائے گا تو اسے علم ہوجائے گا کہ اس کا تعلق اس علم سے ہے۔ مثلاً کوئی ناواقف مسافر راستہ طے کرنا چاہتا ہو جبکہ اسے بتانے والا بھی کوئی موجود نہ ہو لیکن وہ اشاروں (تیر وغیرہ کے نشانات) کے ذریعے اور اپنی دوراندیشی سے راستہ معلوم کرلے گا۔ (2) غرض و غایت اور مقصد کا جاننا ہے، کیونکہ اگر اس علم کی غرض پیش نظر نہ ہوگی تو اس کی کوشش رائیگاں جائے گی۔ (3) اس کا موضوع معلوم کرنا، کیونکہ ہر علم ''موضوع'' کے لحاظ سے دوسرے علوم سے ممتاز ہوتا ہے۔ پس اب میں علوم وفنون کی تعریفات، ان کے موضوعات، اغراض ومقاصد اور فوائد جلیلہ کا آغاز کرتا ہوں۔



{1} سب سے قبل ''امابعد'' کے الفاظ کس نے استعمال کیے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ کسی نے کہا: حضرت یعقوب علیہ السلام نے، کسی نے کہا: حضرت داؤد علیہ السلام نے، کسی نے کہا: یعرب بن قحطان نے، کسی نے کہا: کعب بن لوئی نے، کسی نے کہا: قسی بن ساعدہ نے اور کسی نے کہا: سحبان بن وائل نے۔ مشہور محدث الدارقطنی نے غرائبِ مالک میں۔

{2} ''الامور'' میں الف لام عہد خارجی ہے جیسے ''خرج الامیر'' (امیر نکلا) میں لفظ ''الامیر'' پر الف لام ہے۔ مصنف نے اس سے ان امور کی طرف اشارہ کیا ہے جوانہوں نے مقدمہ میں بیان کیے ہیں۔

علومِ درسیات

(1) علم الصرف (2) علم النحو (3) علم الادب (4) علم الفقہ (5) علم اصول الفقہ (6) علم المنطق (7) علم فلسفہ (8) علم تہذیب الاخلاق (9) علم تدبیر منزل (10) علم سیاست مدینہ (11) علم الٰہی (12) علم ریاضی (13) علم طبعی (14) علم تفسیر القرآن (15) علم الحدیث (16) علم اصول تفسیر (17) علم اصول حدیث (18) علم اسماء الرجال (19) علم کلام (20) علم المعانی (21) علم البیان (22) علم البدیع (23) علم المیراث (24) علم مناظرہ (25) علم حساب (26) علم ہندسہ (27) علم ہیئت (28) علم تاریخ (29) علم طب (30) علم لغت (31) علم الانشاء (32) علم الخط (33) علم قرأت (34) علم تصوف (35) علم موسیقی (36) علم تعبیر (37) علم سحر (38) علم رمل (39) علم جعفر {1}





{1} حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام میں صرف انتیس (29) علوم کی فہرست پیش کی تھی جبکہ کتاب کی تفصیل میں انتالیس (39) علوم پر بحث فرمائی۔ علاوہ ازیں اجمال اور تفصیل میں ترتیب کے لحاظ سے بھی مطابقت نہیں تھی۔ اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ابتداءً آپ کا مقصد مختصر کتاب مرتب کرنے کا تھا جبکہ بعد میں تفصیلی شکل اختیار کر گئی۔ آپ تفصیل میں تو نئے علوم شامل کرتے گئے لیکن اجمال میں وہ متروک رہے۔ ہم نے تفصیل میں بیان کردہ علوم جو مقدمہ میں متروک تھے، کے نام بھی مقدمہ میں شامل کر دیئے ہیں تاکہ اجمال و تفصیل اور ترتیب میں مطابقت کی صورت پیدا ہو جائے۔ (محمد یٰسین قصوری نقشبندی)

علم الصرف

تعریف: علم صرف ان اصول کے علم کو کہتے ہیں جن سے اعراب و بنا کے علاوہ کلمہ کی بناوٗں کے احوال معلوم ہوں۔

موضوع: علم صرف کا موضوع ''کلمہ بحیثیت صیغہ'' ہے۔

غرض: علم صرف کی ''غرض'' ذہن کو لفظ میں بحیثیت صیغہ غلطی سے بچانا ہے۔

واضع: علم صرف کو وضع و ایجاد کرنے والا معاذ بن مسلم ہراء {1} ہے۔

شرافت: علم صرف کا شرف یہ ہے کہ یہ علوم کی ماں {2} ہے۔

آئمہ علم صرف: اس کے امام، امام اخفش، امام سیبویہ اور امام خلیل ہیں۔

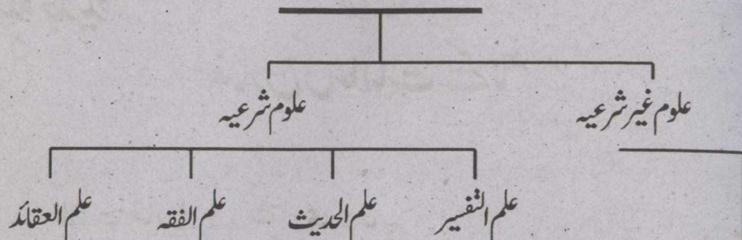


{1} علم صرف کو علم تصریف بھی کہا جاتا ہے اور تصرف کا لغوی معنی تحویل (پھیرنا) ہے، یعنی کسی چیز کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھیرنا۔ علماء صرف کی اصطلاح میں تصریف اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمہ کے احوال کی معرفت، بنا اور اس میں تصرف ہونے کے لحاظ سے حاصل ہو نہ کہ معرب و مبنی ہونے کی حیثیت سے۔

{2} ہروی: کپڑا بیچنے والے کو ''ھراء'' کہا جاتا ہے۔

{3} جیسے ماں کے دودھ کے بغیر بچے کی صحیح نشو و نما نہیں ہو سکتی اور باپ کی تربیت کے بغیر ذرائع معاش میں کمال حاصل نہیں ہوتا، ایسے ہی طالب علم کو علم صرف حاصل کیے اور صیغوں میں ہونے والے تغیرات کی معرفت کے بغیر علوم میں کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ ثانیاً علم نحو کی تحصیل اور ترکیبات کی معرفت کے بغیر بھی علوم میں کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس طالب علم کے لیے جو علوم حاصل کرنے کا ارادہ کیے ہوئے ہے اس کے لیے علم صرف بمنزل ماں اور علم نحو بمنزل باپ کے ہے۔

نقشہ علوم



علوم ادبیہ:

علم اللغة ۔ الاشتقاق۔ التصرف۔ النحو۔ المعانی۔ البیان۔ البدیع۔ العروض۔ القوافی۔ قرض الشعر۔ انشاء النثر۔ الکتابة۔ القرأت۔ المحاضرات اور التاریخ۔

علوم ریاضیہ:

علم التصوف۔ الهندسه۔ الهیئة۔ علم تعلیمی۔ علم حساب۔ علم الجبر۔ الموسیقی۔ علم السیاست۔ علم الاخلاق اور تدبیر منزل۔

علوم عقلیہ:

علم المنطق۔ علم الجدل۔ اصول فقه ۔ اصول دین۔ علم الٰهی۔ علم طبعی۔ علم طب۔ علم میقات۔ علم فلسفه اور علم کیمیا۔

فائدہ جدیدہ:

مضارع کی علامات کے نام

علاماتِ مضارع ا ۔ ت ۔ ی ۔ ن ۔

ان کے نام درج ذیل ہیں:

علاماتِ مستقبل، علاماتِ مضارع، حروف مستقبل، حروف مضارع، حروف استقبال، حروف زائدہ اربعہ، حروف ناتی، حروف اتین، حروف انیت، حروف غابر{1}، علامات غابر، علامات استقبال۔



السلام

{1} مضارع کو غابر بھی کہتے ہیں کیونکہ غابر کا معنی ''باقی رہنا'' ہے۔ جب تین زمانوں سے ماضی کو مستثنٰی کرلیا، تو باقی مضارع رہا۔ اس لیے اسے غابر کا نام دیا گیا۔

فوائدِ جلیلہ:

سوال: سہ اقسام (اقسام ثلثہ) سے کیا مراد ہے؟

جواب: سہ اقسام (اقسام ثلثہ) سے مراد اسم، فعل اور حرف ہے۔

سوال: شش اقسام سے کیا مراد ہے؟

جواب: شش اقسام سے مراد (1) ثلاثی مجرد (2) ثلاثی مزید فیہ (3) رباعی مجرد (4) رباعی مزید فیہ (5) خماسی مجرد (6) خماسی مزید فیہ ہے۔

سوال: ہفت اقسام سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہفت اقسام سے مراد صحیح، مضاعف {1} مہموز، مثال {2} اجوف {3} ناقص {4} اور لفیف ہیں۔

سوال: اصول الابواب سے کیا مراد ہے؟

جواب: اصول الابواب سے مراد وہ ابواب ہیں جو ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (یعنی وہ ابواب جن کی ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت مختلف ہو) انہیں اصول الابواب اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت مختلف ہوتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان ابواب کے زیادہ ہونے کی وجہ سے انہیں اصول الابواب کا نام دیا گیا ہے۔ جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ، نَصَرَ یَنْصُرُ اور عَلِمَ یَعْلَمُ۔

سوال: فروع الابواب سے کیا مراد ہے؟

جواب: فروع الابواب سے مراد باب فَتَحَ یَفْتَحُ، حَسِبَ یَحْسِبُ اور کَرُمَ یَکْرُمُ ہیں کیونکہ ان کے ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت مختلف نہیں ہوتی ہے۔

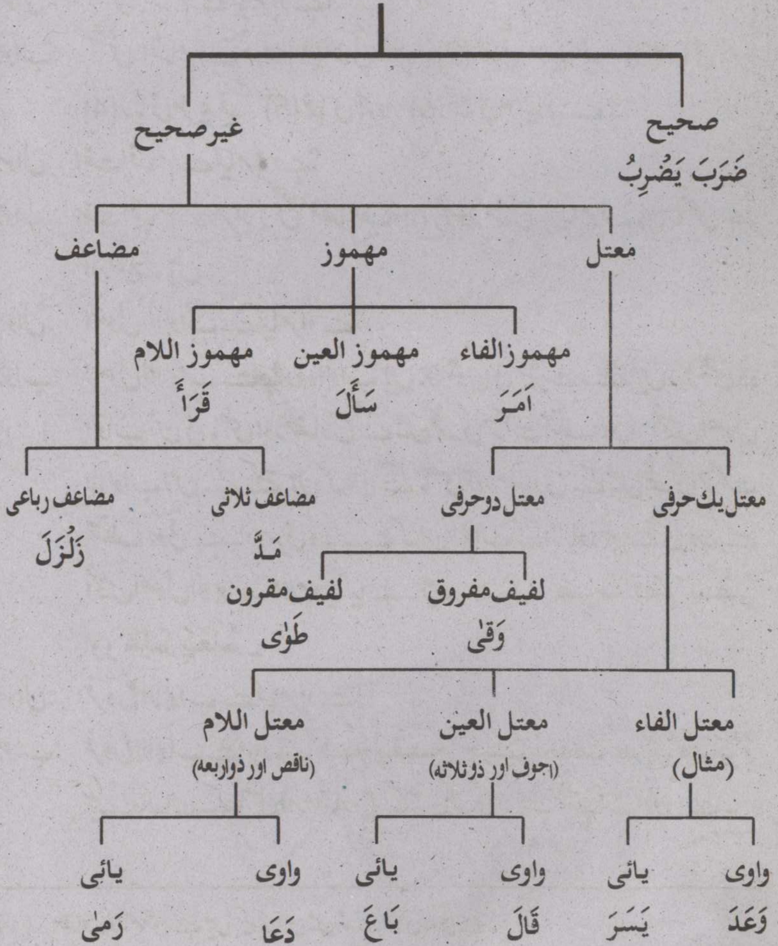
{1} مضاف کو اصم بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس میں شدت اور سختی ہوتی ہے۔

{2} مثال کو مثال اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی ماضی صحیح کی ماضی طرح ہوتی ہے۔

{3} اجوف کو معتل العین اور ذو ثلاثہ بھی کہتے، کیونکہ اخبار میں یہ تین حرفوں والی ہو جاتی ہے۔ جیسے قُلْتُ

{4} ناقص کو معتل اللام اور ذو اربعہ بھی کہتے ہیں، کیونکہ اخبار میں یہ چار حرفوں والا ہو جاتا ہے۔ جیسے رَمَیْتُ۔

اسم اور فعل کی ہفت اقسام کا نقشہ



✲✲✲

نقشہ ابواب

- ابواب ثلاثی
  - ابواب ثلاثی مجرد
    - ابواب مطرد
      - فَعَلَ يَفْعِلُ — ضَرَبَ يَضْرِبُ
      - فَعَلَ يَفْعَلُ — فَتَحَ يَفْتَحُ
      - فَعَلَ يَفْعُلُ — نَصَرَ يَنْصُرُ
      - فَعِلَ يَفْعَلُ — عَلِمَ يَعْلَمُ
      - فَعُلَ يَفْعُلُ — كَرُمَ يَكْرُمُ
    - ابواب شاذ
      - فَعَلَ يَفْعُلُ — كَادَ يَكَادُ
      - فَعِلَ يَفْعُلُ — فَضِلَ يَفْضُلُ
      - فَعِلَ يَفْعِلُ — حَسِبَ يَحْسِبُ
  - ابواب ثلاثی مزید فیہ
    - غیر ملحق برباعی
      - باهمزہ وصلی
        - اِفْتِعَالٌ
        - اِسْتِفْعَالٌ
        - اِنْفِعَالٌ
        - اِفْعِلَالٌ
        - اِفْعِيلَالٌ
        - اِفَّاعُلٌ
        - اِفَّعُّلٌ
        - اِفْعِوَّالٌ
        - اِفْعِيعَالٌ
      - بے همزہ وصلی
        - اِفْعَالٌ
        - تَفْعِيلٌ
        - مُفَاعَلَةٌ
        - تَفَعُّلٌ
        - تَفَاعُلٌ
    - ملحق برباعی
      - ملحق برباعی مجرد
        - فَعْلَلَةٌ — جَلْبَبَةٌ
        - فَعْنَلَةٌ — قَلْنَسَةٌ
        - فَوْعَلَةٌ — جَوْرَبَةٌ
        - فَعْوَلَةٌ — سَرْوَلَةٌ
        - فَيْعَلَةٌ — خَيْعَلَةٌ
        - فَعْيَلَةٌ — شَرْيَفَةٌ
        - فَعْلَاةٌ — قَلْسَاةٌ
      - ملحق برباعی مزید فیہ
        - تَفَعْلُلٌ — تَجَلْبُبٌ
        - تَفَوْعُلٌ — تَجَوْرُبٌ
        - تَفَعْوُلٌ — تَسَرْوُلٌ
        - تَفَيْعُلٌ — تَشَيْطُنٌ
        - تَفَعْنُلٌ — تَقَلْنُسٌ
        - تَمَفْعُلٌ — تَمَسْكُنٌ
        - تَفَعْلُتٌ — تَعَفْرُتٌ
        - تَفَعْلِي — تَقَلْسِي
- ابواب رباعی
  - رباعی مجرد
    - فَعْلَلَةٌ — دَحْرَجَةٌ
  - رباعی مزید فیہ
    - بے همزہ وصلی
      - تَفَعْلُلٌ — تَدَحْرُجٌ
    - باهمزہ وصلی
      - اِفْعِنْلَالٌ — اِحْرِنْجَامٌ
      - اِفْعِلَّالٌ — اِقْشِعْرَارٌ

✡ ✡ ✡

کُتبِ صرف

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	صرف بہائی	مولانا بہاء الدین آملی
2-	میزان الصرف	مولانا سراج الدین اودھی
3-	میزان منشعب	مولانا سراج الدین اودھی
4-	صرف میر	میر سید سند شریف علی بن محمد جرجانی
5-	زرّادی	علامہ زرادی
6-	زنجانی	عزالدین ابوالمعانی ابراہیم بن عبدالوھاب بن علی شافعی المعروف عزیٰ
7-	دستور المبتدی	صفی بن نصیر
8-	جامع تعلیلات	
9-	پنج گنج	مولانا سراج الدین اودھی
10-	ابواب الصرف	حافظ محمد بن بارک لکھوی
11-	علم الصیغہ	مولانا المفتی محمد عنایت احمد
12-	صرف بھتر ال	حکیم محمد منور الدین فاضل دہلوی
13-	فصولِ اکبری	مولانا محمد اکبر الہ آبادی
14-	مراح الارواح	احمد بن علی بن مسعود
15-	الشافیہ {1}	امام جمال الدین ابوعمر عثمان بن عمر المعروف ابن حاجب
16-	رضی شرح شافیہ	علامہ رضی محمد بن حسن استر آبادی نحوی
17-	قانونچہ	الشاہ ولایت علی
18-	جاربردی شرح شافیہ	علامہ احمد بن حسن جاربردی

{1} شافیہ کے بارے میں کسی نے بہت خوب کہا: شافیہ شافیست لیکن دردسر باقیست۔ یعنی کتاب ''شافیہ'' محنت سے پڑھ لینے کے بعد فن صرف میں کمال حاصل ہو جاتا ہے۔

علمُ النحو

علم نحو کی تعریف: ان اصول کے علم کا نام ہے جن سے تینوں کلموں کے آخر کے احوال اعراب و بنا کے اعتبار سے معلوم ہوں۔

علم نحو کی کیفیت: بعض کلمات کو بعض سے ترکیب دینا۔

علم نحو کا موضوع: اس کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

علم نحو کی غرض: اس کی غرض ذہن کو کلام عرب میں اعراب و بناء کے اعتبار سے لفظی غلطی واقع ہونے سے بچانا ہے۔

علم نحو کا واضع: ابوالاسود دوئلی ہیں جو کبار تابعین سے ہیں۔

علم نحو کی وجہ تسمیہ: نحو کا لغوی معنی قصد (ارادہ) ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے: نَحَوْتُہٗ یا نَحَیْتُہٗ کہ میں نے اس کا ارادہ کیا۔ اس سے بھی کلام عرب کی طرف قصد ہوتا ہے کہ جو اہل زبان نہیں ہے وہ فصاحت میں اہلِ زبان کے ساتھ لاحق ہو جائے اور وہ بھی اس کے باعث عربی بول سکے۔

بعض نے کہا ہے کہ وہ پہلا شخص جس نے علم نحو کی بنیاد رکھی وہ امیر المؤمنین {1} حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ ہیں اور وہ ایسا کام ہی کرتے جس کے باعث اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا۔ ابوالاسود دوئلی سے روایت ہے جو امیر المومنین حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے استاد ہیں، کہ اُنہوں نے ایک شخص کو قرآن پاک

{1} بعض نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوالاسود کے لیے ایک کلام تیار کیا۔ کلام تین قسم پر ہے۔ اسم، فعل اور حرف۔ پھر یہ ابوالاسود کو دیا اور فرمایا: اس طریقے پر اہتمام کرو اور اس طریقے کا نام نحو رکھا۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت چاہی کہ ماوُضِعَ کے نحو (طریقہ) پر میں بھی کچھ وضع کروں، تو پھر اسی لیے اس کا نام نحو رکھا گیا۔ (حیات الحیوان)

پڑھتے سُنا۔ اِنَّ{1} اللّٰہَ بَرِیْءٌ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ (بالکسر) تو اُنہوں نے اس کا انکار کیا اور کہا: یہ کفر ہے۔ پھر وہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: میں نے قصور کیا ہے کہ عرب والوں کے لیے ایک میزان وضع کروں تاکہ وہ اس کے باعث اپنی زبان (عربی) کو قائم رکھ سکیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے فرمایا: اُقْصُدْ نَحْوَہٗ کہ اس کا قصد کرو۔ اسی وجہ سے اس علم کا نام نحو{2} رکھا گیا۔ اسے علم الاعراب بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اسے اعراب کے ساتھ دخل و معنی کے لحاظ سے گہرا تعلق ہے۔ ہاں یہ مشتمل اعراب و بناء دونوں پر ہے۔ (البتہ نام فقط علم الاعراب ہے)۔ (درایۃ)

علم نحو کی شرافت: علم نحو سب علوم کا باپ ہے، اور اس کے بارے میں بہت ہی خوب کہا گیا ہے: نحو کلام میں ایسا ہے جیسا کھانے میں نمک۔

آئمہ علم نحو: امام فراء نحوی اور امام مبرد نحوی۔

فائدہ: تحقیقی بات یہ ہے کہ علم نحو کا موضوع ایک ہی چیز ہے اور وہ لفظ موضوع للمعنی ہے، لیکن موضوع کا تعدد اس کی دو قسموں کے اعتبار سے ہے۔

{1} قرآن کی آیت کی صحیح قرأت یہ ہے: اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ (بالضم) بیشک اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور بیشک اس کے رسول بھی مشرکوں سے بیزار ہیں۔

{2} نحو کے لغت میں چھ معنی آئے ہیں: (i) قصد کرنا: جیسے کہا جاتا ہے: نَحَوْتُ نَحْواً۔ میں نے قصد کیا: (ii) مثل: جیسے کہا جاتا ہے، الفاعل مرفوع نحو جَاءَنِیْ زَیْدٌ۔ فاعل مرفوع ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ۔ (iii) جانب: جیسے کہا جاتا ہے: قَصَدْتُ نَحْوَہٗ کہ میں نے اس جانب کا قصد کیا۔ (iv) تشبیہ: جیسے کہا جاتا ہے: رَأَیْتُ رَجُلاً نَحْوَ الْاَسَدِ یعنی میں نے شیر کی مثل آدمی دیکھا۔ (v) نوع: جیسے کہا جاتا ہے: وَھُوَ عَلٰی نَحْوٍ وَّاحِدٍ۔ وہ ایک ہی نوع پر ہے۔ اس کی جمع انحاء آتی ہے۔ (vi) صرف: جیسے کہا جاتا ہے: نَحَوْتُ بَصَرِیْ اِلَیْکَ۔ میں نے اپنی آنکھ تیری طرف پھیری۔ (مغالطہ نحویہ)۔
پوچھا جاتا ہے کہ اَنَّ زَیْدٌ کَرِیْمٍ کی ترکیب کیا ہے؟ اس کا حل یہ ہے: اَنَّ فعل ماضی کا صیغہ ہے مَدَّ کے وزن پر، لفظ زید اس کا فاعل ہے، اور کاف جارہ تشبیہ کے لیے ہے۔ ریم اسم مجرور لفظاً کاف حرف جارہ کی وجہ سے، جار مجرور سے مل کر متعلق فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ معنی ہوا: رویا زید مثل بکری کے بچہ کے۔

تنوین کی اقسام

نمبر شمار	نام تنوین	تعریف وعلامت
(1)	تنوین تمکن	وہ ہے جو اپنے مدخول کے اسمیت میں تمکن وتقرر پر دلالت کرے جیسے زَیْدٌ۔
(2)	تنوین تنکیر	وہ ہے جو معرفہ اور نکرہ کے درمیان فرق کرے جیسے صَهٍ اور صَهْ۔
(3)	تنوین مقابلہ	وہ ہے جو جمع مذکر سالم کے نون کے مقابل ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ
(4)	تنوین عوض	وہ ہے جو مضاف الیہ کے عوض میں آئے: جیسے یَوْمَئِذٍ اس کا اصل: قَوْمٌ اِذَا کَانَ کَذَا ہے۔
(5)	تنوین ترنم	وہ ہے جو شعروں کے آخر میں حرف مد کی جگہ بنائے۔
(6)	تنوین غالی	وہ ہے جو قافیہ مقید یعنی قافیہ ساکنہ کو لاحق ہو۔
(7)	تنوین ضرورت	جیسے سَلَاسِلاً وَّ اَغْلَالاً (اسے تنوین تناسب بھی کہتے ہیں)۔
(8)	تنوین ندائی	جیسے یَا مَطَرٌ
(9)	تنوین حکائی	
(10)	تنوین شاذ	

✲✲✲

الف ولام کی اقسام

الف ولام

الف لام اسمی
جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہو
جیسے اَلضَّارِبُ اَیْ اَلَّذِیْ ضَرَبَ اور اَلْمَضْرُوْبُ اَیِ الَّذِیْ ضُرِبَ

الف لام حرفی
جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل نہ ہو

غیر زائدہ

الف لام عہدی

- عہد ذکری (خارجی): جیسے كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ۔ اَلرَّسُوْلَ پر الف لام عہد خارجی ہے۔
- عہد ذہنی: جیسے اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ۔ اَلذِّئْبُ میں الف لام عہد ذہنی کا ہے۔
- حضوری: جیسے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔ اَلْيَوْمَ میں الف لام حضوری ہے۔
- علمی: جیسے خَرَجَ الْاَمِيْرُ۔ (الامیر پر الف لام) علمی ہے۔

الف لام جنسی

- استغراق حقیقت کے تمام افراد کا: جیسے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
- استغراق حقیقت کے خاص افراد کا: جیسے اِنَّ الرَّجُلَ عَالِمٌ۔
- تعریف نفس ماہیت کی: جیسے اَلرَّجُلُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَرْاَةِ۔

زائدہ

لازم

- عوضِ محذوف: جیسے اللہ
- غیر عوضی جو اعلام پر داخل ہو
  - جو اعلام مرتجلہ پر داخل ہو جیسے السموئل والیسع
  - جو اعلام منقولہ پر داخل ہو جیسے اللات والعزی
  - جو ایسے اعلام پر داخل ہو جو غالباً فرد واحد پر بولے جاتے ہوں جیسے النجم

عارض

- عارض عام: الحسن والحسین
- عارض خاص: ضرورت شعری کیلئے جیسے
- عارض جو شہروں کے ناموں پر داخل ہو جیسے الکوفۃ والبصرۃ

یا اعدام العلم من اسمھا
حراس ابواب علی قصرھا

وجوہ اعراب کے اعتبار سے اسم معرب کی اقسام

نمبر شمار	نام قسم اسمِ معرب	مثال	رفع	نصب	جر	کیفیت
1-	اسم مفرد منصرف صحیح	زیدٌ	ضمہ کے ساتھ جاءَ زَیْدٌ	فتحہ کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ زَیْداً	کسرہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ	نحویوں کے نزدیک صحیح وہ لفظ ہے کہ جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے زَیْدٌ۔
2-	اسم مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح	دَلْوٌ اور ظَبْیٌ	ضمہ کے ساتھ جیسے جاءَ دَلْوٌ وَّظَبْیٌ	فتحہ کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ دَلْوًا وَّظَبْیًا	کسرہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَّظَبْیٍ	وہ ہے کہ جس کے آخر میں واؤ یا یاء ماقبل حرف صحیح ساکن ہو۔
3-	جمع مکسر منصرف	رِجَالٌ	ضمہ کے ساتھ جیسے جاءَ رِجَالٌ	فتحہ کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ رِجَالاً	کسرہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِرِجَالٍ	
4-	مثنّٰی	رَجُلَانِ	الف ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جاءَ رَجُلَانِ	یا ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ	یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ	نون تثنیہ کا مکسور ہوتا ہے جو اضافت سے گر جاتا ہے۔
5-	کِلَا اور کِلْتَا جب دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔	کِلَا اور کِلْتَا	الف ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جاءَ رَجُلَانِ کِلَاھُمَا وَ کِلْتَا ھُمَا	یا ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ کِلَیْهِمَا	یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ کِلَیْهِمَا۔	

6-	جو تثنیہ کے مشابہ ہو	اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ	الف ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جَاءَ اِثْنَانِ	یا ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ اِثْنَیْنِ	یا ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِاثْنَیْنِ	
7-	جمع مذکر سالم	مُسْلِمُوْنَ	واؤ ماقبل مضموم سے جیسے جَاءَ مُسْلِمُوْنَ	یا ماقبل مکسور سے جیسے رَأَیْتُ بِمُسْلِمِیْنَ	یا ماقبل مکسور سے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ	نون جمع کا مفتوح ہوتا ہے جو اضافت سے گر جاتا ہے۔
8-	عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک (عقود)	عِشْرُوْنَ	واؤ ماقبل مضموم سے جیسے جَاءَنِیْ عِشْرُوْنَ رَجُلًا	یا ماقبل مکسور سے جیسے رَأَیْتُ عِشْرِیْنَ رَجُلاً	یا ماقبل مکسور سے جیسے مَرَرْتُ بِعِشْرِیْنَ رَجُلًا	
9-	جو جمع مذکر کے مشابہ ہو	اُولُوْمَالٍ	واؤ ماقبل مضموم سے جیسے جَاءَنِیْ اُولُوْمَالٍ	یا ماقبل مکسور سے جیسے رَأَیْتُ اُولِیْ مَالٍ	یا ماقبل مکسور سے جیسے مَرَرْتُ بِاُولِیْ مَالٍ	
10-	جمع مونث سالم	مُسْلِمَاتٌ	ضمہ کے ساتھ جیسے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ	کسرہ کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ	کسرہ کے ساتھ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ	وہ لفظ ہے جس کے آخر میں الف اور تا ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ
11-	اسماءِ ستہ مکبرہ جب یاء متکلم کے غیر کی طرف مضاف ہوں۔	اَبٌ، اَخٌ وَغَیْرُهُمَا	واؤ کے ساتھ جیسے جَاءَ اَبُوْكَ	الف کے ساتھ جیسے رَأَیْتُ اَبَاكَ	یاء کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِأَبِیْكَ	

12-	اسم مفرد غیر منصرف	اَحْمَدُ، عُمَرُ	ضمہ کے ساتھ جیسے جَاءَ اَحْمَدُ	فتحہ کے ساتھ جیسے رَأَيْتُ اَحْمَدَ	فتحہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِأَحْمَدَ	
13-	اسم منقوص	قَاضِيْ	تقدیرِ ضمہ کے ساتھ جیسے جَاءَنِيْ الْقَاضِيْ	فتحہ لفظی کے ساتھ جیسے رَأَيْتُ الْقَاضِيَ	تقدیرِ کسرہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ	وہ لفظ ہے جس کے آخر میں یاَ ماقبل مکسور ہو جیسے قَاضِيْ۔
14-	اسم مقصور	مُوْسٰی	تقدیرِ ضمہ کے ساتھ جیسے جَاءَ مُوْسٰی	تقدیرِ فتحہ کے ساتھ جیسے رَأَيْتُ مُوْسٰی	تقدیرِ کسرہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِمُوْسٰی	وہ لفظ ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے مُوْسٰی۔
15-	غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم	غُلَامِيْ	تقدیرِ ضمہ کے ساتھ جیسے جَاءَ غُلَامِيْ	تقدیرِ فتحہ کے ساتھ جیسے رَأَيْتُ غُلَامِيْ	تقدیرِ کسرہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِغُلَامِيْ	
16-	جمع مذکر سالم جو یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو	مُسْلِمِيَّ	تقدیرِ واؤ کے ساتھ جیسے جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ	یاءِ لفظی کے ساتھ جیسے رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ	تقدیرِ کسرہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ	

اصولِ نحو سے متعلق فوائد جلیلہ:

1- جب فاعل اسم ضمیر ہو تو فاعل واحد کے لیے فعل واحد اور تثنیہ کے لیے فعل تثنیہ اور جمع کے لیے فعل جمع لایا جاتا ہے۔ جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ ' اَلزَّیْدَانِ ضَرَبَا اور اَلزَّیْدُوْنَ ضَرَبُوْا۔ قرآن کریم کی آیت مبارکہ میں ہے: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْ لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ۔ اس میں فعل دَعَاکُمْ واحد ہے اور فاعل اسم ضمیر ہے' جو اللہ اور رسول کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس جگہ اصل تو یہ ہے کہ فعل کو تثنیہ کر کے لایا جاتا۔ کیونکہ فاعل ثنی (دو) ہے' تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کا ایک ہی معاملہ ہے۔ ابن تیمیہ {1} نے اپنی کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں بہت اچھی بات کہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے امر' نہی اور اخبار کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قائم مقام کیا ہے۔ لہٰذا ان امور کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان فرق کرنا جائز نہیں ہے۔

2- ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَّ ظَبْیٌ وَّ دَلْوٌ وَّ رِجَالٌ وَّعَمْرٌو وَّاَبُوْکَ وَالرَّجُلَانِ وَالْمُسْلِمُوْنَ وَاُولُوْمَالٍ۔

{1} سبکی نے کہا: ابن تیمیہ ایسا آدمی تھا کہ جس کا علم اس کی عقل سے بڑا تھا۔ حتیٰ کہ بعض نے اسی وجہ سے ابن تیمیہ کا نام شیخ الاسلام رکھا۔ وہ کافر تھا۔ (حاشیہ نبراس) اس کی بہت سی خرافات ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسمیت' جہت اور انتقال سے متصف ہے' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ نہیں پکڑا جا سکتا' اور آپ کی طرف زیارت کے ارادے سے سفر کرنا گناہ ہے۔ وہ کہتا ہے ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق ہوتی ہے۔ علامہ صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ائمہ مذہب نے اس کا رد کیا۔ حتیٰ کہ علماء کرام نے کہا کہ وہ ضالّ مُضلّ ہے۔ اس کے بعد قاضی القضاۃ نے اسے قید کرنے کا حکم دیا۔ یہ 705ھ میں ہوا۔ پھر اسے دمشق وغیرہ میں بلایا گیا۔ جو ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہو اس کا مال اور خون حلال ہے جیسا کہ مراۃ الجنان میں ہے۔ یہ بات حق ہے کہ وہ ضال مضل تھا' اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

3- ہر مفعول منصوب ہوتا ہے۔ جیسے رَأَیْتُ زَیْداً وَّ دَلْواً وَّ ظَبْیًا وَّ رِجَالاً وَّ عَمْراً وَّ اَبَاكَ وَالرَّجُلَیْنِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ اُولِی مَالٍ۔

4- ہر مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَّ دَلْوٍ وَّ ظَبْیٍ وَّ رِجَالٍ وَّ عَمْرٍو وَّ اَبِیْكَ وَالرَّجُلَیْنِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاُولِی مَالٍ۔

5- کافیہ کی شرح جامی کے حاشیہ پر ہے:

گرہمی خواہی کہ دانی نام ہر پیغمبرے — تا کدام است اے برادر نزد نحوی منصرف
صالح و ہود و محمد باشعیب و نوح و لوط — منصرف دان ودگر باقی ہمہ لاینصرف



کتبِ علمِ نحو

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
(1)	نحو میر	میر سید سند شریف الجرجانی
(2)	مائۃ عامل (عربی)	الشیخ {1} عبدالقاہر الجرجانی
(3)	شرح مائۃ عامل (عربی)	مُلاّ محمد صادق النحوی
(4)	شرح مائۃ عامل (فارسی)	علامہ عبدالرحمٰن جامی اور بعض نے کہا مولانا عبدالرسول
(5)	ھدایۃ النحو	ابوحیان نحوی
(6)	کافیہ {2}	امام جلال الدین ابوعمر عثمان بن عمر المعروف ابن حاجب
(7)	شرح جامی	علامہ عبدالرحمٰن جامی
(8)	مفصل	علامہ جاراللہ زمخشری
(9)	رضی شرح کافیہ	علامہ رضی {3} النحوی
(10)	الفیہ	محمد بن مالک جیالی النحوی
(11)	ابن عقیل شرح الفیہ	امام عبداللہ بن احمد المعروف ابن عقیل۔
(12)	خضری شرح ابن عقیل	شیخ محمد الخضری

{1} الشیخ، یہ علم نحو کے شیخ ہیں۔ علم دین، تصوف اور شریعت کے شیخ نہیں ہیں۔ اس لیے کہ وہ متعصب معتزلہ میں سے تھا۔ شیخ کے معانی خواجہ، امام اور پیشوا کے ہیں۔ طب میں شیخ 65 سال کی عمر والے کو کہتے ہیں، عرف عام میں شیخ اسے کہتے ہیں جو اپنے ہمعمروں سے کسی فن میں فوقیت لے جائے اور تصوف میں شیخ اسے کہتے ہیں جو جہان میں تصرف کرے۔ جیسے شیخ عبدالقادر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

{2} کلمہ کافیۃ اور شافیۃ کے آخر میں جو ''تاء'' ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ نقل کی ہے اور بعض نے کہا کہ یہ مبالغہ کی ہے اور بعض نے کہا ہے بلحاظ رسالہ تانیث کی ہے۔ یعنی رسالہ کافیہ جیسے مولانا عبدالحکیم نے کہا ہے۔ کافیہ علامہ زمخشری معتزلی کی کتاب مفصل کی تلخیص ہے۔

{3} رضی رافضی ہے۔ اسے رافضی شیعہ کہا جاتا ہے۔

(12)	خضری شرح ابن عقیل	شیخ محمد الخضری
(13)	متن متین	مولانا عبد الرسول
(14)	مغنی اللبیب	شیخ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف المعروف ابن ہشام نحوی
(15)	حاشیہ عبد الغفور بر جامی	مولانا عبد الغفور شاگرد رشید علامہ جامی



المَلِکُ

علمُ الادب

علم ادب کی تعریف: وہ علم ہے جس کے باعث کلام عرب میں لفظاً یا کتابۃً واقع ہونے والی ہر قسم کی غلطی سے بچا جائے۔ یا منتہی میں اس طرح تعریف درج ہے: علم ادب اس علم سے عبارت ہے کہ جس کے ذریعہ اپنے آپ کو کلام عرب میں خلل واقع ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔ بعض نے کہا ہے: ادب خبروں اور شعروں کی واقفیت کا نام ہے۔ بعض نے کہا ہے: ادب ہر اس اچھی ریاضت کا نام ہے جس کے باعث آدمی فضائل میں سے کسی فضیلت سے مزین ہو جائے۔

علم ادب کا موضوع: اس کا موضوع نہیں ہے، بلکہ اس کے عوارض کو ثابت کرنے یا اس کی نفی کرنے کی طرف نظر ہوتی ہے۔ اہل زبان کے ہاں تو اس سے مقصود صرف اس کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ وہ عربی اسلوبوں اور ان کے مرثیہ جات میں نظم و نثر کے دونوں فنون میں جدت پیدا کرنا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ اس کا موضوع کوئی بھی شئی ہو سکتی ہے لیکن میرے نزدیک پہلی بات حق ہے کہ اس کا موضوع نہیں ہے۔ اسی کی تصریح علامہ ابن خلدون نے کی ہے۔ جس کی محققین نے وضاحت کی ہے۔

علم ادب کی غرض: اس کی غرض کلام عرب میں لفظاً اور کتابۃً ہر قسم کی غلطی واقع ہونے سے ذہن کو بچانا ہے۔

علم ادب کی شرافت: ادب {1} ضرورت کے وقت ایک خزانہ ہے، مروّت پر مددگار

{1} کسی نے بہت اچھا کہا:

ادب تاجیست از فضلِ الٰہی   بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

ترجمہ: ادب اللہ تعالیٰ کے فضل کا تاج ہے سر پہ رکھ اور جس جگہ چاہے تو جا سکتا ہے۔

ہے، محفل میں صاحب ہے اور تنہائی میں غمخوار ہے۔ اس سے مردہ عقلیں زندہ ہوتی ہیں اور بیہودہ دلوں کے سر پہ عمامہ سجتا ہے۔ یہ بھی ہے کہ آدمی ادب کے بغیر بے روح جسم کی طرح ہے۔ یہ بھی ہے کہ آدمی ادب کے بغیر نہتے بہادر کی طرح ہے اور یہ بھی کہ ادب لوگوں کے لیے باغ ہے۔ یہ بھی ہے کہ:

کن ابن من شئت و اکتسب ادبا	یغنیك حمودہ عن النسب
لیس الجمال باثواب تزینها	ان الجمال جمال العلم والادب
جس کسی کا بھی چاہے بیٹا ہو اور ادب حاصل کر	اس کی اچھائی تجھے نسب والی شرافت سے بے نیاز کردے گی
خوبصورتی کپڑوں سے نہیں ہوتی کہ تو اس سے آراستہ ہو	خوبصورتی تو علم وادب سے ہوتی ہے (اسے اپناؤ)

فائدہ جلیلہ: جان لو کہ علم ادب کی مثال تیز دھار تلوار کی سی ہے، اگر اسے بے وقوف اور بیہودہ گو ہاتھ میں لے لے تو وہ اپنے آپ اور دوسروں کو قتل کردے گا، اور اگر وہ مجاہد و غازی کے ہاتھ لگے تو وہ اسے کلمہ حق اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ علیا کو بلند کرنے میں استعمال کرے گا۔ اسی طرح ادب کی یہ شان ہے، اگر اسے کوئی خبیث طبیعت حاصل کرے تو وہ کریم لوگوں کی ہجو کر کے بدیاں کمائے گا۔ علاوہ ازیں وہ مرد، بچوں اور عورتوں کی طرف مائل ہوگا۔ سرگرداں اور گمراہ لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ اگر اسے نفیس اور پاک طبیعت حاصل کرے گی تو وہ قرآن وحدیث کے معانی میں غوطہ زن ہو کر ایسے قیمتی موتی نکالے گی جو کسی دوسرے کی طاقت میں نہ ہوں اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مثنوی معنوی میں فرمایا:

از خداخواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از لطف رب
بے ادب تنہا نہ خودرا درشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
خدا سے ہم ادب کی توفیق چاہتے ہیں	بے ادب رب کے لطف سے محروم ہوتا ہے
بے ادب اکیلا ہی برائی نہیں اُٹھاتا	بلکہ وہ تمام دنیا میں آگ لگاتا ہے
{2} اذا کان الطباع طباع سوء	فلا ادب یفید ولا ادیب
جب طبیعتیں بری ہو جائیں	تو پھر نہ ادب فائدہ دیتا ہے اور نہ ادیب

فائدہ جلیلہ: ادب کی دو قسمیں ہیں: 1-ادب نفسی۔ 2-ادب کسبی۔ ادب نفسی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے یہ اُسے عطا فرماتا ہے جسے وہ چاہے اور محاسن افعال وہ ہیں جو کریم طبیعتوں پر دلالت کرتے ہیں۔ ادب کسبی یہ ہے کہ جسے کوئی نفس اقوال زریں سے حاصل کرتا ہے اور وہ اُس سے کانوں اور دلوں کو بیدار کرتا ہے۔

علوم ادبیہ کی اقسام: علوم ادبیہ کے اقسام یہ ہیں: علم لغت، علم صرف، علم اشتقاق، علم نحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم عروض، علم قوافی، علم خط، علم قرض الشعر، علم انشاء، علم محاضرات اور علم تاریخ۔

ادبی مقولے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا ہدیہ اور تحفہ حکمت کی بات سے ایک کلمہ ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو شخص برائی سے حیا نہ کرے اور بڑھاپے میں کرے اور اللہ سے در پردہ ڈرے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حکومت میں ایک گھڑی کا عدل ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ حضرت محمد بن ربیع رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا: آپ کے معاملہ کی بنیاد کس پر ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: چار باتوں پر: 1-میں جانتا ہوں کہ میرا رزق میرے علاوہ کوئی نہیں کھائے گا تو اس سے میرا نفس مطمئن ہے۔ 2-مجھے معلوم ہے کہ میرا عمل اور کام میرے علاوہ کسی نے نہیں کرنا، تو میں اس میں مشغول ہوں۔ 3-مجھے معلوم ہے کہ میری موت آ کر ہی رہے گی تو میں اس کی جلدی میں ہوں۔ 4-مجھے معلوم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی نظر سے چھپ نہیں سکتا، تو پھر میں اس سے حیا کرتا ہوں۔ تجھے تیری صحت اور نفس کی سلامتی دھوکہ نہ دے تو مدتِ عمر قلیل ہے۔

استاد اور شیخ کے ادب میں فوائد جلیلہ: اسکندر سے پوچھا گیا کہ تمہارے استاد کے احسانات تم پر زیادہ ہیں یا تمہارے باپ کے؟ اس نے کہا: استاد کے احسانات زیادہ ہیں، کیونکہ اس نے میری تعلیم کے وقت بہت سی تکالیف اور مشقتیں اُٹھائیں حتیٰ کہ مجھے نورِ علم کی توفیق بخشی۔ باپ نے تو صرف مجھے اپنے نفس کے لیے لذت جماع حاصل کرنے کے لیے طلب کیا اور مجھے عالم کون وفساد کی طرف نکالا۔ (روح المعانی جلد 4)

حدیث شریف میں ہے کہ تیرے تین باپ ہیں: 1-جس نے تجھے جنم دیا۔

2۔ جس نے تجھے علم سکھایا۔ 3۔ جس نے تیرا نکاح کیا۔ آباء سے بہتر وہ ہے جس نے تجھے علم سکھایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تعالیٰ سے بھی منقول ہے کہ جس نے مجھے ایک حرف سکھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا۔ (اخلاق جلالی)

طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے استاد کی تعظیم کرے کیونکہ اس کی تعظیم میں برکت ہے اور جو اس کی تعظیم نہیں کرتا تو وہ نافرمان و باغی ہے۔ اس کی نماز قبول نہیں اور اس کی امامت صحیح نہیں۔ ہمارے زمانہ میں اسی پر فتوی ہے۔ (مختار الفتاوی) استاد کے نافرمان کی اقتداء بالاجماع جائز نہیں ہے۔ (فتاوی ذخیرہ) تاویلات نجمیہ میں ہے کہ شیخ (مرشد کامل اور استاذ کامل) اپنی قوم میں اپنی امت میں نبی کی طرح ہے یعنی شیخ کی تعظیم کرو بات کرنے میں اور خدمت میں ادب ملحوظ رکھو۔ ہیبت و توقیر کے پیش نظر اس کی اطاعت کرو۔ (روح البیان جلد 2) جس سے استاد کو اذیت ہو وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور علم سے بہت کم مستفید ہوگا۔ (تعلیم المتعلم)





کُتبِ ادب

نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
شیخ احمد شہاب الدین قلیوبی	قلیوبی	(1)
شیخ احمد بن محمد یمنی شروانی	نفحة الیمن	(2)
علامہ ابن جلدی	اخوان الصفا	(3)
شیخ بہاءالدین اٰملی	کشکول	(4)
ابوالعباس المبرد	المبرد الکامل	(5)
عرب کے سات شعراء	السبعة المعلقة	(6)
علامہ محمد قاسم بن علی حریری	مقامات حریری	(7)
ابوطیب احمد بن حسین جعفی	المتنبی	(8)
ابوتمام حبیب بن اوس طائی	دیوان حماسہ	(9)
شیخ بہاءالدین الشھی	المستطرف	(10)
ابوعبداللہ شیخ شرف الدین محمد بن سعید	القصیدة البردہ	(11)
امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	قصیدہ النعمان	(12)
حضرت سید عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	القصیدة الغوثیہ	



{1} ان سے پہلا امرئ القیس بن حجر کندی کا ہے، دوسرا عمرو بن عبد بکری کا، تیسرا زہیر بن ابو سلمٰی کا، چوتھا لبید بن ربیعہ عامری کا، پانچواں عمرو بن کلثوم بن مالک بن عتاب تغلبی کا، چھٹا عنزہ بن معاویہ بن شداد عبسی کا اور ساتواں حارث بن حلزہ یشکری کا ہے۔

علمُ الفقہ

علم فقہ کی تعریف: احکام شرعیہ عملیہ کے علم کو فقہ کہتے ہیں، جیسے حلال و حرام کا علم جبکہ اپنے دلائل سے مستنبط ہوں۔

علم فقہ کا موضوع: فعل مکلّف اس کا موضوع ہے۔

علم فقہ کی غرض: احکام شرعیہ عملیہ کی معرفت جیسے حلال وحرام اس کی غرض ہے۔

علم فقہ کی شرافت: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ امام اجل حضرت محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تفقہ فان الفقہ افضل قائد الی البرو التقوی واعدل قاصد

فقہ حاصل کرو کیونکہ فقہ نیکی وتقویٰ کے لیے بہترین رہبر اور عادل ترین قاصد ہے۔

وکن کل یوم مستفید ازیادۃ من الفقۃ واسبح فی بحور الفوائد

اور ہر دن فقہ سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو اور فوائد کے سمندروں میں تیر

فان فقیھا واحدا متورعا اشد علی الشیطن من الف عابد

اس لیے کہ ایک پرہیز گار فقیہہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ گراں ہے۔

آئمہ علم الفقہ: پہلے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ ہیں وہ امت کے چراغ ہیں۔ جس طرح حدیث میں آیا ہے۔ دوسرے امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ تیسرے امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور چوتھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

فائدہ جلیلہ: یہ چاروں آئمہ اہلِ مسلک و مذہب ہیں۔ جو ان چاروں میں سے کسی مذہب پر چلے، اسے اہلِسُنّت و جماعت کہا جاتا ہے لیکن اعتقاد کا صحیح ہونا ضروری ہے جو اہلِسُنّت

وجماعت کے مطابق ہو۔ دیوبندی فرقہ اگرچہ اپنے آپ کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ایسے ہی فرقہ نجدیہ اپنے آپ کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن یہ اہلِسُنّت وجماعت سے نہیں ہیں کیونکہ ان کے عقائد فاسدہ ہیں۔

فائدہ جلیلہ: درالمختار کے حاشیہ میں حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یہ طائفہ ناجیہ یعنی اہلِسُنّت وجماعت آج مذاہب اربعہ میں جمع ہے اور وہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں۔ جو اس زمانہ میں ان چاروں مذاہب سے خارج ہے وہ بدعتی اور ناری ہے۔

ہمارے فقہائے ثلثہ: (1) امام اعظم ابوحنیفہ (2) امام ابو یوسف اور (3) امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اصحابِ ثلثہ اور علمائے ثلثہ سے مراد بھی یہی ہیں۔

ظاہر الروایۃ کی کتب فقہ: (1) مبسوط {1} (2) زیادات (3) جامع صغیر (4) جامع کبیر (5) سیر صغیر (6) سیر کبیر۔ انہیں مسائل الاصول کہتے ہیں۔ یہ اصحاب مذہب یعنی علماءِ ثلثہ سے مروی ہیں۔ انہیں ظاہر الراویہ کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ انہیں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت ثلثہ سے روایت کیا ہے، جو ان کے نزدیک نقل متواتر یا نقل مشہور سے ثابت تھیں۔

فقہ کے شیخین {2}: امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فقہ کے طرفین: امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

فقہ کے صاحبین: امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

فائدہ جلیلہ: جو الفاظ مفتی بہ قول پر دلالت کرتے ہیں وہ یہ ہیں: **علیہ الفتوی، بہ ناخذ، بہ نعتمد، علیہ الاعتماد، علیہ عمل الناس الیوم، علیہ عمل الامۃ، ھو الصحیح، ھو الاصح، ھو الظاھر، ھو الاظھر، ھو المختار، علیہ الفتوٰی مشائخنا، ھو الاشبہ، ھو الاوجہ۔**

{1} ان چھ کتابوں کو فقہ کی صحاح ستہ کہتے ہیں۔ {2} کبھی صاحبین کو بھی شیخین کہا جاتا ہے۔

فائدہ جلیلہ : مسائل الرقیات {1} جرجانیات' کیسانیات اور ہارونیات حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ ان مسائل کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اُنہوں نے ان شہروں میں اپنی قضاء کے زمانہ میں جمع کیا تھا۔ پھر انہیں شہروں کی طرف ان مسائل کی نسبت کردی گئی۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ 187ھ میں فوت ہوئے۔

فائدہ جلیلہ : کہتے ہیں کہ فقہ والی کھیتی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوئی' حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پانی دیا' حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے کاٹا' حضرت حماد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے گایا' حضرت ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے پیسا' ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا آٹا گوندھا اور امام محمد نے اس کی روٹی پکائی تو تمام لوگ وہ روٹی کھانے والے ہیں۔

فائدہ جلیلہ : عجب اور تکبر سے بچو اور حیاء علم کا حصہ ہے۔ کہاوت ہے کہ بعض اکابر علماء سے کہا گیا کہ فلاں شخص نے آپ کی کئی سال خدمت کی اور تحصیل علم کے لیے اس جیسی کسی نے بھی کوشش نہیں کی۔ (سب سے زیادہ اس نے کوشش کی) پھر بھی وہ علم سے بہرہ ور نہ ہوا۔ اُنہوں نے جواب دیا: اسے مدارج کمال کی طرف ترقی کرنے سے عجب وتکبر نے روکے رکھا۔

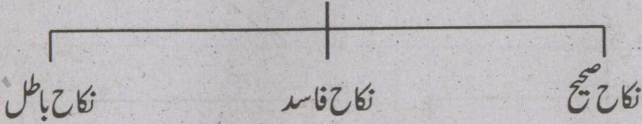
حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نااہل کو علم پڑھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر کو جواہرات' موتیوں اور سونے کا ہار پہنانے والا۔ حکایت ہے کہ کسی شاگرد نے کسی عالم سے بعض علوم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔ کسی نے ان سے کہا: آپ نے اس سے کیوں علم روکے رکھا (یعنی اسے کیوں نہیں بتایا)؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہر مٹی (قبر) کے لیے ایک درخت ہے اور ہر عمارت کے لیے آپ مورد (درخت) ہے۔ کسی بلیغ نے کہا ہے کہ ہر کپڑے کا ایک پہننے والا ہے اور ہر علم کا ایک روشن کرنے والا ہے۔ (یعنی ہر شئی ہر کسی کے لائق نہیں ہے)۔

{1} انہیں مسائل نوادر کہا جاتا ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جو اصحاب مذاہب سے مروی ہیں لیکن ان مذکورہ کتابوں یعنی ظاہر الروایہ کی کتابوں میں مذکور نہیں ہیں۔

کُتبِ فقہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
(1)	منية المصلى	علامہ سدید الدین کاشغری
(2)	نور الایضاح	علامہ حسن بن علی شرنبلالی
(3)	القدورى	ابوالحسن بن احمد بن محمد بن جعفر بغدادی
(4)	كنز الدقائق	علامہ ابوالبرکات نسفی
(5)	مختصر الوقايه	شیخ عبیداللہ بن مسعود
(6)	شرح وقايه	شیخ عبیداللہ بن مسعود
(7)	هداية اولين واخيرين	علامہ برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی
(8)	فتاوىٰ عالمگیر	اس زمانہ کے علماء نے مرتب کیا
(9)	الدر المختار	علامہ علاؤالدین بن شیخ علی حنفی
(10)	ردالمختار	علامہ محمد امین المعروف ابن العابدین شامی
(11)	فتاوىٰ قاضى خان	امام قاضی خان
(12)	فتح القدير	محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود المعروف ابن ہمام
(13)	جوهرة نيرة	ابوبکر بن علی بن محمد حدادیمنی
(14)	بحر الرائق	شیخ زین العابدین المشہور ابن انجیم
(15)	صغيرى	علامہ ابراہیم بن محمد حلبی
(16)	كبيرى	علامہ ابراہیم بن محمد حلبی
(17)	جامع الرموز	شمس الدین محمد خراسانی المشہور قہستانی

نکاح

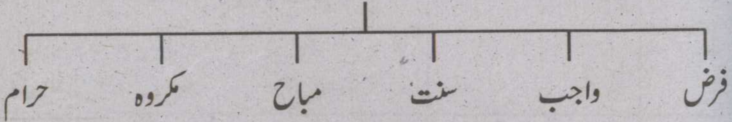


نکاح صحیح

نکاح فاسد

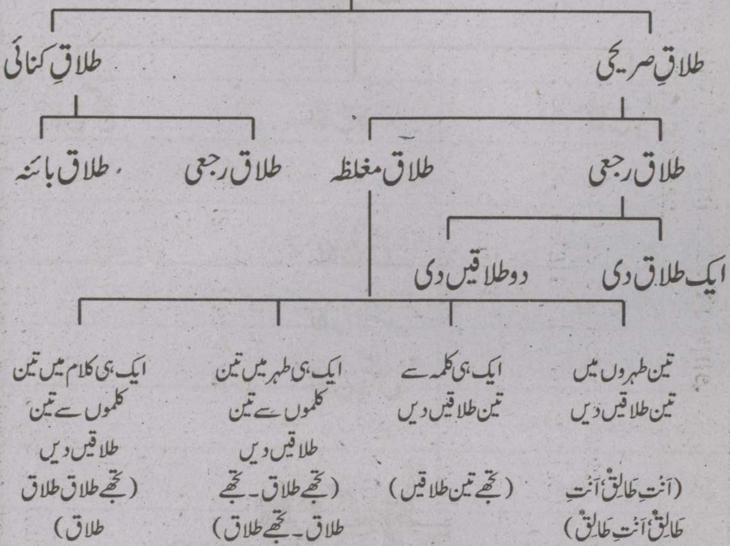
نکاح باطل

نکاح کے مراتب



★★★

السلام



فوائد جلیلہ:

1- جب آدمی اپنی بیوی کو ایک رجعی طلاق یا دو رجعی طلاقیں دے تو اس کے لیے عدت میں رجوع کرنا جائز ہے خواہ عورت راضی ہو یا راضی نہ ہو۔

2- اگر طلاق بائنہ دی ہو تین طلاقیں نہ دی ہوں، تو مرد کے لیے عدت میں یا عدت گزر جانے کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔

3- اگر آزاد عورت کو تین طلاقیں اور باندی کو دو طلاقیں دیں تو پھر نکاح جائز نہیں ہے حتیٰ کہ وہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح صحیح کرے پھر وہ اس سے جماع کرے اگرچہ انزال نہ ہی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا وہ فوت ہو جائے اور پھر اس کی عدت گزر جائے۔ قریب البلوغ بچہ پہلے خاوند کے لیے حلال کرنے کے لیے کافی ہے۔

4- اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

5- الفاظ کنایۃً سے نیت یا دلالت الحال کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی۔

الفاظِ فقہیہ

توضیح	لفظ	نمبر شمار
وہ گائے جس نے دوسرے سال میں پاؤں رکھا ہو۔ اسے تبیعہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ تابع ہوتی ہے۔	تبیعہ	(1)
یہ اسی مذکور کے مقابل ہے یعنی بچھڑا۔	تبیع	(2)
اونٹنی کا وہ بچہ جو دوسرے سال میں پاؤں رکھے۔ اسے بنت مخاض اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی ماں عموماً پھر سے حاملہ ہو جاتی ہے۔ (مخاض حاملہ کو کہتے ہیں)۔	بنت مخاض	(3)
اونٹنی کا وہ بچہ جو تیسرے سال میں قدم رکھے۔ اسے بنت لبون اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی ماں عموماً دوسرے بچے کی ولادت سے دوبارہ دودھ والی ہو جاتی ہے۔	بنت لبون	(4)
وہ اونٹ جو چوتھے سال میں قدم رکھے۔ اس کا نام حقہ اس لیے رکھا گیا کہ اب یہ اس قابل اور لائق ہے کہ اس پر سواری کی جائے اور بوجھ لادا جائے۔	حِقہ	(5)
وہ اونٹ جو پانچویں سال میں قدم رکھے۔ اسے جذعہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس عمر میں یہ دودھ والے دانت اُکھاڑ دیتا ہے۔ (جذع کا معنیٰ اُکھاڑنا ہے)۔	جذعہ	(6)
اس اونٹ کو کہتے ہیں جو چھٹے سال میں قدم رکھے۔ (احناف کے نزدیک)	مسنة (فی الابل)	(7)
اس گائے کو کہتے ہیں جو تیسرے سال میں قدم رکھے۔ (احناف کے نزدیک)	مسنة (فی البقرہ)	(8)
وہ بھیڑ یا بکری جو دوسرے سال میں قدم رکھے۔ (احناف کے نزدیک)	مسنة (فی الغنم والمعز)	(9)
	جذعہ (گائے میں)	(10)
	جذعہ (بھیڑ و بکری میں)	(11)
	عتود	(12)

اصطلاحاتِ فقہیہ

وضاحت	اصطلاح	نمبر شمار
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	تسمیہ	(1)
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○	تعوذ	(2)
اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا	تکبیر	(3)
سُبْحٰنَ اللّٰهِ کہنا	تسبیح	(4)
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا	تحمید	(5)
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	حَيْعَلہ	(6)
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہنا	حوقلہ	(7)
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○	استرجاع	(8)
اعلان کے بعد اعلان کرنا مثلاً اَلصَّلٰوةُ قَائِمَةٌ، اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ	تثویب	(9)
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	تہلیل	(10)
يَرْحَمُكَ اللّٰهُ	تشمیت	(11)
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	بسملة	(12)
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	حمدلة	(13)

✲✲✲

کُتبِ فتاویٰ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
(1)	محیط {1} برھانی	علامہ محمود بن صدر الشریعۃ تاج الدین احمد
(2)	السراج الوھاج	علامہ ابوبکر بن علی بن محمد حدادی
(3)	مطالب {2} المؤمنین	شیخ بدر الدین لاہوری
(4)	خزانۃ {3} الروایات	قاضی جکن حنفی ہندی
(5)	شرعۃ الاسلام	امام زادہ محمد بن ابی بکر جوغی المعروف رکن الاسلام
(6)	غمز عیون البصائر	علامہ حموی
(7)	فتاوی عزیزیہ	علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
(8)	جامع الرموز	امام شمس الدین خراسانی المعروف قہستانی
(9)	کتاب الخراج	امام ابویوسف
(10)	میزان الشریعۃ الکبریٰ	امام شعرانی
(11)	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی
(12)	الطحاوی	علامہ احمد بن محمد بن اسمٰعیل طحاوی
(13)	عینی	علامہ بدر الدین ابو محمد محمود عینی
(14)	البدائع الصنائع	علامہ ابوبکر بن مسعود کاشانی

{1} علامہ حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے منیہ کی شرح میں فرمایا: محیط برھانی کا نسخہ نایاب ہے۔(اگر مل جائے تو اس پر فتویٰ نہیں دیا جائے گا) ایسا ہی کتاب القضاء میں مذکور ہے۔

{2} تنقیح الحامدیہ میں مذکور ہے کہ یہ کتاب علامہ ابن العابدین شامی کی ہے۔

{3} کشف الظنون میں مذکور ہے کہ یہ کتاب قاضی جکن کی ہے۔

نمبر شمار	نام	نام مصنف
(15)	الفتاوی الخیریة	علامہ خیر الدین رملی
(16)	العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ	امام اہلسنّت مجدد مائۃ حاضرہ شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی
(17)	الاشباہ والنظائر	علامہ ابن النجیم مصری
(18)	زیلعی علی الکنز	علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی
(19)	الفتاوی السعدیہ	علامہ مفتی سعد اللہ لکھنوی
(20)	المبسوط	امام محمد بن حسن شیبانی
(21)	الزیادات	امام محمد بن حسن شیبانی
(22)	الجامع الصغیر	امام محمد بن حسن شیبانی
(23)	الجامع الکبیر	امام محمد بن حسن شیبانی
(24)	السیر الصغیر	امام محمد بن حسن شیبانی
(25)	السیر الکبیر	امام محمد بن حسن شیبانی
(26)	الفتاوی البزازیہ	علامہ شہاب الدین بزاز کردی
(27)	تاتارخانیہ	علامہ عالم بن الحلاء انصاری
(28)	الواجیہ	
(29)	کفایة علی الهدایة	
(30)	منحة الخالق حاشیہ بحر الرائق	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی

✡✡✡

علمِ اصول فقہ

اس کی دو تعریفیں ہیں: (1) حد اضافی۔ (2) حد لقبی

حد اضافی: وہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کی علیحدہ علیحدہ تعریف کی جائے۔ جیسے کہا جائے کہ اصول (مضاف) حقیقت میں اصل کی جمع ہے، اور اصل کا لغوی معنی یہ ہے کہ جس پر کسی چیز کی بنیاد رکھی جائے یعنی موقوف علیہ۔ اصطلاحاً چند معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ پہلا معنی راجح: جیسے کہا جاتا ہے: الاصل حقیقۃ بالنسبۃ الی المجاز۔ مجاز کی بنسبت اصل اور راجح حقیقت ہے۔ دوسرا معنی قاعدہ اور قانون ہے: جیسے کہا جاتا ہے کہ ''الفاعل مرفوع'' نحو کے قوانین میں سے ایک اصل یعنی قانون ہے۔ تیسرا معنی دلیل ہے: جیسے کہا جاتا ہے: اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ، وجوب صلوٰۃ کی اصل اور دلیل ہے۔ چوتھا معنی استحباب ہے: جیسے کہا جاتا ہے کہ پانی میں اصل طہارت ہے اور اشیاء میں اصل اباحت ہوتی ہے۔

فائدہ جلیلہ: جب اصل علوم میں سے کسی علم کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد دلیل ہوتا ہے۔

الفقہ: (مضاف الیہ) عمل کے حق میں نفس کا ان چیزوں کو جو اس کے لیے مفید اور نقصان دہ ہیں، جاننا فقہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ ماتریدیہ نے کہا۔ بعض نے کہا: فقہ احکام شرعیہ عملیہ کا علم ہے جو اپنے ادلہ تفصیلیہ سے مستنبط ہوں۔

حد لقبی: (یعنی اس اعتبار سے کہ یہ خاص علم کا نام ہے) اصول فقہ وہ علم ہے کہ جس میں احکام کی دلیلوں کو ثابت کرنے سے بحث کی جائے۔ بعض نے کہا ہے: اصول فقہ وہ علم ہے: جس سے دلیلوں کے احوال کو اجمالی طور پر جاننے کا فائدہ حاصل ہو کہ جو حکام کی معرفت میں مفید ہوں۔

اصول فقہ کا موضوع: مختار مذہب پر اس کا موضوع ادلہ اور احکام ہیں۔ بعض نے کہا: اس کا موضوع صرف ادلہ ہیں۔

{1} ادلہ اس حیثیت سے موضوع ہیں کہ یہ مثبت للاحکام ہیں اور احکام اس حیثیت سے موضوع ہیں کہ وہ مُثۡبِتٌ مِّنَ الۡاَدِلَّۃ ہیں۔ اب یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ اس صورت میں موضوع متعدد ہوگیا جو تعدد علوم پر دال ہے۔

اصول فقہ کی غرض: احکام شرعیہ فرعیہ کو تفصیلی دلیلوں سے جاننا اس کی غرض ہے۔

فائدہ جلیلہ: ادلہ شرعیہ چار ہیں: کتاب، {1} سُنّت، اجماع اور قیاس۔ کتاب سے مراد پانچ سو آیات کا اندازہ ہے کیونکہ یہی اصول شرع ہیں۔ باقی کتاب قصص اور کہاوتوں پر مشتمل ہے۔ ایسے ہی سنت سے مراد تین ہزار احادیث کا اندازہ ہے، جیسا کہ علماء نے کہا۔ اجماع سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کا اجماع ہے، اس کی شرافت وکرامت کی وجہ سے۔ خواہ وہ اہلِ مدینہ کا اجماع ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عترت کا، صحابہ کا اجماع ہو یا بعد والوں کا جیسے تابعین کا اجماع۔ قیاس سے مراد وہ قیاس ہے جو کتاب، سُنّت اور اجماعِ امّت سے مستنبط ہو۔

اقسامُ الامر

نمبرشمار	اقسام امر	مثالیں	نمبرشمار	اقسام امر	مثالیں
1-	وجوب	اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	9-	اکرام	اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ
2-	اباحت	فَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا	10-	اہانت	ذُوْقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ
3-	ندب	فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ خَيْرًا	11-	تسویہ	اِصْبِرُوْا اَوْلَا تَصْبِرُوْا
4-	تہدید{2}	اِعْلَمُوْا مَاشِئْتُمْ	12-	دعاء	اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ
5-	تعجیز	فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ	13-	تمنی	يامالك ليقض علينا ربك
6-	ارشاد{3}	وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ	14-	احتقار	القوا ما انتم ملقون
7-	تسخیر	كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ	15-	تکوین	كُنْ
8-	امتنان{4}	كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ	16-	تادیب{5}	كل مما يليك

{1} اصول ثلٰثہ یعنی کتاب، سُنّت اور اجماعِ اُمّت قطعی ہیں جبکہ قیاس ظنی ہے۔ یہ بات اغلب واکثر کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ عام مخصوص منہ البعض اور خبر واحد ظنی ہے۔ وہ قیاس جس کی علت منصوص ہو قطعی ہے۔

{2} تہدید کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو غصہ کی حالت میں خطاب کرنا۔ {3} ارشاد ندب کے قریب ہے۔ فرق یہ ہے کہ ارشاد کا تعلق دنیاوی مصلحتوں سے ہوتا ہے اور ندب کا تعلق آخرت کے ثواب سے۔ {4} یہ ثواب آخرت کے اعتبار سے ندب کے قریب ہے۔ {5} تادیب، اخلاق کی تہذیب اور عادات کی اصلاح کا نام ہے۔

اقسام النہی

نمبر شمار	اقسام نہی	مثالیں
1-	حرام قطعی سے نہی	لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا
2-	مکروہ تحریمی سے نہی	مردوں کو ماسوائے چاندی کی انگوٹھی کے زیور سے نہی
3-	اساءت سے نہی	ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے نہی
4-	خلاف اولیٰ سے نہی	فَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
5-	مکروہ تنزیہی سے نہی	کچا پیاز کھانے سے نہی
6-	شفقت کے لیے نہی	جس کھانے یا پانی میں مکھی گر جائے، تو اس مکھی کو غوطہ دیے بغیر کھانے، پینے سے نہی۔

حقیقت اور مجاز کے درمیان علاقہ کی اقسام

نمبر شمار	علاقہ کا نام	مثالیں
1-	سبب کا اسم مسبب پر بولنا	انگوری کو بادل کہنا
2-	مسبب کا اسم سبب پر بولنا	انگور کو شراب کہنا
3-	کل کا اسم جزء پر بولنا	انگلیوں کو پورا کہنا
4-	جزء کا اسم کل پر بولنا	گردن بول کر مراد کل ذات لینا
5-	ملزوم کا اطلاق لازم پر کرنا	نطق بول کر مراد دلالت لینا
6-	لازم کا اطلاق ملزوم پر کرنا	شدازار بول کر مراد اعتزال عن النساء لینا
7-	مطلق کا مقید پر اطلاق کرنا	دن بول کر مراد قیامت کا دن لینا
8-	مقید کا مطلق پر اطلاق کرنا	مشفر (اونٹ کے ہونٹ) بول کر مطلق ہونٹ مراد لینا

9-	خاص کا عام پر اطلاق کرنا	رسول کا نبی پر اطلاق کرنا
10-	عام کا خاص پر اطلاق کرنا	بندے کا اطلاق ابدال پر کرنا
11-	مضاف حذف کر کے مضاف الیہ کو قائم مقام کرنا	وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ يَعْنِىْ اِسْئَلْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ
12-	مجاورت کی وجہ سے مضاف الیہ کا حذف کرنا	اَلْمِيْزَابُ يَعْنِىْ مِيْزَابُ الْمَاءِ (پانی کا پرنالہ)
13-	مایول الیہ کے اعتبار سے شئی کا نام رکھنا	طالب علم کو فاضل کہنا
14-	ما کَانَ کے اعتبار سے شئی کا نام رکھنا	بالغ کو یتیم کہنا
15-	مادہ کا نام شی کو دینا	تلوار کو حدید کہنا
16-	محل کا اطلاق حال پر کرنا	پانی کو لوٹا کہنا
17-	حال کا اطلاق محل پر کرنا	جنت کو رحمت کہنا
18-	شی کے آلہ کا اطلاق شئی پر کرنا	ذکر کو زبان کہنا
19-	دو بدلوں میں سے ایک کا دوسرے پر اطلاق کرنا	دیت کو خون کہنا
20-	دو ضدوں میں سے ایک کا دوسرے پر اطلاق کرنا	اندھے کو بصیر کہنا
21-	زیادہ ہونا	لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (کاف زیادہ ہے)
22-	حذف کرنا	يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا يَعْنِىْ اَنْ لَّا تَضِلُّوْا
23-	نکرہ فی الاثبات کو عموم کیلئے استعمال کرنا	عَلِمَتْ نَفْسٌ يَعْنِىْ كُلُّ نَفْسٍ
24-	استعارہ {1} (تشبیہ)	

{1} علماء اصول کے نزدیک استعارہ، مجاز کے مترادف ہے۔ علماء بیان کے نزدیک استعارہ، مجاز کی ایک قسم ہے کیونکہ ان کے نزدیک اگر مجاز میں علاقہ تشبیہ کا ہو تو وہ استعارہ ہے اور اگر اس میں علاقہ تشبیہ کا نہ ہو بلکہ پچیس علاقوں میں سے کوئی علاقہ ہو تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

استعارہ

مصرّحہ | مکنیہ | تخییلیّہ | ترشیحیّہ

مصرحہ : استعارہ مصرحہ یہ ہے کہ مشبہ بہ کا ذکر کر کے مراد مشبہ لینا جیسے اَسَدٌ فِی الْحَمَامِ (حمام میں شیر ہے)

مکنیّہ : استعارہ مکنیہ یہ ہوتا ہے کہ مشبہ کا ذکر کر کے انتقال مشبہ بہ کی طرف کرنا۔ جیسے اَنْشَبَتِ الْمُنْیَۃُ اَظْفَارَھَا۔ اس میں ذکر مشبہ (موت) کا کیا اور مراد بھی یہی مشبہ ہے لیکن مشبہ بہ (درندہ) کی طرف انتقال کیا۔

تخییلیّہ : استعارہ تخییلیہ یہ ہے کہ مشبہ بہ کے لوازمات کو مشبہ (مذکور) کے لیے ثابت کرنا۔ جیسے گذشتہ مثال میں اَظْفَارَ کے ذکر میں استعارہ تخییلیہ ہے جو کہ موت (مشبہ) کے لیے ثابت کیے گئے ہیں۔

ترشیحیّہ : استعارہ ترشیحیہ یہ ہے کہ مشبہ بہ کے مناسبات کو مشبہ کے لیے ثابت کرنا۔ جیسے مثال گذشتہ میں اَنْشَبَتْ میں استعارہ ترشیحیّہ ہے کیونکہ نشب (گاڑنا) مشبہ بہ کے مناسبات سے ہے۔

وَاِذَا الْمُنْیَۃُ اَنْشَبَتْ اَظْفَارَھَا
اَلْفَیْتُ کُلَّ تَمِیْمَۃٍ لَمْ یَنْفَعْ

اور جب موت نے اپنے ناخن (پنجے) گاڑے
میں نے (حفاظت کے لیے) ہر تعویذ ڈالا اس نے نفع نہ دیا

فائدہ جلیلہ: جانو! کہ علماء اصول اغراض سے بحث کرتے ہیں حقائق سے بحث نہیں کرتے جبکہ مناطقہ حقائق سے بحث کرتے ہیں، اغراض سے بحث نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے علماءِ اصول اور علماءِ منطق کے درمیان جنس اور نوع کی تعریفوں میں اختلاف ہو گیا۔ علماء اصول کے نزدیک جنس کی تعریف یہ ہے کہ جنس وہ کلی ہے جو کثیرین پر محمول ہو ایسے کثیرین جو اغراض کے اعتبار سے مختلف ہوں۔ جیسے انسان کیونکہ یہ کثیرین مختلف بالغرض پر محمول ہے اس لیے اس کے پیچھے مرد بھی ہے اور عورت بھی۔ مرد کی تخلیق سے غرض یہ ہے وہ نبی {1} ہو، امام ہو، حدود و قصاص میں گواہ ہو، نماز جمعہ اور عیدین وغیرہ کو قائم کرنے والا ہو۔ عورت کی تخلیق سے غرض یہ ہے کہ وہ اولاد حاصل کرنے کے لیے مرد کا فراش ہو اور گھر کی ضرورتوں کی تدبیر کرنے والی ہو وغیرہ۔ علماء منطق کے نزدیک انسان نوع ہے۔ علماء منطق کے نزدیک جنس وہ کلی ہے جو ایسے کثیرین پر محمول ہو جو حقائق کے اعتبار سے مختلف ہوں۔ علماء اصول کے نزدیک نوع وہ کلی ہے جو کثیرین پر محمول ہو ایسے کثیرین جو اغراض کے اعتبار سے متفق ہوں۔ جیسے رَجُلٌ کیونکہ یہ ایسے کثیرین پر محمول ہے جو غرض کے اعتبار سے متفق ہیں کیونکہ رَجُلٌ کے سب افراد کی غرض ایک ہی ہے۔ علماء منطق کے نزدیک نوع وہ کلی ہے جو ایسے کثیرین پر محمول ہو جو حقائق کے اعتبار سے متفق ہوں، جیسے انسان۔

حاصل کلام یہ ہے کہ منطقیوں کی نوع کا فرد علماء اصول کے نزدیک نوع ہے اور منطقیوں کی نوع علماء اصول کے نزدیک جنس ہے۔

فائدہ جلیلہ: متشابہ حقیقہ کا حکم اس کی مراد واضح ہو جانے سے پہلے یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ اس سے جو بھی مراد ہے وہ حق ہے۔ اگرچہ قیامت سے پہلے معلوم نہیں ہو سکتی لیکن قیامت کے بعد تو وہ انشاء اللہ العزیز ہر کسی کے لیے ظاہر ہو جائے گی۔ یہ بات امت کے حق میں ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متشابہ کا علم حاصل ہے۔ ورنہ تخاطب کا فائدہ

{1} اگر نبوت ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جاری ہوتی تو رَجُلٌ ہی نبی ہوتا۔ نبوت آدمیوں سے خاص ہے لیکن اب نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر، دجال، کذاب، مفترا اور مرتد ہے۔ (کتب فتاویٰ)

باطل ہو جائے گا، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان راز کی باتیں ہیں جو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ پھر متشابہ کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم یہ ہے کہ جس کا معنی ہم بالکل نہیں جانتے، جیسے حروف مقطعات جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں۔ جیسے الٓمٓ حٰمٓ۔ ان میں سے ہر کلمہ پڑھنے میں دوسرے سے جدا کیا جاتا ہے اور اس کا معنی معلوم نہیں ہے، کیونکہ کلام عرب میں غرض ترکیب کے علاوہ یہ حروف کسی معنی کے لیے موضوع نہیں ہیں۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی مراد کو جانتے ہیں۔ متشابہ کی دوسری قسم یہ ہے کہ جس کا لغوی معنی تو معلوم ہو لیکن اس سے اللہ تعالیٰ کی جو مراد ہے وہ معلوم نہ ہو، کیونکہ اس کا ظاہری معنی محکم کے خلاف ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: یَدُ اللّٰہِ، وَجْہُ اللّٰہِ، اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔ آیت: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ متشابہاتِ سے ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ یا یہ آیت عاجزی وانکساری پر محمول ہے۔ ورنہ آپ کی بشریت نورانی، بشریت ترابی کے مماثل کیسے ہو سکتی ہے؟ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت ہماری بشریت کے مماثل ہے، کیونکہ آیات متشابہات کا حکم ثابت نہیں ہے۔ اس لیے بھی کہ وہ کلمات جن کا تلفظ قائل نے بطریق عجز وانکسار کے کیا ہو ان کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ جس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کو بنی آدم کی بشریت کے مماثل کہا اس نے آپ کی توہین کی اور انہیں اذیت دی۔ (معاذ اللہ)

کتبِ اُصولِ فقہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
-1	اصول الشاشی	علامہ نظام الدین شاشی
-2	المنار	شیخ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی
-3	نورالانوار	شیخ احمد المعروف ملاجیون
-4	حسامی	حسام الدین محمد بن محمد بن عمر

5-	النامی	علامہ ابومحمد عبدالحق بن محمد امیر حقانی
6-	غایۃ التحقیق	مولانا عبدالعزیز احمد بن محمد بخاری
7-	مسلم الثبوت	مولانا محبّ اللہ بن عبدالشکور بہاری
8-	التوضیح	صدرالشریعہ مولانا شیخ عبیداللہ بن مسعود
9-	تلویح	علامہ سعدالدین تفتازانی



المؤصن

علمِ منطق {1}

علم منطق کی تعریف: علم منطق وہ آلہ قانونیہ ہے کہ جس کی رعایت ذہن کو خطاء فی الفکر سے محفوظ رکھے۔ علم منطق کو علم میزان، علم الی اور علم صناعات بھی کہتے ہیں۔

علم منطق کا موضوع: اس کا موضوع معلومات تصوریہ اور تصدیقیہ ہیں، لیکن مطلقاً نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ مجہول تصوری اور مجہول تصدیقی تک پہنچائیں۔

علم منطق کی غرض: اس کی غرض ذہن کو خطاء فی الفکر سے محفوظ رکھنا ہے۔

وجہ تسمیہ: اس علم کا منطق والا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ اسے نطق ظاہری یعنی کلام کرنے میں بھی اثر ہے کہ اسے جاننے والا ایسی کلام کرنے پر قادر ہوتا ہے، جس پر جاہل قادر نہیں ہوتا۔ ایسے ہی اسے نطق باطنی یعنی ادراک میں بھی اثر ہے کہ منطقی چیزوں کی حقیقتیں پہچانتا ہے اور اسے چیزوں کی جنس، فصل، نوع، لازم اور خاصہ کا علم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جو اس سے جاہل ہے۔ (وہ کچھ نہیں جانتا) اسے علم میزان اس لیے کہتے ہیں کہ یہ علم عقل کا ترازو ہے۔ عقل اس کے ذریعہ صحیح فکروں کا وزن کرتی ہے اور اس کے ذریعے غلط فکروں کے نقصان اور کج نظروں کے خلل کو جانتی ہے۔ اسے علم الی بھی کہتے ہیں کہ یہ تمام علوم کے لیے آلہ کا کام دیتا ہے خصوصاً علم حکمت کے لیے۔ (اسے اس میں بہت ہی دخل ہے)۔

علم منطق کا واضع، موجد اور مدوّن: حکیم ارسطاطالیس نے اس علم کو مدوّن کیا۔ اسی لیے اسے ''معلم اول'' کا لقب دیا گیا۔

{1} منطق (عین کلمہ طا کے فتح سے) مصدر میمی ہے بمعنی نطق کرنا، کلام کرنا۔ اس علم کا نام منطق مبالغۃً رکھا گیا، کیونکہ اسے تکمیل منطق (نطق) میں دخل ہے۔ منطِق (عین کلمہ کے کسرہ سے) اسم ظرف ہے، چونکہ یہ علم نطق کا محل اور مظہر ہے، اس لیے اسے منطِق کا نام دیا گیا۔

علم منطق کا مہذب: ابونصر فارابی نے اس علم کی تہذیب کی، تو وہ ''معلم ثانی'' کہلایا۔

علم منطق کا مفصل: شیخ {1} ابو علی بن سینا نے اس کی تفصیل کی۔ (تو وہ ''معلم ثالث'' کہلایا)۔



الغفار

{1} شیخ ابو علی بن سینا سے کہا گیا کہ کیا ہم تمہیں ''معلم ثالث'' کا نام دیں؟ اس نے کہا: میں اس لقب کے لائق نہیں ہوں، جیسا کہ فارابی ''معلم ثانی'' اور ارسطاطالیس ''معلم اوّل'' کے منصب کے لائق ہیں۔

شجرہ معقولات عشر (یعنی اجناس عالیہ)

- **جوہر**
  - **عقل**: وہ جوہر ہے جو مادہ سے خالی ہو۔
  - **نفس**: وہ عرف عام میں روح ہی ہے۔
  - **جسم**
  - **ہیولیٰ**
  - **صورت**
- **عرض**
  - **این**: وہ حالت ہے جو شی کو کسی مکان میں ہونے کے باعث حاصل ہو
  - **متی**: وہ حالت ہے جو شی کو کسی زمانہ میں ہونے کے باعث حاصل ہو
  - **وضع**: وہ حالت ہے جو شی کو اپنے بعض اجزاء کی طرف نسبت کرنے سے حاصل ہو جیسے رکوع اور سجدہ
  - **اضافت**: وہ نسبت ہے جو ایک شی کو دوسری شی کے لحاظ سے عارض ہو خواہ مکرر ہو جیسے اخوۃ، خواہ غیر مکرر ہو جیسے ابوت اور بنوت۔
  - **ملک**: وہ حالت ہے جو کُلاً یا بعضاً محاط ہونے کے باعث شی کو عارض ہو اور اس کے مکان بدلنے سے محیط کا مکان بدل جائے جیسے قمیص
  - **فعل**: وہ ہیئت ہے جو غیر میں اثر کرتے وقت حاصل ہو جیسے قطع
  - **انفعال**: وہ ہیئت ہے جو غیر سے اثر قبول کرتے وقت حاصل ہو جیسے انقطاع
  - **کم**: وہ عرض ہے جو تقسیم کو قبول کرے جیسے سطح اور خط وغیرہ
  - **کیف**: وہ عرض ہے جو تقسیم کو قبول نہ کرے جیسے حرارت، حلاوت اور شجاعت

ادراک

فوائد جلیلہ:

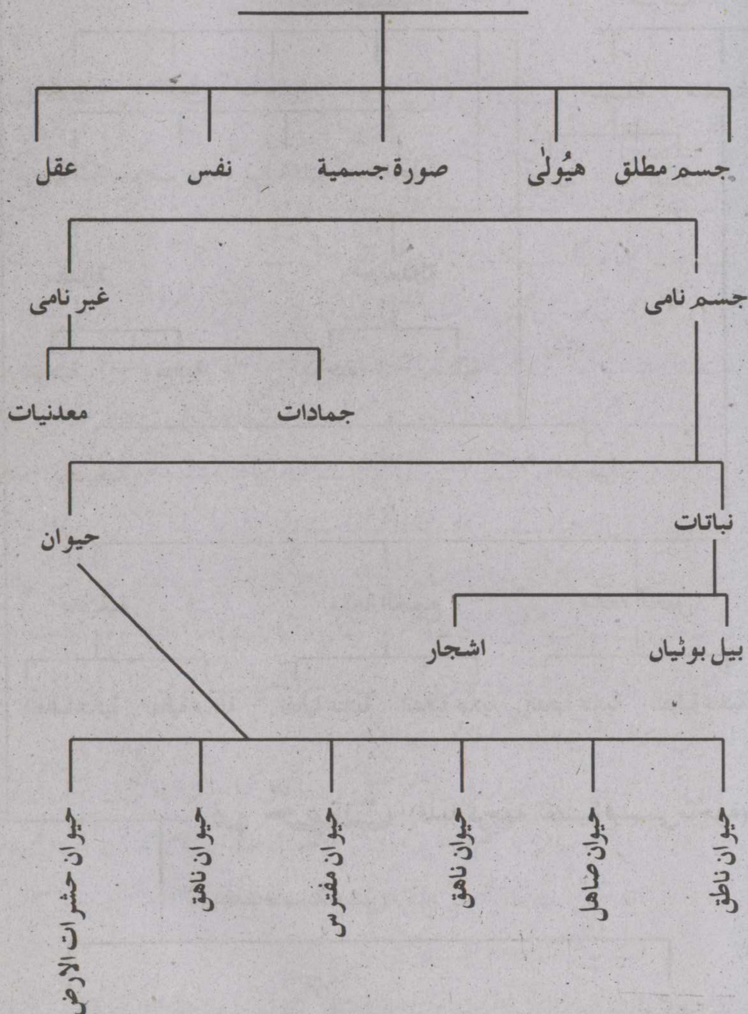
1- تقلید کی دو اقسام ہیں: تقلید معیب اور تقلید مخطی

2- یقین کی کئی نوعیتیں اور کیفیتیں ہیں: علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین

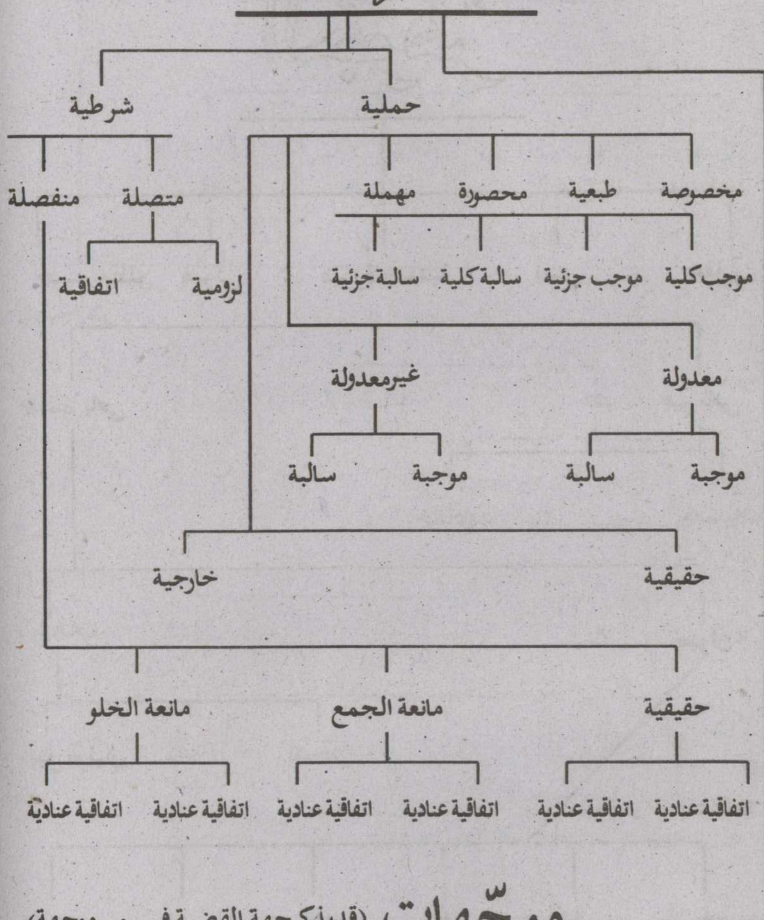
3- تصورات یہ ہیں: احساس، تخیّل، توھم، تعقل، انکار، تخییل، وھم، شک

4- تصدیقات یہ ہیں: ظن، جہل مرکب، تقلید، یقین

اَلْجَوْهَرُ


جسم مطلق
هیُولٰی
صورة جسمية
نفس
عقل
جسم نامی
غیر نامی
جمادات
معدنیات
نباتات
حیوان
بیل بوٹیاں
اشجار
حیو ان ناطق
حیوان صاهل
حیوان ناهق
حیو ان مفترس
حیو ان ناهق
حیو ان حشر ات الارض

اَلقَضِيّة



موجّهات (قديذكرجهة القضية فيسمى موجهة)

(هٰذه خمسة عشر)

بسيطة (هٰذه ثمانية)

مركبه (هٰذه سبعة)

ثقہ اور معتبر لوگوں کی علم منطق کی تحصیل کے بارے میں اراء

ابو نصر فارابی نے کہا: منطق تمام علوم پر صحت و سقم، قوت وضعف کے بارے میں حاکم ہے۔ شیخ رئیس ابو علی بن سینا نے کہا: منطق تمام علوم کسبیہ، نظریہ اور عملیہ کی تحصیل کا آلہ ہے مقصود بالذات نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ منطق تمام علوم کے ادراک کے لیے بہت اچھا مددگار ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو منطق نہیں جانتا اسے علوم میں بالکل رسوخ حاصل نہیں ہوسکتا۔ بعض نے کہا ہے کہ منطق کا علم فرض کفایہ ہے اور بعض سے زوایت ہے کہ منطق کا سیکھنا فرض عین ہے۔ مقاصد الفلاسفہ کے باب فوائد المنطق میں انہوں نے یہ بھی کہا: منطق وہ قانون ہے، جس سے حد صحیح اور قیاس صحیح کو فاسد حد اور قیاس سے تمیز دی جاتی ہے اور علم یقینی کو غیر یقینی علوم سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ گویا کہ منطق سب علوم کے لیے میزان و معیار ہے۔ ہر وہ شئے جو ترازو سے وزن کی جائے اس میں ترجیح وزیادتی کو نقصان و کمی سے ممتاز نہیں کیا جاسکتا۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا: منطق کے بغیر تحصیل علم کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ جب منطق کا فائدہ علم کی تحصیل و شکار ہے اور علم کا فائدہ سعادت ابدیہ کو محفوظ کرنا ہے تو سعادت کا رجوع نفس کے تزکیہ و تحلیہ کے ذریعہ کمال کی طرف ہے۔ الحاصل لامحالہ منطق بہت عظیم فائدے والا علم ہوا۔

سوال: کیا وجہ ہے: ائمہ کرام نے علم منطق کو نہ حاصل کیا اور نہ ہی اس کی تحصیل کی کوشش کی خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حالانکہ یہ علم انتہائی ضروری ہے، دوسرے علوم وفنون کے حصول کے لیے یہ علم آلہ اور ذریعہ ہے؟

جواب: ان ائمہ کرام کی فطرت سلیم اور جبلت مستقیم تھی۔ اس لیے وہ اس علم کی تحصیل سے بے نیاز تھے۔ یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفوس قدسیہ کے

ساتھ مؤید تھے اس لیے وہ امور نظریہ وفکریہ میں علم منطق کے ذریعے نظر وفکر کے محتاج نہ تھے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ عمر عزیز کو بغیر بزرگ علوم دینیہ تفسیر، حدیث اور فقہ کے حاصل کیے صرف علم منطق کی تحصیل میں ہی صرف کر دینا واضح گمراہی اور صاف نقصان ہے۔ مولانا رومی نے اپنی کتاب مثنوی معنوی میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے:

صد کتاب و صد ورق درنار کن ۔۔۔ سینہ را در عشق او گلزار کن
سو کتاب اور سو ورق آگ میں کر ۔۔۔ سینہ کو اس کے عشق میں گلزار کر
چند خوانی حکمتِ یونانیاں ۔۔۔ حکمت ایمانیاں راہم بخواں
اگر چند حکمت یونانیاں تو پڑھی ہیں ۔۔۔ تو حکمت ایمانیاں کو بھی پڑھ

یہ بھی کہا گیا ہے کہ بزرگ علوم دینیہ کی تحصیل کے بغیر صرف علم منطق کی تحصیل شراب پینے کے مترادف ہے۔ صاحبِ دستور العلماء کا قول اس مقام وحال کے مناسب ہے۔ جانو: اکابر علماء متکلمین دلائل کلامیہ کے ساتھ عقائد کی تصحیح وتثبیت نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ علم کلام کا مقصد منکر کو خاموش کرانا اور ضدی کو الزام دینا ہے۔ ان کے عقائد کے انوار کا مأخذ چراغِ نبوت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث ۔۔۔ ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث
علم دین فقہ، تفسیر اور حدیث ہے ۔۔۔ جو اس کے علاوہ پڑھے وہ خبیث ہے

شہاب بن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ ابن صلاح نے فلسفہ ومنطق میں مشغول رہنے کے بارے میں فتویٰ دیا ہے یہ حرام ہے اور ان میں مشغول رہنے والے کو برا کہا ہے۔ اس بارے میں طویل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ امام وقت پر واجب ہے کہ ان کے قائل کو مدارس اسلام سے نکال دے، انہیں قید کرے، اور ان کے شر کو روکے۔ (الحدیقة الندیة) پھر وہ شخص جو علم منطق حاصل کرے، اسے ہی مقصود بالذات سمجھے اور علم تفسیر، حدیث اور فقہ کی تخفیف کرتا ہوا کہے کہ یہ معمولی وغیر ضروری ہیں جبکہ اصل علم تو علم منطق ہی ہے۔ یہ اس کی طرف سے افراط وزیادتی ہے اور شئ عجیب ہے۔ شیخ ابو علی بن سینا نے کہا: منطق علوم کسبیہ، نظریہ اور عملیہ کی تحصیل کے لیے آلہ ہے مقصود بالذات نہیں ہے۔ اے طلباء کرام

! اللہ تعالیٰ تمہیں نبی خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ دارین میں سعادت مند فرمائے۔تم علم منطق حاصل کرو لیکن بحیثیت آلہ ومبادی اور ضرورت وحاجت کے مطابق۔ جس طرح علم صرف، نحو۔علوم آلیہ اور مبادیہ میں ہی منہمک نہ رہو اور اسی میں ہی عمر عزیز کو خرچ نہ کرو۔ بزرگ علوم تفسیر، حدیث اور فقہ کی تحقیر نہ کرو، بلکہ بزرگ علوم دینیہ کی طرف متوجہ رہو جو کہ مقصود بالذات ہیں باوجود اس کے کہ علم منطق ان بزرگ علوم کے لیے آلہ ہے۔ خبردار جان لو! مقصود اور غیر مقصود برابر نہیں ہو سکتے اور علم منطق میں غلو نہ کرو کیونکہ اس میں خطرات نفسانیہ ہیں، اور یہ افراط وزیادتی ہے۔ واللہ! میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے جو علم منطق میں غلو کرتے ہیں اور اسی میں منہمک رہتے ہیں۔ جو عجب کثیر کو غالب کرتا ہے اور عجب یعنی خود پسندی، عقل کمال کی آفت ہے۔فخر عظمت کو مغلوب کرتا ہے اور اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ وہ علم منطق کے بارے میں بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں، حالانکہ وہ اکثر مسائل فقہیہ، احادیث نبویہ اور آیات ناسخہ ومنسوخہ سے جاہل ہیں۔ اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت کے شر سے محفوظ رکھ خاص کر اس شر سے۔ پس (اے طلباء!) سمجھو اور غور کرو۔ یہ بھی بات مناسب نہیں کہا جائے کہ جب علم منطق آلہ ہے مقصود بالذات نہیں ہے تو اسے حاصل نہ کیا جائے کیونکہ یہ تفریط ہے۔ مولانا رومی نے اس کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

منطق و حکمت ز بہر اصطلاح گر بخوانی اند کے باشد مباح

منطق و حکمت اصطلاحاً اگر تھوڑی پڑھ بھی لی جائے تو جائز ہے

اسی لیے متاخرین اکابر علماء وفضلاء بزرگوں نے اس تفریط سے اجتناب کیا ہے اور علم منطق کو حاصل کیا ہے۔ مثلاً حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی، امام اہلسنّت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی، صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور صدر الشریعۃ حضرت علامہ محمد امجد علی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ باوجود اس کے وہ علوم مقصودہ مذکورہ میں بھی ماہر تھے اور اس علم منطق سے بھی غافل نہ تھے جیسا کہ ہمارے زمانے میں منطق کا دعویدار۔

فائدہ جلیلہ: سلم العلوم کی عبارت ہے: وَالّا لَدَارَ {1} وَتَسَلْسُلَ۔ یہ عبارت

{1} یہ عبارت قطبی میں بھی ہے۔

مؤول ہے: اِلَّالَزِمَ الدَّوْرُ وَالتَّسَلْسُلُ کے ساتھ یا یہ عبارت مخفف ہے۔ اگر یہ نہ مؤول ہو نہ ہی مخفف ہو تو دور اور تسلسل لازم آئے گا۔ یا لَدَارَ وَتَسَلْسَلَ کا فاعل دور اور تسلسل ہے۔ یا ان کا فاعل وہ ضمیر ہے جو: دَارَ وَتَسَلْسَلَ کے اندر مضمر ہے اور کلام مذکور کی طرف راجع ہے۔

منطقی معمّہ: طلاق نکاح پر موقوف ہے اور نکاح تراضی طرفین پر موقوف ہے۔ نتیجہ برآمد ہوا کہ طلاق تراضی طرفین پر موقوف ہے، حالانکہ یہ بالاجماع باطل ہے۔ (اس لیے کہ طلاق مرد کا حق ہے) تو پھر نکاح تراضی طرفین پر موقوف نہیں ہونا چاہیے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے ابھی ابھی تو جان چکا ہے کہ نکاح تراضی طرفین پر موقوف ہے۔ اس کے جواب میں کہا گیا ہے یہ قیاس مساوات ہے۔ اس لیے صغریٰ میں محمول کا متعلق (علی النکاح) کبریٰ میں موضوع بنا ہوا ہے اور قیاس مساوات نتیجہ نہیں دیتا۔ یہ جواب کوئی شئے نہیں ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ کی یہ بات نہیں مانتے کہ قیاس مساوات مطلقاً نتیجہ نہیں دیتا اور اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ قیاس مساوات بذاتہ نتیجہ نہیں دیتا لیکن آپ کے لیے پھر بھی یہ سود مند نہیں ہے کیونکہ قیاس مساوات مقدمہ اجنبیہ کے ملنے سے منتج ہوتا ہے۔ مقدمہ اجنبیہ اس جگہ ہے اور وہ یہ ہے کہ موقوف علی الشئ کا موقوف بھی اس شئ پر موقوف ہوتا ہے۔ سوال کی وضاحت یوں ہوگی کہ طلاق نکاح پر موقوف ہے اور نکاح تراضی طرفین بالنکاح پر موقوف ہے، نتیجہ آیا کہ طلاق اس پر موقوف ہے جو تراضی طرفین بالنکاح پر موقوف ہے۔ (اسے صغریٰ بنائیں) اور اس کے ساتھ کبریٰ یہ ملائیں کہ کل موقوف علی الموقوف علی تراضی الطرفین بالنکاح فھور موقوف علی تراضی الطرفین بالنکاح تو نتیجہ آئے گا: الطلاق موقوف علی تراضی الطرفین۔ (یہ باطل ہے) اس کا جواب جو مغالطہ کی جڑ کو کاٹ دے یہ ہے کہ ہم عورت کی رضا پر طلاق کے موقوف ہونے کے بطلان کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہاں طلاق عورت کی مطلق رضا پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس رضا پر موقوف ہے جس پر نکاح موقوف ہے اور وہ حدوث نکاح کے وقت کی رضا ہے۔ حدوث طلاق کے وقت کی نئی رضا پر موقوف نہیں ہے۔ نکاح، نکاح کے وقت پیدا ہونے والی رضا پر موقوف ہے۔ پھر طلاق بھی نکاح کے واسطہ سے اسی رضا پر موقوف ہوگئی جس پر نکاح موقوف تھا۔ مطلق رضا پر موقوف نہ ہوگی جیسا کہ مخفی نہیں۔ (لہٰذا اس میں کوئی مضائقہ نہیں)۔

کُتبِ منطق

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
-1	صغریٰ کبریٰ	سید سند شریف جرجانی
-2	ایساغوجی	مولانا اثیر الدین مفضل بن عمر الابہری
-3	مرقات	علامہ محمد فضل امام محمد بن ارشد قاضی زادہ
-4	بدیع المیزان	علامہ عبداللہ بن حداد عثمانی طلنبی
-5	تہذیب	علامہ سعد الدین تفتازانی
-6	شرح تہذیب	علامہ عبداللہ یزدی
-7	رسالہ شمسیہ	علامہ نجم الدین بن عمر بن علی قزوینی
-8	قطبی	علامہ محمد بن محمد قطب الدین رازی
-9	میر قطبی	سید سند شریف جرجانی
-10	ملا جلال	علامہ ملا جلال الدین دوانی
-11	حاشیہ میر زاہد علی الرسالۃ قطبیہ	محمد زاہد بن قاضی اسلم ہروی
-12	رسالہ قطبیہ	علامہ قطب الدین رازی
-13	سلم العلوم	مولانا محب اللہ بن عبد الشکور بہاری
-14	ملا حسن (فی التصورات)	ملا حسن بن قاضی غلام مصطفیٰ لکھنوی
-15	حمد اللہ (فی التصدیقات)	علامہ حمد اللہ سندیلی
-16	قاضی مبارک (فی التصورات)	علامہ قاضی مبارک بن دائم گوپاموی
-17	شرح المطالع	علامہ قطب الدین رازی
-18	شرح مرقات	خاتم الحکماء علامہ عبد الحق خیر آبادی
-19	شرح الحاشیہ الزاہدیہ علی الامور العامہ	خاتم الحکماء علامہ عبد الحق خیر آبادی
-20	شرح حمد اللہ شرح السلم	خاتم الحکماء مولانا عبد الحق خیر آبادی
-21	شرح الحاشیہ الزاہدیہ	خاتم الحکماء علامہ عبد الحق خیر آبادی
-22	شرح قاضی مبارک	خاتم الحکماء علامہ عبد الحق خیر آبادی
-23	شرح قاضی مبارک	محقق مدقق علامہ فضل حق خیر آبادی

علمِ فلسفہ

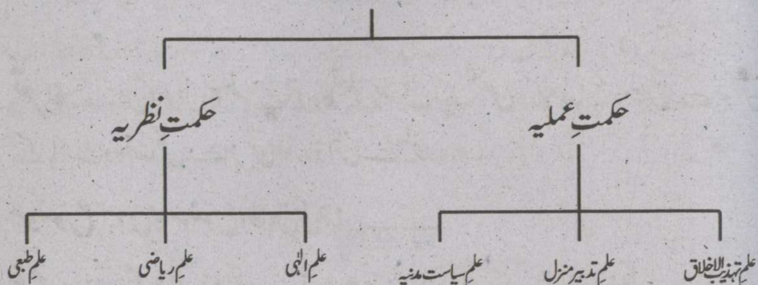
فلسفہ کی تعریف: ان اصول کا علم ہے جس سے طاقت بشریہ کے مطابق موجودات کے احوال جیسا کہ وہ نفس الامر اور خارج میں ہیں واضح ومنکشف ہوں۔

تفصیل: اعیان وموجودات میں سے بعض افعال واعمال ایسے ہیں کہ جن کا وجود ہماری قدرت واختیار میں ہے' اور بعض ایسے ہیں کہ ان کا وجود ہماری قدرت واختیار میں نہیں ہے۔ اول الذکر موجودات کے احوال کا علم اس حیثیت سے کہ وہ اصلاح معاش ومعاد تک پہنچاتا ہے' حکمت عملیہ {1} کہلاتا ہے۔ ثانی الذکر موجودات کے احوال کا علم حکمت نظریہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں۔ حکمت عملیہ میں اگر ان احوال کا علم ہو جن کا تعلق ایک شخص کے مصالح سے ہو وہ ان کے باعث فضائل سے آراستہ ہو اور رذائل سے علیحدہ ہو' جیسے عدل کے حسین اور ظلم کے قبیح ہونے کا علم' اسے تہذیب الاخلاق کہتے ہیں۔ اگر ان احوال کا علم ہو جن کا تعلق ایک جماعت کے مصالح سے ہو جو ایک گھر میں شریک ہوں۔ جیسے باپ' اولاد' مالک ومملوک تو اسے تدبیر منزل کہتے ہیں۔ اگر ان احوال کا علم ہو جن کا تعلق ایک جماعت کے مصالح سے ہو جو ایک شہر میں شریک ہوں' اسے سیاست مدنیہ کہتے ہیں۔ جیسے اِلٰہ تو اسے علم الٰہی' فلسفہ اولیٰ' علم کلی اور مابعد الطبعیہ کہتے ہیں۔ جیسے واجب تعالیٰ کی ذات وصفات کا علم اور کبھی شاذ طور پر ماقبل الطبیعہ بھی کہتے ہیں۔ حکمت نظریہ میں اگر ان موجودات کے احوال کا علم ہو جو وجود خارجی اور وجود ذہنی دونوں میں مادہ کے محتاج نہ ہو جیسے کرہ' وہ علم اوسط ہے۔ اسے علم ریاضی اور علم تعلیمی کہتے ہیں۔ اگر ان احوال کا علم ہو جو اپنے وجود خارجی اور وجود ذہنی دونوں میں مادہ کی طرف محتاج ہو' وہ علم ادنیٰ ہے۔ جیسے زمین وآسمان کا علم۔ اسے علم طبعی کہتے ہیں۔

فائدہ جلیلہ: ہمارے اس زمانہ کے عرف میں علم فلسفہ بولا جائے تو اس سے مراد فلسفہ اولیٰ یعنی علم کلی، علم اعلیٰ، فلسفہ الٰہیات اور علم طبعی ہوتا ہے۔

{1} اسے علم حکمت بھی کہتے ہیں۔

علمِ فلسفہ کی اقسام کا شجرہ





القهّارُ

علمِ تہذیب الاخلاق

تعریف :ان احوال کا علم ہے جن کا تعلق صرف ایک شخص کے مصالح ومنافع سے ہو جن کے باعث وہ فضائل سے مزین اور رذائل سے علیحدہ ہو۔

موضوع :اس کا موضوع اخلاق کی تہذیب ہے۔

غرض :اس کی غرض فضائل سے آراستہ ہونا مثلاً عدل کے ساتھ اور رذائل سے خالی ہونا مثلاً ظلم سے تاکہ دنیاوی زندگی بہتر اور اخروی زندگی کامل ہو۔

اخلاقیات:

1- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس سے تعلق جوڑ جو تجھ سے توڑے، اسے معاف کر جو تجھ پر ظلم کرے اور اس سے نیکی کر جو تجھ سے برائی کرے۔ (مدارج النبوت)

2- حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ جانو اگرچہ اپنے بھائی سے کشادہ روئی {1} سے پیش آنا ہی ہو۔ (مسلم شریف)

3- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مسلمان {2} وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ {3} رہیں۔ (مشکوٰۃ)

4- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ

{1} حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کرنے والا کافر و مرتد ہے اور کافر مسلمان کا بھائی نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے اس سے کشادہ روئی سے پیش نہیں آنا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ازلی کلام میں فرماتا ہے: اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔ {2} یعنی کامل مسلمان۔ {3} نہ کہ منافق، کافر اور مرتد۔

وسلم نے فرمایا: کسی مومن کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین {1} دن سے زائد (بات کرنے سے) چھوڑ رکھے۔ (مسلم شریف)

5- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب فاسق کی تعریف کی جائے تو ربّ کائنات غضب ناک ہو جاتا ہے اور عرش کانپ جاتا ہے۔ حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے شعب الایمان میں روایت کیا۔ (مشکوٰۃ)



الجبّار

{1} یعنی بلا عذر شرعی تین دنوں تک بات نہ کرنا جائز ہے اور یہ معاف ہے۔ اس لیے کہ آدمی غضب اور سوء خلق پر پیدا کیا گیا ہے۔ تین دن تک ہجران معاف قرار دیا گیا' تاکہ وہ ناراضگی کا سبب اور عارضہ زائل ہو جائے۔

علم تدبیرِ منزل[1]

تعریف :ان احوال کا علم ہے جن کا تعلق ایک جماعت کے مصالح ومنافع سے ہو۔ایسی جماعت جوایک گھر میں شریک ہو۔اسے حکمتِ منزلیہ بھی کہا جاتا ہے۔

موضوع :اس کا موضوع گھر کی تدبیر کرنا ہے۔

غرض :ایک جماعت جو گھر کے افراد پر مشتمل ہو‘اس کی تدبیر کرنا ہے مثلاً والد واولاد اور مالک ومملوک۔

فائدہ جلیلہ : منزل اس کو کہتے ہیں جو کئی بیتوں (کمروں)‘ چھت دار صحن اور باورچی خانہ پر مشتمل ہو‘ تاکہ آدمی اپنے عیال کے ساتھ اس میں رہیں۔ بیت اس چھت دار ایک کمرے کو کہتے ہیں‘ جس کی اپنی دہلیز ودروازہ ہو۔ دار اس کو کہتے ہیں جو کئی بیتوں‘ (کمروں) اور کھلے صحن پر مشتمل ہو۔دار اپنی بہنوں (یعنی بیت اور منزل) سے عام ہے‘ کیونکہ یہ ان پر مشتمل ہوتا ہے۔(حاشیہ ہدایہ اخیرین)

باپ کا اولاد پر حق: صاحبِ اخلاقِ جلالی نے اپنی کتاب میں کہا: والدین کے حقوق کی رعایت کے بارے میں اصل بات تین چیزیں ہیں: (1) دل سے خالص دوستی کرنا (2) زبان وارکان سے انتہائی تعظیم کرنا (3) بقدرِ امکان ان کے امرونہی کی بجا آوری کرنا جبکہ وہ معصیت کا باعث یا اس سے مصلحت کلی فوت نہ ہو۔اگر ان میں سے کسی کا بھی باعث ہو تو اولاد خیر معاملگی (نیکی) کے طریقے پر مخالفت کرسکتی ہے‘ البتہ مجادلت (جھگڑے) کے طریقے پر مخالفت نہ کرے۔ہاں اگر شرعاً واجب ہو تو پھر مجادلہ بھی کرسکتی ہے۔

{1} اہل منزل نے ذکر محل کا کیا اور ارادہ حال کا کیا۔جیسے قرآن کریم میں ہے: وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ یعنی اہل قریہ۔اس سے مراد وہ اشخاص ہیں جن کے درمیان کوئی قرابت یہ مصاہرت یا ہمسائیگی یا ملک یاصحبت متعلق ہو۔

اولاد کا والدین پر حق : صاحب اخلاق جلالی نے اپنی کتاب میں کہا: (والدین) اولاد کی تادیب کے لیے انتہائی اہتمام کریں۔ وہ اسے اضداد کی مخالطت سے جو اسے رذائل سے موسوم کرنے سے منع کریں۔ علاوہ ازیں اسے دین کے شرائع اور عادات کے طریقے سکھائیں اور اس پر دوام کریں۔ ان سے باز رہنے کی صورت میں اپنی اور ان کی طاقت کے مطابق زجر و تادیب کریں۔ چنانچہ احکام شریعت میں ثابت ہے کہ سات سال کی عمر میں انہیں نماز کا حکم کریں اور دس سال کی عمر میں انہیں مار کر نماز پڑھائیں۔



الحکم

علمِ سیاستِ مدنیّہ

تعریف : ان احوال کا علم ہے جن کا تعلق ایک جماعت کے مصالح ومنافع سے ہو جو جماعت ایک شہر میں شریک ہو۔ اسے علم سیاست اور حکمت سیاست کہا جاتا ہے۔

موضوع : شہر وملک کی سیاست {1} اس کا موضوع ہے۔

غرض : ایک جماعت کے مصالح کی معرفت حاصل کرنا جو ایک شہر میں شریک ہے۔

فائدہ جلیلہ : ان تینوں علوم یعنی علمِ تہذیب الاخلاق، علم تدبیرِ منزل اور علمِ سیاستِ مدنیہ کو فلسفہ اسلامیہ شرعیہ کہا جاتا ہے۔ اس کی کتابیں قرآن کریم، تفسیر وحدیث اور سیرتِ اسلامیہ کی کتابیں ہیں۔

وجہ تسمیہ: اسے علمِ سیاستِ مدنیہ کا نام اس لیے دیا گیا کہ اس کے باعث سیاستِ مدنیہ حاصل ہوتی ہے یعنی اس کے باعث ایسے امور کی مالکیت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہر کی طرف منسوب ہے۔

فائدہ جلیلہ: مالک کا مملوک کی تدبیر کرنا : صاحب اخلاق جلالی نے اپنی کتاب میں کہا: ملک کے بادشاہ کو چاہیے کہ وہ ہر وقت کے لیے عدالت کا انتظام کرے اور بادشاہ بذاتِ خود مفقود الحال رعایا کے لیے حکم صادر کرے۔ ہر ایک کو رزق وعزت سے اس کا حق عطا کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رعایا اور مظلوموں کو بوقت حاجت بادشاہ تک رسائی کی راہ ہو۔ اگر ہمہ وقت کے لیے یہ سہولت میسر نہ بھی ہو تو ایک دن مقرر ضرور ہونا چاہیے کہ وہ حاجتمندوں کی مدد کر سکے، تاکہ بلاواسطہ بادشاہ کی بارگاہ میں اپنی حاجات پیش کر سکیں۔

{1} لفظ "سِیاست"، پہلے سین کی زیر کے ساتھ، قوم کی نگرانی کرنا ہے۔ "سیاست" کا مطلب ہے: وطن عزیز کی حفاظت کرنا، لوگوں پر حکمرانی کرنا اور اپنی قوت وطاقت کو استعمال میں لاتے ہوئے لوگوں کو حدود و تعزیرات کی سزا کا خوف دلا کر نافرمانی وبغاوت سے بچانا۔ (غیاث اللغات)

حضرت سلطان پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کسی کو مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کی ولایت سونپی وہ حاجتمندوں اور مظلوموں کی مددگیری کے لیے کمر بستہ رہا تو اللہ تعالیٰ اس کے فقر و حاجت کے وقت اس پر اپنی رحمت کرے گا اور اس پر اپنی مہربانیوں اور عنایات کی بارش برسائے گا۔ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب کسی شخص کو کوئی عہدہ سونپتے تو اسے بطور وصیت فرماتے: ضرورتمندوں سے غائب مت ہونا اور ان کے لیے اپنا دروازہ بند نہ کرنا۔

مذکورہ علوم کی کتابیں

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	کریما	شیخ مصلح الدین سعدیؒ شیرازی
2-	پند نامہ	شیخ فرید الدین عطارؒ
3-	تحفہ نصائح	مولانا محمد یوسف
4-	گلستان (فارسی)	شیخ مصلح الدین سعدیؒ شیرازی
5-	بوستان (فارسی)	شیخ مصلح الدین سعدیؒ شیرازی
6-	کتب احادیث	کلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجموعہ اور احادیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مشکوٰۃِ نبوت سے صادر ہوئیں۔
7-	قرآنِ کریم	اللہ تعالیٰ کا کلام جو مخلوق نہیں ہے اور ہر قسم کی تصنیف و تالیف اور ترکیب سے پاک ہے کیونکہ وہ کلام نفسی ہے۔
8-	اخلاق جلالی	علامہ جلال الدین دوانی
9-	خلق المسلم	امام محمد غزالی

علمِ الٰہی

تعریف : ان موجودات کے احوال کا علم ہے، جو اپنے وجود خارجی اور وجود ذہنی میں مادہ کی طرف محتاج نہ ہوں جیسے الہ اور معقولات عشرہ۔ یا وہ علم ہے کہ جس کا تعلق ایسے امور سے ہو جن کا تصور ذہنی اور وجود خارجی مادہ پر موقوف نہ ہو۔ جیسے الٰـہٌ۔ اسے علم فلسفہ اولیٰ اور علم اعلیٰ بھی کہا جاتا ہے۔

موضوع : اس کا موضوع موجودات ہیں مطلقاً۔ عام ہے کہ وہ خارج میں موجود ہوں یا ذہن میں موجود ہوں۔

غرض : نفس کی واجب تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت کے ساتھ تکمیل کرنا، علو جزئیہ کے مبادیات کے ساتھ یقین کا فائدہ حاصل کرنا اور اگر مبادیات نہ ہوں تو امور مشترکہ کی ماہیت کی تحقیق کرنا، اس کی غرض ہے۔

موجد: اس کا موجود افلاطون ہے جو ارسطو کا استاد ہے۔

وجہ تسمیہ: چونکہ اس کی بڑی بڑی بحثیں الہ العالمین کی طرف منسوب اور اس سے متعلق ہیں۔ اس لیے اس کا نام علمِ الٰہی رکھا گیا۔ اس طرح کُل کا نام جزء کے نام پر رکھنے کے قبیلہ سے ہے۔

فائدہ جلیلہ : اللہ {1} واحد، قدیم، زندہ رہنے والا، قدیر، علیم، بصیر، چاہنے والا اور ارادہ کرنے والا ہے۔ اس کی حد {2} نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس کی کنہ کا تصور ہو سکتا ہے۔ یعنی اس کی ذات کی کوئی مثال ذہن میں نہیں آ سکتی۔ وہ نتیجہ {3} نہیں دیتا اور نہ ہی متغیر {4}

{1} اللہ اس ذات واجب الوجود کا علم ہے جو جمیع صفات کمال کی مستجمع ہے۔ {2} اس لیے کہ وہ ذہناً اور خارجاً بسیط ہے۔ {3} نتیجہ دینا حدوث کی علامت ہے۔ {4} نہ ذات میں اور نہ صفات وکمال میں۔

ہوتا ہے۔ وہ عرض {1} نہیں ہے، نہ ہی جسم {2} ہے اور نہ ہی جوہر {3} ہے۔ نہ ہی صورت {4} وشکل والا ہے، نہ ہی عدد والا ہے، نہ ہی ابعاض والا ہے اور نہ ہی اجزاء والا ہے۔ نہ وہ اجزاء سے مرکب ہے، نہ ہی وہ متناہی ہے، نہ ہی وہ کسی کیفیت و ماہیت سے متصف ہے، نہ ہی وہ کسی مکان {5} میں مکین ہے اور نہ ہی وہ زمانی {6} ہے۔

فائدہ جلیلہ : واحد سے لے کر مرید (ارادہ کرنے والا) تک جو صفات مذکور ہوئی ہیں وہ صفات ثبوتیہ، ایجابیہ اور کمالیہ ہیں۔ مرید سے لے کر آخر تک جو صفات مذکور ہوئیں، وہ صفات سلبیہ، جبروتیہ اور جلالیہ ہیں۔

فائدہ جلیلہ : الفاظ: بذاتہٖ، بنفسہٖ اور بحدہٖ سب مترادف المعنی ہیں یعنی سب کا ایک ہی معنی ہے۔ مَایَقُوْمُ بِنَفْسِہٖ اور مَایَقُوْمُ بِذَاتِہٖ دونوں کا مفہوم ومعنی ایک ہی ہے۔

فائدہ جلیلہ : عقل کی تعریفات:

1- عقل وہ قوت غریزی ہے، جس کے تابع بدیہات کا علم ہو جبکہ اسباب وآلات سلامت ہوں۔

2- عقل وہ قوت ہے کہ جس کے باعث انسان مصالح وغیرہ میں امتیاز کر سکے اور اس کی طرف انسان اپنے قول "اَنَا" سے اشارہ کرتا ہے۔

3- عقل انسانی بدن میں وہ نور ہے کہ جس کے باعث ایسا راستہ روشن ہوتا ہے جس کی ابتداء وہاں سے ہوتی ہے جہاں حواس کا ادراک ختم ہوتا ہے۔ (کتب اصول)

4- بعض نے کہا: عقل علم ومعرفت کے حصول کا آلہ ہے وہ مناھی وملاھی اور منکرات کا مانع ہے۔ (تمہید شریف)

{1} چونکہ عرض خود قائم نہیں ہوتی بلکہ اپنے قیام میں محل کی محتاج ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند و برتر ہے۔

{2} جسم مرکب اور متحیز ہوتا ہے جو حدوث کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

{3} جوہر متحیز اور جسم کی جزء ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے۔

{4} جیسے انسان اور فرس کی صورت ہے کیونکہ صورت جسم کے خواص سے ہے، جو اسے کمیت وکیفیت اور حدود و نہایات کے احاطہ سے حاصل ہوتی ہے۔

{5} تمکن (مکین ہونا) یہ ہے کہ ایک بُعد کا دوسرے بُعد میں وہمی یا تحقیقی طور پر نافذ ہونے کو مکان کہتے ہیں۔ بُعد امتداد کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ امتداد و مقدار سے پاک ہے، کیونکہ یہ تجزی کو متلزم ہے۔

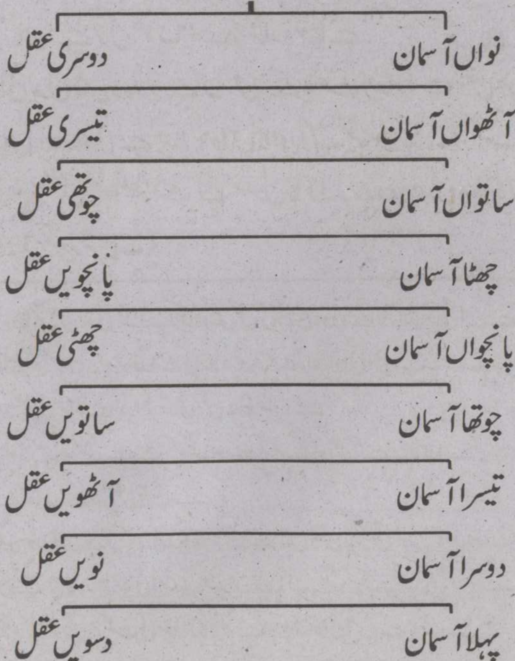
{6} فلاسفہ کے نزدیک زمان حرکت کی مقدار کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

عقل اوّل: سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کائنات میں جونور ہے وہ عقل اول ہے۔ ہمارا خالق اللہ تعالیٰ واحد ہے۔حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا کیا۔حدیث میں یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا۔نور، قلم اور عقل سب علیحدہ علیحدہ عنوان ہیں جبکہ سب کا مفہوم ومعنی ایک ہی ہے اور وہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور ہے۔

عقل عاشر: فلاسفہ کے نزدیک عقل عاشر وہ عقل فعالؔ ہے کہ شرع شریف میں جس کی تعبیر ناموس اکبر اور جبرئیل علیہ السلام سے کی جاتی ہے۔اسے عقل فعال اس لیے کہتے ہیں کہ عالم عناصر میں اس سے بہت سے افعال وتصرفات صادر ہوتے ہیں۔

فلاسفہ کے نزدیک عقول عشرہ کی تفصیل

عقل اول



علمِ ریاضی

تعریف : وہ علم جس کا تعلق ایسے امور سے ہو جو اپنے وجود خارجی میں مادہ کے محتاج ہوں وجود ذہنی میں مادہ کے محتاج نہ ہوں، اسے علم ریاضی کہتے ہیں۔ جیسے کرہ اسے حکمت وسطی کہا جاتا ہے۔

موضوع : جسم تعلیمی اس کا موضوع ہے۔

غرض : نفس کا محسوسات سے مجردات کی طرف انتقال کرنے کے لیے ریاضت کرنا۔

موجد: اس کا موجد بطلیموس ہے جو یونانی حکیم کتابِ مجسطی کا مصنف ہے۔

وجہ تسمیہ: اس کا نام علم ریاضی اس لیے رکھا گیا ہے کہ نفس محسوسات سے مجردات کی طرف انتقال کرنے کے لیے ریاضت ومحنت کرتا ہے۔ اس لیے ریاضی کا نام دیا گیا۔ اسے حکمت وسطی بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ محسوسات اور مجردات کے درمیان برزخ وواسطہ ہے۔

علم ریاضی کی اقسام

علم حساب	علم ہندسہ	علم ہیئت	علم موسیقی

فائدہ جلیلہ : ریاضت اخلاق نفسیہ کو مہذب کرنا اور بدن کو مشقت میں ڈالنا ہے تاکہ اخلاق نفسیہ حاصل ہوں۔ کسی نے کہا ہے:

بے ریاضت نتواں شہرۂ آفاق شدن
بغیر ریاضت ومحنت کے شہرہ آفاق حاصل نہیں ہوسکتا
مہ چوں لاغر شود انگشت نما گردد
چاند جب کمزور ہو جائے اُنگلی نما ہو جاتا ہے

شمائل اتقیاء میں ہے کہ ریاضت اغراض شہوانی سے اعراض کر کے طریق ربانی پر گامزن ہونا ہے، شریعت کے نزدیک حرام سے اعراض کرنا ریاضت ہے، طریقت والوں کے نزدیک مباح سے اعراض کرنا ریاضت ہے اور حقیقت والوں کے نزدیک حلال سے بھی اعراض کر لینا ریاضت ہے۔ (دستور العلماء)

علمِ طبعی

تعریف : وہ علم جس کا تعلق ایسے امور سے ہو جو اپنے وجود ذہنی اور وجود خارجی دونوں میں مادہ کا محتاج ہو، علم طبعی کہلاتا ہے۔ جیسے انسان۔ اسے علم اسفل بھی کہتے ہیں۔

موضوع :اس کا موضوع جسمِ طبعی ہے۔

غرض :مادہ کے اعتبار سے جسمِ طبعی کے احوال جاننا اس کی غرض ہے۔

موجد: اس کا موجد ارسطو (ارسطاطالیس) ہے جو سکندر رومی کا وزیر تھا۔

وجہ تسمیہ: اس کا نام طبعی اس لیے رکھا گیا کہ اس میں جسم طبعی کی بحث ہوتی ہے۔

فائدہ جلیلہ : عنصر پانی، (سرد، تر) زمین، (سرد، خشک) آگ، (گرم، خشک) اور ہوا (گرم، تر) ہے۔

فضاء کی کائنات : کائنات جو بادل، بارش اور قوس قزح وغیرہ ہیں۔

معدنیات : ہڑتال، قلعی، اگر دھواں غالب ہو تو اس سے نمک، پھٹکڑی، گندھک اور نوشادر پیدا ہوتے ہیں۔ پھر بعض کا بعض سے ملنے سے اجسام ارضیہ مستطرقہ پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے سونا، چاندی، تانبا، لوہا، خارصینی، سرب اور قلعی۔

نباتات: ان کے لیے ایک قوت ہے یعنی صورت نوعیہ ہے جو عدیم الشعور ہے، اور اس سے حرکات صادر ہوتیں ہیں۔ اسے نفس نباتی کہتے ہیں۔ وہ جسم طبعی کا کمال اول ہے۔ آلی ہے اس جہت سے کہ تولد ہوتا ہے، بڑھتا ہے اور غذا حاصل کرتا ہے۔

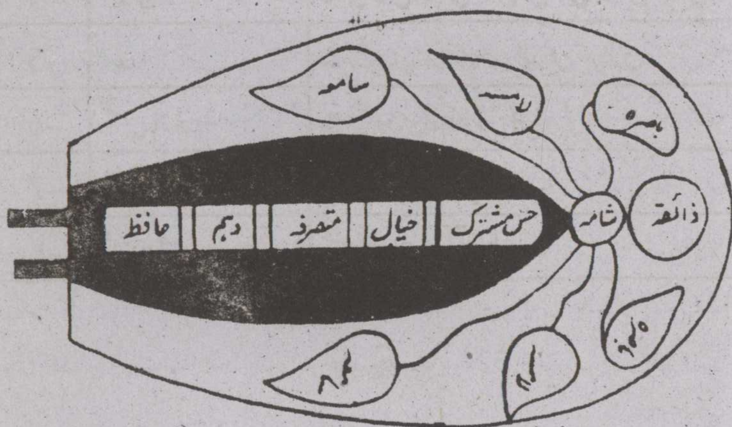
حیوانات: حیوان نفس حیوانی کے ساتھ خاص ہے اور وہ جسم طبعی کا کمال اول ہے۔ آلی ہے اس جہت سے کہ وہ جزئیات جسمانیہ کا ادراک کرتا ہے اور حرکت بالا کا رادہ کرتا ہے۔

{1} ارسطو کا لقب معلم اوّل ہے اور وہ حکماء مشائیں سے ہے۔ {2} خارصینی (توتیا) اسے ہندی میں نیلا تھوتھا کہا جاتا ہے۔

انسان : انسان وہ ہے جو نفس ناطقہ کے ساتھ خاص ہے اور وہ جسم طبعی کا کمالِ اول ہے۔ آلی ہے اس لحاظ سے کہ وہ امور کلیہ اور جزئیہ کا ادراک کرتا ہے اور افعال فکریہ سرانجام دیتا ہے۔

فائدہ جلیلہ : حواس {1} ظاہرہ یہ ہیں: سمع، بصر، شم (سونگھنا)، ذوق (چکھنا) اور لمس (چھونا)۔

حواس باطنہ یہ ہیں: حس مشترک، خیال، وھم، حافظہ اور متصرفہ {2}۔
اس کی شکل یہ ہے:



کتبُ العلم الطبعی

{1} حواس ظاہرہ کو قوت سامعہ، باصرہ، شامہ، ذائقہ اور لامسہ کہتے ہیں۔ اسے حس سامعہ، باصرہ، شامہ، ذائقہ اور لامسہ بھی کہتے ہیں۔

{2} علم غیب اور علم خفی وہ ہے جو حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ کے ادراک اور بداھتِ عقل کے اقتضاء کے ماسواء ہو۔

کُتبِ علمِ طبعی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	ھدیہ سعیدیہ	علامہ محمد فضل حق خیرآبادی
2-	ھدایۃ الحکمت	علامہ اثیرالدین مفضل بن عمرابھری
3-	شرح ھدایۃ الحکمت	علامہ محمد عبدالحق خیرآبادی
4-	میبذی	قاضی کمال الدین حسین بن معین الدین میبذی
5-	صدرا	علامہ محمد بن ابراہیم صدرالدین شیرازی
6-	شمس بازغہ	علامہ محمود بن محمد فاروقی جونپوری
7-	اشارات	سید سند شریف جرجانی
8-	شرح اشارات	حکیم نصیرالدین محقق طوسی

***

المتعالی

علمِ تفسیر القرآن

تعریف :وہ ان اصولوں کا علم ہے کہ جس کے باعث کلام اللہ کے معانی {1} طاقت بشریہ کے مطابق معلوم کیے جاتے ہیں۔علامہ تفتازانی نے کہا کہ علم تفسیر وہ علم ہے جو کلام اللہ کے اصولوں سے بحث کرے اس حیثیت سے کہ وہ مرادی معنی پر دلالت کرے۔بعض نے کہا کہ علم تفسیر وہ علم ہے جو طاقت بشریہ کے مطابق نظم قرآن کے معانی سے بحث کرے' جو قواعد عربیہ کے بھی مطابق ہو۔بعض نے کہا کہ علم تفسیر وہ علم ہے کہ جس میں کتاب عزیز کے احوال سے بحیثیت نزول' سند' ادا' لفظ اور معنی کے بحث کی جائے جو احکام وغیرہ کے متعلق ہو۔

موضوع :اس کا موضوع قرآن کی آیات ہے اس حیثیت سے کہ ان کے معانی کا فہم حاصل ہو۔بعض نے کہا: اس کا موضوع قرآن مجید یعنی کلام اللہ ہے۔

غرض :اس علم کی غرض کلام اللہ کے معانی کا کامل طریقے سے سمجھنا ہے۔

فائدہ جلیلہ: اس علم کی غایت دارین کی سعادت حاصل کرنا ہے' لیکن دنیا میں سعادت یہ ہے کہ اس کے اوامر پر عمل کیا جائے اور نواھی سے بچا جائے' آخرت میں سعادت جنت اور اس کی نعمتوں کا حصول ہے۔بعض نے کہا ہے کہ خطابِ اللہ کا سمجھنا سعادت ابدیہ اور دولت سرمدیہ کا باعث ہے۔

واضع : تحقیق کے مطابق اس علم کے واضع نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک کے راسخون {2} فی العلم ہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی شہادت دی ہے۔

شرافت : اس کی شرافت یہ ہے کہ یہ علم سب علوم شرعیہ اور ان کے اصول سے افضل ہے۔علوم کی شرافت اس کے موضوع کی شرافت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔اس کا موضوع

{1} معنٰی' مفہوم' مصداق' مدلول' مراد' مقصود' مطلوب اور منطوق سب متحد الذات اور متغائر بالمعنی ہیں۔

{2} راسخ فی العلم جیسے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جنہیں سید المفسرین کہا جاتا ہے۔

کتاب اللہ ہے۔ (جو سب سے افضل ہے) یہ علم سب علوم سے قدر کے اعتبار سے اعظم اور شرافت و معیار کے اعتبار سے ارفع ہے۔ یہ سب علوم دینیہ کا سردار، رئیس اور قواعد شرع کے لیے مبنیٰ و اساس ہے۔

فائدہ جلیلہ: مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور وہ درست ہو پھر بھی اس نے غلطی کی۔ مُلّا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں حدیث: **من قال فی القرآن برأیہ** کے تحت فرمایا ہے: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن کے معنی یا اس کی قرأت میں اپنی طرف سے بغیر اس کے کہ وہ اہل لغت کے کسی امام کے قول اور قواعد شرعیہ کے تابع ہو بلکہ محض عقلی اعتبار سے کوئی بات کہی حالانکہ وہ ان امور سے جو نقل پر موقوف ہوتے ہیں جیسے ناسخ و منسوخ میں سبب نزول تو چاہیے کہ وہ شخص اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

فائدہ جلیلہ: تفسیر اور تاویل میں کیا فرق ہے؟ جواب: کلام اللہ کی وضاحت نقل سے کرنا تفسیر ہے۔ کلام کے کئی معانی ہوں تو قواعد شرعیہ کے مطابق ان معانی سے کوئی معنی مراد لینا تاویل ہے۔

فائدہ جلیلہ: قرآن مجید بیت العزت سے آسمان دنیا کی طرف لیلۃ القدر میں یک بارگی اسی ترتیب سے نازل ہوا جس ترتیب سے ہم پڑھتے ہیں کیونکہ یہ ترتیب توقیفی ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بحسب واقعہ تیئس (23) سال کی مدت میں نازل ہوا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا**۔ ہاں موجودہ ترتیب سے آپ پر نازل نہ ہوا۔ (صاوی)

فائدہ جلیلہ: قول راجح یہ ہے کہ مکی سورتیں وہ ہیں جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں اگرچہ وہ مدینہ طیبہ میں ہی نازل ہوئی ہوں۔ مدنی سورتیں وہ ہیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں خواہ وہ مدینہ طیبہ کے سوا دوسرے مقامات میں نازل ہوئی ہوں۔

فائدہ جلیلہ: سب علوم قرآن میں ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس سے قاصر ہیں۔ اس

مقام پر وہ بات کافی ہے جو علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرقات میں نقل کی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے: ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفاہیم ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اگر میں قرآن کی تفسیر سے ستّر (70) اونٹوں کا بوجھ بنانا چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔ علامہ ابراہیم کے بردہ کی شرح کے اول میں ہی یہ الفاظ ہیں: ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفاہیم ہیں۔ اب ان میں سے اکثر باقی نہیں۔ ان کے الفاظ امیر المؤمنین کے اثر کے بارے میں یہ ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سورت فاتحہ کی تفسیر سے ستّر اُونٹ لاد سکتا ہوں۔ سیدی امام عبد الوھاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یواقیت و جواہر میں ہے کہ امام اجل ابو تراب نخشی سے ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے قول: اگر میں سورت فاتحہ کی تفسیر میں تم سے بات کروں تو میں ستّر اُونٹوں کا بوجھ بنا دوں۔ آج اس قول کے منکر کہاں ہیں۔ سیدی احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی شرح عثماوی لصلوۃ میں ہے جو سیدی عمر محصار رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے: اگر میں چاہوں مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ کی تفسیر املاء کراؤں تو سو اُونٹ کا بوجھ بن جائے اور اس کی تفسیر ختم نہ ہو تو میں یہ کر سکتا ہوں۔ اسی میں بعض اولیاء کے حوالے سے منقول ہے جو ابو الفضل کے شعر کے متعلق ہے: ہم نے قرآن کے ہر حرف کے چار ہزار معانی پائے اور ہر حرف کے ایسے معانی ہیں کہ وہ دوسری جگہ نہیں ہیں۔ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے نفع دے، مجھے اللہ تعالیٰ نے سورت فاتحہ کے معانی پر اطلاع دی تو میرے لیے ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو نوے (1,40,990) علوم کا ظہور ہوا۔

زرقانی علی المواھب میں ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب فی بیان علم لدنّی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا قول نقل کیا ہے: اگر میرے لیے تکیہ لگایا جائے تو میں بسم اللہ شریف کی باء کی تفسیر سے ستّر اُونٹ کا بوجھ بھر دوں۔ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی میزان شریعۃ الکبریٰ میں ہے کہ میرے بھائی افضل الدین نے سورت فاتحہ سے دو لاکھ سنتالیس ہزار نو سو نوے (2,47,990) علوم کا استخراج کیا۔ پھر سب کو بسم اللہ شریف میں سمیٹا، پھر سب کو بسم اللہ کی باء میں، پھر اس کے نقطہ میں۔ امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے نزدیک آدمی معرفت بالقرآن مقام کا اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ حروف ہجاء کے کسی بھی حرف سے تمام مجتہدین کے مذاہب پر تمام

احکام کا استخراج نہ کر لے۔ فرمایا کہ اس کی تائید حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ہوتی ہے: اگر میں چاہوں تو میں تمہارے لیے بسم اللہ شریف کی باء کے نقطہ کی تفسیر سے اَسّی (80) اُونٹ کا بوجھ بنا دوں۔ اس کی حقیقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول سے بھی ظاہر ہوتی ہے: اگر میرے اُونٹ کی نکیل گم ہو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں پا لوں گا۔ یہ ابوالفضل الرسی نے آپ سے روایت کیا ہے جیسا کہ اتقان میں ہے۔ (الدولۃ المکیہ)

فائدہ جلیلہ: 1- آیت سیف: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ہے۔

اسے آیت قتال اور آیت جہاد بھی کہا جاتا ہے۔

2- آیت تطهیر: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ہے۔

3- آیت حب: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ہے۔

4- آیت رجم: اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا ہے۔

5- آیت کریمہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ہے۔

6- آیت مباهلة: قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآئَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ہے۔

7- آیت نسخ: مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔

8- آیت نور: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ہے۔

✲✲✲

کُتبِ تفسیر

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	تفسیر جلالین	نصف اول کے مصنف امام جلال الدین سیوطی اور نصف آخر کے مصنف علامہ جلال الدین محلی رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔ دونوں شافعی المذاہب ہیں۔
2-	تفسیر مدارک	علامہ ابوالبرکات نسفی
3-	انوار التنزیل	امام عبداللہ بن عمر بیضاوی
4-	تفسیر الخازن	علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی المعروف بالخازن
5-	تفسیر ابی السعود	علامہ ابوالسعود عمادی حنفی
6-	تفسیر الکشاف	علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری
7-	تفسیر الاتقان	علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی
8-	تفسیر الجمل	علامہ شیخ سلیمان الجمل
9-	تفسیر روح البیان	علامہ اسماعیل حقی بروسوی
10-	تفسیر روح المعانی	علامہ آلوسی
11-	معالم التنزیل	امام محی الدین ابومحمد حسین بن مسعود شافعی
12-	تفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر رازی
13-	تفسیر ابن جریر	علامہ ابوجعفر محمد طبری
14-	تفسیرات احمدیہ	الحافظ الشیخ احمد المعروف بملّا جیون
15-	تفسیر الدر المنثور	علامہ جلال الدین سیوطی

16-	تفسیر عزیزی	الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
17-	تفسیر الحسینی	مُلاّ حسین واعظ ہروی
18-	البحر المحیط	شیخ اثیر الدین ابی حیان محمد بن یوسف اندلسی
19-	فتوحات مکیہ	علامہ محی الدین بن العربی
20-	تفسیر حقانی	علامہ محمد عبدالحق حقانی دہلوی
21-	تفسیر یعقوب چرخی	علامہ یعقوب چرخی
22-	تفسیر ابن کثیر	علامہ اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی
23-	الصاوی علی الجلالین	الشیخ احمد صاوی مکی
24-	احکام القرآن	امام ابوبکر الجصاص
25-	الجامع لاحکام القرآن	امام ابوعبداللہ قرطبی
26-	تفسیر جامع البیان	امام محمد بن جریر طبری
27-	تفسیر نعیمی	علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی
28-	تفسیر قادری	علامہ فخر الدین قادری
29-	تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
30-	تفسیر عرائس البیان	
31-	جواہر التفاسیر	
32-	تفسیر رؤفی	شاہ رؤف احمد رافتؔ
33-	تفسیر مواہب الرحمٰن	
34-	تفسیر نیشاپوری	

علمُ الحدیث

تعریف: وہ علم ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، احوال اور افعال کی معرفت حاصل ہو۔ یہ تعریف محدثین کے ہاں مشہور ہے۔ علامہ عزالدین بن جماعت نے فرمایا: علم حدیث ان قوانین کا علم ہے جس سے سند و متن کے احوال کی معرفت حاصل ہو۔

موضوع: اس کا موضوع سند اور متن ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، احوال اور افعال اس کا موضوع ہے۔ میں کہتا ہوں کہ علم حدیث کا موضوع ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے بلحاظِ رسول و نبی ہونے کے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ کہا جائے کہ اس علم کا موضوع آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، احوال اور افعال ہے۔

غرض: صحیح کی غیر صحیح سے معرفت اس کی غرض ہے۔

غایت: سعادت دارین، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کا حصول اس کی غایت ہے۔

شرافت: اس کا شرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں جو عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اور اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا۔ اس کی شرافت یہ ہے کہ یہ علوم دینیہ سے اعظم ہے کیونکہ یہ قرآنِ کریم کا مظہر و بیان ہے۔

فائدہ جلیلہ: حدیث وہ ہے جس کی اضافت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو اور یہ عندالاطلاق حدیث مرفوع کے ساتھ خاص ہے۔ حدیث موقوف قرینہ کے ساتھ مراد ہوگی۔ خبر، حدیث سے عام ہے کیونکہ اس کا اطلاق مرفوع و موقوف دونوں پر ہوتا ہے۔ جس کی اضافت صحابہ کرام اور تابعین کی طرف ہو وہ بھی خبر ہے۔ اسی لیے ہر حدیث کو خبر کا نام دیا

جاتا ہے لیکن ہر خبر کو حدیث نہیں کہا جاتا۔ بعض علماء نے حدیث کا اطلاق مرفوع و موقوف دونوں پر جائز رکھا ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک حدیث، خبر کے مترادف ہوگی۔ بعض علماء، حدیث صرف اُسے کہتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آئے۔ خواہ قول ہو یا فعل یا تقریر {1}۔ حدیث بایں معنی علماء اصول کی حدیث کے مترادف ہے لیکن اثر خبر کے مترادف ہے تو اس کا اطلاق مرفوع و موقوف پر ہوتا ہے۔ فقہاء خراساں موقوف کو اثر اور مرفوع کو خبر کہتے ہیں۔

سوال: صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ کتب حدیث ہیں۔

سوال: شیخین سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری اور حضرت امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔

سوال: صحاح اربعہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کتب حدیث ہیں۔ انہیں سنن اربعہ بھی کہا جاتا ہے۔

حدیث کی اصطلاحات کے بارے میں فوائد جلیلہ:

الجامع : جامع وہ کتاب کہلاتی ہے جو درج ذیل آٹھ عنوان پر مشتمل ہو:

سیر و آداب، تفسیر و عقائد، فتن و احکام اور اشراط و مناقب۔

ترمذی و بخاری دونوں جامع ہیں۔ صحیح مسلم جامع نہیں کیونکہ اس میں تفسیر بہت کم ہے۔

السنن : سنن وہ کتاب کہلاتی ہے جو فقہ کے ابواب کی ترتیب پر صرف احکام پر مشتمل ہو۔ ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ سنن ہیں، تغلیباً ترمذی کو بھی سنن کہا جاتا ہے۔ جائز ہے صحاح کا اطلاق ان چھ معہودہ پر غلبہ کی بناء پر ہو کیونکہ صحیح تو فقط صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں جبکہ باقی سنن ہیں۔

{1} تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی ہو تو آپ نے اس سے منع یا اس کا انکار نہ فرمایا ہو بلکہ خاموش رہے ہوں اور اس کی تقریر فرمائی ہو۔

المعجم : معجم وہ کتاب کہلاتی ہے جس کی ترتیب شیوخ کی احادیث کے مطابق ہو۔ مثلاً طبرانی کی معجم صغیر، اوسط اور کبیر ہیں۔ علاوہ ازیں دمیاطی اور ابن جمیع کی معجم ہے۔

المسند : وہ کتاب کہلاتی ہے کہ جس میں ابواب فقہ کی ترتیب سے قطع نظر بمراتب صحابہ کی ترتیب سے احادیث مذکور ہوں۔ مثلاً اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث ذکر کی جائیں، پھر حضرت فاروق اعظم سے، پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ جیسے مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسند حمیدی اور مسند دارمی کتب ہیں۔

الجزء : وہ کتاب ہے جو ایک عنوان کی احادیث پر مشتمل ہو جیسے امام بخاری کی جزء القرأت اور جزء رفع الیدین۔

المفرد : وہ کتاب ہے جو ایک شخص کی احادیث پر مشتمل ہو جیسے حضرت ابوہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی احادیث۔

الغریبة : وہ کتاب ہے جس میں اپنے شیوخ سے صرف ایک شاگرد کے تفردات درج ہوں، اس شیخ سے اس شاگرد کے علاوہ کوئی دوسرا شاگرد روایت نہ کرے۔

المستدرك : وہ کتاب ہے صحاح میں سے بخاری و مسلم نے جو احادیث ترک کی ہیں انہیں کوئی دوسرا محدث اپنی کتاب میں درج کر کے اس کی تلافی کردے۔ بعض احادیث کا استدراک شیخین کی شرط پر ہو، بعض کا دونوں میں سے کسی ایک کی شرط پر ہو اور بعض کا ان دونوں کے علاوہ کسی کی شرط پر ہو۔ جیسے حاکم شہید کی مستدرک۔

المستخرج : وہ کتاب ہے جس میں کسی حافظ کی صحیح بخاری پر استخراج ہو بایں طور کہ وہ اپنی احادیث کو اپنی سند سے ذکر کرے کہ اس میں بخاری کے طریقے کے بغیر راویوں کے ثقہ ہونے کا التزام نہ کرے۔ اس طرح وہ اس کے ساتھ یا اس کے اُوپر شیخ الشیخ سے ملاقات کرے (اس کی تائید میں کسی دوسری سند سے حدیث لائی جائے) جیسے صحیح مسلم پر ابونعیم اصبہانی کی مستخرج۔

المؤطا : مؤطا حدیث کی صفت نہیں ہے بلکہ یہ دو علیحدہ علیحدہ کتابوں کے نام ہیں، جن

میں سے ایک امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی اور دوسری امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ان کا نام مؤطا اس لیے رکھا گیا ہے کہ (مؤطا کا معنی ہے رونده ہوا) چونکہ ان کے مصنفین نے انہیں لکھ کر لوگوں کے لیے روندا یعنی انہیں مختلف محدثین کی خدمت میں پیش کیا، اس لیے انہیں مؤطا امام مالک اور مؤطا امام محمد کہا گیا۔

حَدَّثَنَا: اس لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ استاذ نے حدیث پڑھی ہے یعنی استاد نے شاگرد پر پڑھی اور شاگرد نے اُن سے سُنی ہے۔ اسے اس طریقے پر ادا کی اجازت دی ہو تو حَدَّثَنَا کہا جاتا ہے۔ کلمہ "نَا" حدثنا سے عبارت ہوتا ہے۔

اَخْبَرَنَا: اس لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ شاگرد نے حدیث پڑھی ہے یعنی شاگرد نے استاد کے سامنے پڑھی ہے اور استاد نے سنی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے تو اسے اَخْبَرَنَا کہا جاتا ہے۔ کلمہ "اَنَا" اَخْبَرَنَا سے عبارت ہے۔

ح: یہ متعدد اشخاص سے متعدد طریقوں پر روایت سے عبارت ہے اور اس کی قرأت میں اختلاف ہے۔ بعض اسے "حا" (بالالف) اور بعض "حَیْ" بالیاء اور بعض "تحویل" یعنی تحویل سند پڑھتے ہیں۔

الحافظ فی الحدیث: وہ معلم حدیث ہے جسے ایک لاکھ احادیث کا علم متناً اور سنداً یاد ہوں اور ان کے راویوں کے احوال جرحاً، تعدیلاً اور تاریخاً محفوظ ہوں۔

الحجة فی الحدیث: وہ معلم حدیث ہے جسے تین لاکھ احادیث مذکورہ بالا صفات کے ساتھ محفوظ ہوں۔

الحاکم فی الحدیث: وہ معلم حدیث ہے جسے تمام احادیث مرویہ صفات مذکورہ سے محفوظ ہوں۔ یعنی تمام احادیث مرویہ کا علم متناً اور اسناداً حاصل ہو اور ان کے راویوں کے احوال جرحاً، تعدیلاً اور تاریخاً یاد ہوں۔

قَرَأَ عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ: اس کا مطلب یہ ہے کہ قاری میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص تھا اور میں نے اس پر نہیں پڑھا بلکہ اس نے مجھ پر پڑھا جبکہ میں اس مجلس میں سن رہا تھا۔ شیخ ثقہ امین نے اس کی تقریر و تائید فرمائی۔

المناولة : سخاوی نے کہا مناولہ لغت میں عطیہ کو کہتے ہیں۔اسی سے جو حدیث خضر میں ہے: **فَحَمَلُوْهَا بِغَيْرِ نَوْلٍ** یعنی بغیر اعطاء لیا۔اصطلاحاً مناولہ یہ ہے کہ شیخ اپنی مرویات سے طالب کو کچھ عطاء کر کے اس کی اجازت بھی **صَرَاحَةً** یا **كِنَايَةً** دیدے۔ محققین اسی بات پر ہیں اور روایت مناولہ پر عمل جائز ہے۔

متفق علیه : وہ حدیث ہے جس حدیث کی تخریج پر امام بخاری و مسلم دونوں متفق ہوں۔

الصحیحین : اس سے مراد صحیح بخاری اور صحیح مسلم کتب حدیث ہیں۔

فائدہ جلیلہ: ایک حدیث ایک اعتبار سے قوی اور دوسرے اعتبار سے ضعیف ہو سکتی ہے۔ قوی اس لحاظ سے کہ وہ حدیث قرونِ اولیٰ میں ثقہ راویوں سے حاصل ہونے کے باعث قوی ہو اور ضعیف اس لحاظ سے کہ قرونِ اولیٰ کے بعد راویوں کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ضعیف ہو جائے۔مثلاً بیس رکعت تراویح کے بارے میں جو حدیث سنن بیہقی میں مذکور ہے وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں قوی ہے کیونکہ وہ ثقہ راویوں سے حاصل ہوئی اور اس پر عمل حق و صحیح ہے۔اسی لیے احناف بیس رکعت تراویح آپ کی تحقیق کے مطابق پڑھتے ہیں لیکن بعد میں راویوں کے ضعیف ہونے کے سبب یہ حدیث ضعیف ہوئی۔ اس لیے بیہقی نے فرمایا: یہ حدیث ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے ضعیف ہے۔حمیدی نے فرمایا: کہ ابن عیینہ کے نزدیک: **حَدَّثَنَا، اَخْبَرَنَا، اَنْبَأَنَا** اور **سَمِعْتُ** ایک ہی چیز ہے۔

فوائد جلیلہ : **حدیث تحریک شفتین**: اللہ تعالیٰ کے قول: "**لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ**" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزول قرآن کے وقت جلدی فرماتے اور اپنے ہونٹوں کو تیزی سے حرکت دیتے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں تمہارے سامنے اپنے ہونٹوں کو ویسے ہی حرکت دیتا ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرکت دیا کرتے تھے۔ (الحدیث) اس حدیث کو "مسلسل بتحریک الشفتین" کا نام دیا گیا ہے۔

حدیث عبا : وہ حدیث جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر چادر اوڑھنے کا واقعہ مذکور

ہے۔اسے حدیث عبا کہا جاتا ہے۔

حدیث قرطاس : جس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے وقت کاغذ طلب فرمانے کا واقعہ مذکور ہے اسے حدیث قرطاس کہا جاتا ہے۔

حدیث الافک: جس حدیث میں منافقین کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے کا واقعہ مذکور ہے اسے حدیث افک کا نام دیا گیا ہے۔

حدیث جبرئیل: جس حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نبی عالم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان اسلام احسان اور قیامت کے بارے میں استفسار مذکور ہے۔اسے حدیث جبرئیل کا نام دیا گیا ہے۔

حدیث کعب بن مالک: جس حدیث میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد سے پیچھے رہ جانے اور ان کی توبہ کا واقعہ بیان ہوا ہے اسے ''حدیث کعب بن مالک'' کہا جاتا ہے۔

حدیث اختصام ملائکہ یا ملأ الاعلیٰ: جس حدیث میں فرشتوں کا نیک اعمال حاصل کرنے میں جھگڑا کرنا مذکور ہے۔وہ نیک اعمال یہ ہیں: نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا جماعت کو پانے کے لیے اس کی طرف چلنا کراہت و ناپسندیدگی کے وقت وضو کرنا السلام علیکم کو عام کرنا کھانا کھلانا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔جس حدیث میں یہ مذکور ہے اسے ''حدیث اختصام ملأ الاعلیٰ'' کا نام دیا گیا ہے۔

حدیث فدک: جس حدیث میں باغِ فدک اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطالبہ کا تذکرہ مذکور ہے اسے ''حدیث فدک'' کہتے ہیں۔

حدیث شفاعت: جس حدیث میں قیامت کے دن شفاعت کے منظر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقامِ محمود پر رونق افزاء ہونے کا تذکرہ مذکور ہے اسے ''حدیث شفاعت'' کا نام دیا گیا ہے۔

کتب احادیث

نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
ابو محمد حسین بغوی	المصابیح	1-
علامہ ولی الدین محمد خطیب عمری	مشکوۃ	2-
علامہ محمد ظفر الدین رضوی بہاری	صحیح بہاری	3-
امام ابو جعفر طحاوی	معانی الآثار	4-
امام ابو جعفر طحاوی	مشکل الآثار	5-
امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ	کتاب الآثار	6-
حافظ ابن حجر عسقلانی	بلوغ المرام	7-
امام محمد بن اسماعیل بخاری	صحیح بخاری	8-
امام ابو حسین مسلم بن حجاج قشیری	صحیح مسلم	9-
ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	ابوداؤد	10-
ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی	ابن ماجہ	11-
ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	ترمذی	12-
ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	نسائی	13-
ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی	دار قطنی	14-
علامہ محمد بن علی نیموی	آثار السنن	15-
ابو الحسین رزین بن معاویہ عبدری	رزین	16-
ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	زجاجۃ المصابیح	17-

18-	دارمی	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی
19-	المعجم الصغیر	الحافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی
20-	المعجم الاوسط	الحافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی
21-	المعجم الکبیر	الحافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی
22-	المؤطا	امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ
23-	مشارق الانوار	
24-	المسند	امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت
25-	المسند	امام احمد بن حنبل
26-	المستدرک	الحاکم شہید نیشاپوری
27-	الجمع بین الصحیحین	الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابی نصر حمیدی
28-	المسند	البزاز
29-	ابن عساکر	المحدث ابن عساکر
30-	مصنف	محمد بن ابی شیبہ
31-	عبد الرزاق	المحدث عبد الرزاق
32-	ابوداؤد	العلامہ الطیالسی
33-	الادب المفرد	امام محمد بن اسماعیل بخاری
34-	الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین سیوطی
35-	طبقات ابن سعد	العلامہ محمد بن سعد
36-	المقاصد الحسنۃ	امام سخاوی
37-	الترغیب والترہیب	امام منذری
38-	اشعۃ اللمعات	علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی

39-	المرقات	علامہ مُلّا علی قاری
40-	فتح الباری	امام ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی عسقلانی
41-	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی
42-	ارشادالساری	علامہ محدث عسقلانی
43-	الکواکب الدراری	علامہ محدث کرمانی
44-	الخیرالجاری	علامہ شیخ یعقوب محدث یمبانی
45-	اللمعات	علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
46-	النووی	علامہ نووی
47-	کنزالعمال	علامہ علاءالدین علی متقی



المہیمن

علمِ اُصولِ تفسیر

تعریف : وہ علم ہے کہ جس میں سورت اور آیت کے نزول کے سبب یا وقت یا مکان وغیرہ سے بحث کی جائے۔

موضوع :اس کا موضوع سورت و آیت ہے اس حیثیت سے کہ ان کا سبب نزول جانا جائے۔

غرض :اس کی غرض شان نزول، وقت نزول اور مکانِ نزول کا ضبط کرنا ہے۔

اس کا فائدہ: اس کا فائدہ قرآنِ کریم کے معانی کا سمجھنا اور احکام کا مستنبط کرنا ہے۔ اس لیے کہ کسی بھی آیت کی تفسیر کی معرفت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کے سبب نزول سے آگاہی حاصل نہ ہو جائے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: **فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ**۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ استقبال قبلہ واجب نہیں ہے جو اجماع کے خلاف ہے۔ اس کے سبب نزول کے بغیر تطبیق کا علم نہیں ہو سکتا۔ وہ اس طرح کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو سفر میں نفل پڑھ رہا ہو اور اس شخص کے بارے میں ہے جو تحری کر کے نماز پڑھ رہا ہو۔

مراتب تفسیر قرآن:

(1) تفسیر قرآن بالقرآن: تفسیرِ قرآن کے سب مراتب سے یہ مقدم ہے۔

(2) تفسیر قرآن بالحدیث : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب قرآن ہیں، آپ کی تفسیر ہی صحیح واحسن اور اعلیٰ ہے۔

(3) تفسیر قرآن صحابہ کے اقوال سے : قول صحابی جب بصحت مروی ہو اس سے بھی تفسیر جائز ہے کیونکہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمنشین رہے ہیں۔ ان کے اقوال سماعت کے اعتبار سے آپ کے ہی اقوال ہوں گے بشرطیکہ وہ قیاسی نہ ہوں، بالخصوص

فقہاء صحابہ اور خلفاء راشدین کے اقوال۔

(4) تفسیر قرآن تابعین کے اقوال سے : تابعین اور تبع تابعین کے اقوال سے تفسیر جائز ہے۔اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو اس سے ملا ہوا ہے اور اس کے بعد جو اس سے ملا ہوا ہے۔

شرائطِ مفسّر:

1- وہ آیات قرآن کے نزول کا مقصد جانتا ہو۔
2- وہ آیات ناسخہ اور منسوخہ جانتا ہو۔
3- وہ آیات اور احادیث میں تطبیق پر قادر ہو۔
4- وہ آیات کا شان نزول جانتا ہو۔
5- وہ توجیہاتِ آیات کے بیان پر قادر ہو۔
6- وہ آیات کے محذوفات کے اظہار پر قادر ہو۔
7- وہ کلام عرب کے محاورات سے واقف ہو۔
8- وہ متشابہات سے محکم آیات جانتا ہو۔
9- وہ قراءتوں کے اختلاف پر آگاہ ہو۔
10- وہ مکی اور مدنی آیات جانتا ہو۔

فائدہ جلیلہ: مفہوم، مدلول، مقصود، منطوق، مطلوب، مراد اور مصداق یہ سب الفاظ متحد بالذات اور متغائر بالمعنی ہیں۔

قاعدہ : عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے جبکہ خصوصِ سبب کا اعتبار نہیں ہوتا۔

کتبِ اُصولُ التفسیر

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	الفوز الکبیر	علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
2-	فتح الخبیر	علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

علمِ اُصولِ حدیث

تعریف : وہ علم ہے جس سے بحیثیت قبول ورد راوی اور مروی کے احوال کی معرفت حاصل ہو۔

موضوع :اس کا موضوع راوی اور مروی ہے مقبول ومردود ہونے کے اعتبار سے۔

غرض : اس کی غایت یہ ہے کہ کس حدیث کو قبول کرنا ہے اوکس کو چھوڑنا ہے۔

فائدہ جلیلہ: شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں فرمایا: استحباب' حدیث ضعیف سے جبکہ موضوع نہ ہو ثابت ہوتا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشکوٰۃ شریف کے مقدمہ میں فرمایا: حدیث ضعیف جب متعدد طرق کی وجہ سے حسن لغیرہ کے مرتبہ کو پہنچ جائے اس سے احتجاج بھی مجمع علیہ بات ہے۔ جو یہ بات مشہور ہے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال کے علاوہ کہیں معتبر نہیں ہے' اس سے مراد حدیث ضعیف کے مفردات ہیں۔ اس کا مجموعہ مراد نہیں ہے۔ حدیث ضعیف کا مجموعہ حدیث حسن کے تحت داخل ہے' وہ ضعیف نہیں ہے جیسا کہ ائمہ نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔

اُصولِ حدیث

فوائد جلیلہ: (1) جب حدیث قولی اور حدیث فعلی میں تعارض آجائے تو حدیث قولی کو ترجیح حاصل ہوگی۔ مثلاً فجر کو خوب روشن کر کے پڑھنے کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فجر کو خوب روشن کر کے پڑھو کہ یہ اجر کو زیادہ کرتا ہے۔ یہ حدیث قولی ہے۔ دوسری حدیث ہے کہ آپ نے فجر کی نماز تغلیس (اندھیرے) میں پڑھائی۔ یہ حدیث فعلی ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں تعارض آ گیا' لہٰذا ترجیح حدیث قولی کو ہوگی۔

(2) جب حدیث قولی اور حدیث تقریری میں تعارض آ جائے تو ترجیح حدیث قولی کو ہوگی۔ مثلاً فجر کی سنتوں کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر کی دو رکعت نماز نہ پڑھی تو وہ طلوع شمس کے بعد پڑھ لے۔ یہ حدیث قولی ہے۔ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے فجر کے فرض ادا کرنے کے بعد فجر کی دو سنتیں پڑھیں تو آپ خاموش رہے اور اسے منع نہ فرمایا۔ یہ حدیث تقریری ہے۔ ان دونوں میں تعارض آ گیا' لہٰذا ترجیح حدیث قولی کو حاصل ہوگی۔

(3) جب حدیث صریح اور حدیث محتمل میں تعارض آ جائے تو ترجیح حدیث صریح کو حاصل ہوگی۔ مثلاً سیاہ خضاب کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپے بدلو اور سیاہی سے بچو۔ یہ حدیث صریح ہے جو محتمل نہیں ہے۔ اباحت والی حدیث فعلی ہے اور محتمل ہے۔ جب ان دونوں میں تعارض آیا تو حدیث صریح غیر محتمل کو حدیث محتمل پر ترجیح حاصل ہوئی۔

کُتبِ اُصولِ حدیث

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	المحدث الفاضل	قاضی ابو محمد رامہرمزی
2-	الکفایہ	خطیب ابوبکر بغدادی
3-	الجامع الادب الشیخ و السامع	خطیب ابوبکر بغدادی
4-	نخبة الفکر	علامہ ابن حجر عسقلانی
5-	نزھة النظر	علامہ ابن حجر عسقلانی
6-	العجالة النافعة	الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

علمِ اسماءُ الرجال

تعریف :ان اصولوں کا علم ہے، جن سے حدیث کے راویوں کے احوال معلوم کیے جائیں۔

موضوع :حدیث کے راوی بحیثیت ثقہ وضعیف ہونے کے اعتبار سے۔

غرض :اس کی غرض حدیث کی صحت وسقم کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

اسماء رجال الحدیث علم حدیث کا نصف ہے، جیسا کہ عراقی نے شرح الفیہ میں علی بن مدینی سے نقل کرتے ہوئے تصریح کی ہے۔اس لیے علم حدیث سند ومتن کا مجموعہ ہے اور سند راویوں سے عبارت ہے۔راویوں کے احوال کی معرفت، علم حدیث کا نصف ہوا جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

فوائد جلیلہ: (1) ابی اللحم کا نام خلف بن عبدالملک غفاری ہے، جو ابی اللحم سے مشہور ہیں۔بعض نے کہا: ان کا نام عبداللہ ہے اور بعض نے کہا: حویرث ہے۔ان کی کنیت ابی اللحم اس لیے ہے کہ وہ گوشت سے مطلقاً اعراض وانکار کرتے تھے۔بعض نے کہا: وہ بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کا گوشت نہیں کھاتے تھے، اس لیے ابی اللحم کنیت ہوئی۔وہ یوم حنین میں شہید ہوئے۔ان کے آزاد کردہ غلام عمر نے ان سے روایت کی ہے۔

(2) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا نام ابو ایوب خالد بن زید انصاری خزرجی ہے۔آپ تمام جنگوں میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ساتھ رہے۔

۵۱ھ میں قسطنطنیہ میں سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوئے۔آپ اس وقت یزید بن معاویہ کے ساتھ تھے۔جب اس کے باپ نے قسطنطنیہ والوں سے جنگ کی آپ اس کے ساتھ نکلے اور بیمار ہو گئے۔جب بیماری بڑھ گئی تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جب میں سو جاؤں تو مجھے اُٹھا لینا اور جب دشمن سے مقابلہ ہو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا۔اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔آپ کی قبر قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب ہے۔آج معروف

آج معروف و معظم ہیں۔ آپ کے ذریعہ سے شفا مانگی جائے تو شفا ہو جاتی ہے۔ آپ سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(3) حکیم بن حزام: آپ کا نام یہی ہے اور کنیت ابو خالد قرشی اسدی ہے۔ آپ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ آپ سال فیل سے تیرہ (13) برس پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

کتب اَسماء الرجال

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	اکمال فی اسماء الرجال	علامہ خطیب محمد بن عبداللہ تبریزی
2-	میزان الاعتدال	علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد ذھبی
3-	تذکرۃ الحفاظ	امام ذھبی
4-	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	شیخ حافظ ابو عمر یوسف بن عبداللہ المعروف بابن عبدالبر نمری قرطبی
5-	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	حافظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی
6-	اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ	شیخ عزالدین علی بن محمد المعروف بابن اثیر جزری
7-	تذھیب التھذیب	علامہ ابن حجر عسقلانی
8-	تقریب التھذیب	علامہ ابن حجر عسقلانی
9-	تھذیب الاسماء	علامہ نووی
10-	الکاشف	علامہ ذھبی
11-	افیات الاعیان	ابن خلکان
12-	حلیۃ الاولیاء	المحدث ابونعیم
13-	انساب الاشراف	امام احمد بن یحییٰ بلاذری
14-	کتاب الاشراف	ابوالحسن علی بن حسین مسعودی

علمِ کلام

تعریف : وہ علم ہے جس کے باعث مدمقابل سے گفتگو کرتے وقت یا اسے الزام دیتے وقت عقائد دینیہ کو دلائل سے ثابت کرنے اور ان سے شبہ زائل کرنے کے لیے قدرت تامہ دائمی حاصل ہو جائے۔ بعض نے کہا ہے کہ علم کلام وہ علم ہے جو مبدا و معاد کے احوال سے قانون اسلام کے طریقے پر بحث کرے اور بعض نے کہا ہے کہ علم کلام وہ علم ہے جس سے دلائل کے ساتھ عقائد کی معرفت حاصل ہو۔

علمِ کلام کے دوسرے نام: علم کلام کو علم عقائد اور علم توحید وصفات بھی کہا جاتا ہے۔

غرض :اس کی غرض منکر کو چپ کرانا اور ضدی کو الزام دینا ہے۔

وجوہاتِ تسمیہ: (۱) اس علم کا نام کلام اس لیے رکھا گیا کہ اس کے مباحث کے عنوانات یہ ہوتے ہیں: الکلام فی کذا و کذا۔ تو عنوان کے نام پر ہی اس علم کا نام رکھ دیا گیا۔

(2) کلام والا مسئلہ اس علم کے مشہور ترین مباحث سے ہے اور سب مسائل سے بڑھ کر لڑائی والا مسئلہ ہوا ہے۔ یہاں تک بعض مشدد قسم کے لوگوں نے بہت سارے اہل حق قتل کیے، جنہوں نے کلام اللہ کے مخلوق ہونے کا قول نہ کیا۔ چونکہ کلام والا مسئلہ اس علم کی مشہور ترین اور بزرگ و اشرف جزء ہے، اسی جزء کے نام پر اس علم کا نام رکھ دیا گیا۔

(3) یہ علم شرعیات کی تحقیق اور خصم کو الزام دینے میں کلام کرنے پر قدرت دیتا ہے، اس لیے مسبب (کلام) کے نام پر اس سبب (علم) کا نام رکھ دیا۔

(4) کلام (بات کرنے) کے ذریعے سب سے پہلے جس علم کا سیکھنا اور سکھانا واجب ہے وہ یہی علم ہے۔ پھر کلام کا نام اسی کے ساتھ خاص کر دیا تا کہ ماعدا سے ممتاز ہو جائے۔ یہ سبب کے نام پر مسبب کا نام رکھا گیا۔

(5) کتب کا مطالعہ اور اس میں غور و فکر کے بعد اس علم کی تحقیق مباحثہ اور ایک دوسرے

کی طرف کلام ردّ کرنے سے ہوتی ہے۔ اس لیے سبب کے نام اس علم (مسبب) کا نام رکھ دیا گیا۔

(6) اس علم میں سب علوم سے بڑھ کر نزاع واختلاف ہوتا ہے، پھر مخالفین کے ساتھ بات کرنے اور ان کا ردّ کرنے کے لیے کلام کی طرف بہت محتاجی ہوتی ہے۔ اس لیے محتاج ومفتقر الیہ کے نام پر اس علم کا نام رکھ دیا گیا ہے۔

(7) یہ علم اپنی دلیلوں کے قوی ہونے کے باعث گویا کلام ہی ہو گیا ہے بخلاف دوسرے علوم کے (وہ کلام ہی نہیں ہیں) جیسا دو کلاموں میں سے قوی کلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کلام تو یہی ہے۔ اس لیے قوی بالدلیل کے نام پر اس علم کا نام رکھا گیا ہے۔

(8) اس علم کا مدار ادلہ قطعیہ پر ہے اور ان ادلہ میں سے اکثر ادلہ سمعیہ سے تائید یافتہ ہیں۔ پھر دل میں اس کی تاثیر زیادہ ہوتی، جس وجہ سے اس علم کا نام کلام رکھ دیا گیا۔ کلام کلم سے مشتق ہے اور کلم کا معنی زخم ہے، جس کی تاثیر ہوتی ہے اور یہ قدماء متکلمین کا کلام ہے۔

فائدہ جلیلہ: ہر شیٔ غیر متناہی نہیں ہے بلکہ متناہی ہے یہ بات امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر میں آیت: **واحصی کل شیئی عددا** کے تحت کہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں ہے کہ گنتی متناہی میں ہوتی ہے لیکن لفظ کل شیٔ غیر متناہی ہونے پر دال نہیں ہے۔ اس لیے شَیُٔ ہمارے ہاں موجود کو کہتے ہیں اور موجودات گنتی میں سب متناہی ہیں۔ یہ بات امام اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر روح البیان میں اسی مقام پر کہی ہے۔ یہ آیت ان آیات سے ہے جن سے معدوم کے شیٔ نہ ہونے پر دلیل پکڑی جاتی ہے۔ اس لیے معدوم اگر شیٔ ہو تو پھر اشیاء غیر متناہی ہو جائیں گی اور ہر شیٔ کی گنتی کا ہو جانا متناہی ہونے کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ گنتی متناہی میں ہوتی ہے۔

فائدہ جلیلہ: علامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ردّ المحتار علی الدر المختار میں نقل فرمایا ہے اور زیادی نے اس کی تقریر وتائید کی کہ جب انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس لوٹا دے تو چاہیے کہ وہ بلند مکان پر قبلہ رو کھڑا ہو کر سورت فاتحہ پڑھے۔

اس کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کرے، پھر اس کا ثواب سیدی احمد بن علوان رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہدیہ کرے۔ بعد ازاں یوں کہے: اے {1} سیدی احمد بن علوان! میری گم شدہ چیز واپس لوٹا دو ورنہ آپ کو دیوان اولیاء سے اتار دیا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس قائل کی گم شدہ چیز واپس فرما دے گا۔

تعریفاتِ اصطلاحاتِ کلامیہ

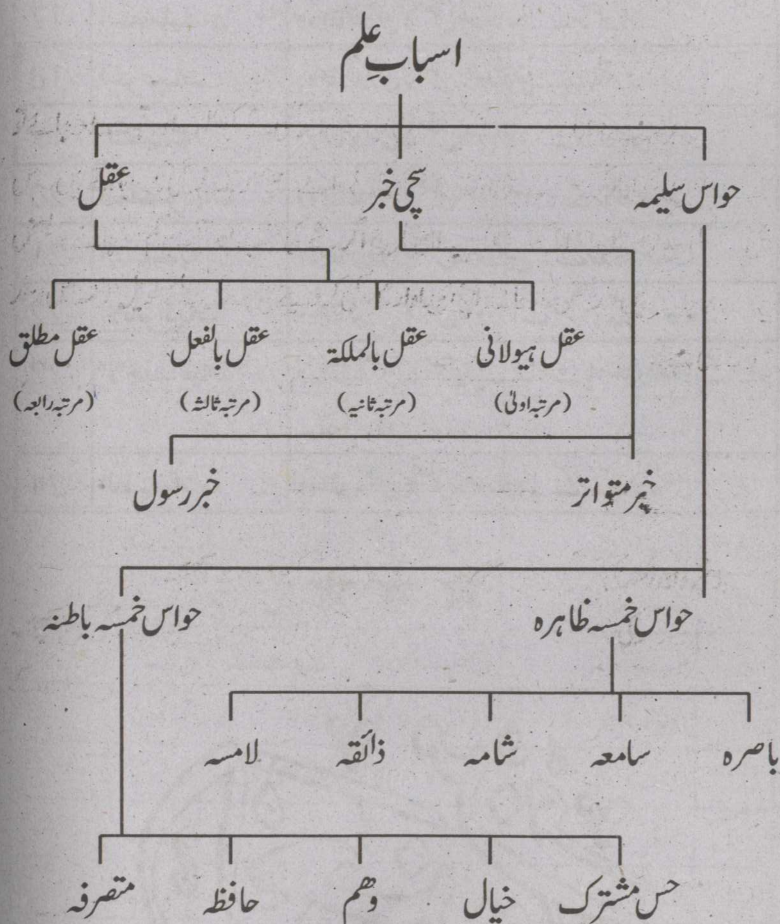
نمبر شمار	نام اصطلاح	تعریف
1-	الکلیات	وہ عقائد جو اصول دین ہوں کہ ان کا ترک و انکار بلاواسطہ کل کا ترک وانکار ہو۔
2-	الجزئیات	وہ عقائد جو فروغ دین ہوں کہ ان کا ترک و انکار بلاواسطہ بعض مسائل دین کا ترک و انکار ہو۔
3-	النظریات	وہ عقائد جن کا تعلق علم واقرار کے ساتھ ہو عمل کیساتھ نہ ہو۔
4-	العملیات	وہ عقائد جن کا تعلق عمل کے ساتھ ہو۔
5-	الالٰھیات	وہ عقائد جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے ساتھ ہو
6-	الکونیات	وہ عقائد جن کا تعلق مخلوق کے ہونے کے ساتھ ہو۔
7-	المجردیات	وہ عقائد جن کا تعلق مادہ میں مجرد چیزوں کے ساتھ ہو۔
8-	المادیات	وہ عقائد جن کا تعلق مادیات کے ساتھ ہو۔
9-	الاوّلیات	وہ عقائد جن کا تعلق نشأۃ اولیٰ کے ساتھ ہو۔
10-	الاخرویات	وہ عقائد جن کا تعلق نشأ اخریٰ کے ساتھ ہو۔
11-	العلویات	وہ عقائد جن کا تعلق عالم علویٰ کے ساتھ ہو۔
12-	السفلیات	وہ عقائد جن کا تعلق عالم سفلیٰ کے ساتھ ہو۔
13-	المباحات	وہ عقائد جن کا تعلق امور مباحہ کے ساتھ ہو۔

{1} اس سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کو حرف نداء کے ساتھ نداء کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

نمبر شمار	اسم	تعریف
-14	المحرمیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور محرمہ کے ساتھ ہو۔
-15	الاعیانیات	وہ عقائد جن کا تعلق اعیان کے ساتھ ہو۔
-16	العبادیات	وہ عقائد جن کا تعلق عبادات کے ساتھ ہو۔
-17	المعاملیات	وہ عقائد جن کا تعلق معاملات کے ساتھ ہو۔
-18	الفرضیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور فرضیہ کے ساتھ ہو۔
-19	النفلیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور نفلیہ کے ساتھ ہو۔
-20	المقصودیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور مقصودہ کے ساتھ ہو۔
-21	التمهیدیه	وہ عقائد جن کا تعلق امور تمہیدیہ کے ساتھ ہو۔
-22	الانفرادیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور ذات منفردہ کے ساتھ ہو۔
-23	الاجتماعیات	وہ عقائد جن کا تعلق ایک جماعت یا متعدد افراد کے امور کے ساتھ ہو۔
-24	الطبیعیات	وہ عقائد جن کا تعلق امور طبیعیہ کے ساتھ ہو۔



علمِ کلام کے متعلق فائدہ جلیلہ



عقائد جمیلہ سے متعلق فوائد جلیلہ

(1) جس شخص نے کہا کہ فلاں آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ عالم ہے اس نے آپ کو عیب لگایا اور آپ کی تنقیص کی تو وہ مرتد ہے' اس پر مرتد والا حکم جاری کیا جائے گا بغیر کسی فرق کے۔ اس سے کوئی صورت مستثنیٰ نہیں کریں گے۔ یہی عقیدہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا تھا۔ (نسیم الریاض) اس شخص کا کیا حکم ہوگیا جس نے یہ کہا کہ یہ وسعت علمی تو شیطان اور ملک الموت کے لیے نص سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وسعت علمی کے بارے میں کونسی نص ہے کہ جس کے باعث تمام نصوص کو چھوڑ دیا جائے اور شرک ثابت کیا جائے؟ اس نے یہ بھی کہا کہ یہ شرک ہے اس میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں۔ (العیاذ باللہ) (براہین قاطعہ)

(2) جس شخص نے یہ نہ جانا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ یہ ضروریات دین سے ہے۔ (الاشاہ) کیا حکم ہے اس شخص کا جس نے یہ کہا: اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں کسی کو نبی فرض کرلیا جائے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے' اس کے باعث آپ کی خاتمیت میں کوئی خلل نہں آئے گا؟ عوام نے یہ خیال بنا رکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبیوں سے آخر میں ہیں حالانکہ اہل فہم کے نزدیک اس میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ (تحذیر الناس از قاسم نانوتوی) اس شخص کا بھی کیا حکم ہوگا؟ جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دعوی کیا اور کہا کہ وہ وہی اللہ ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا؟ (العیاذ باللہ)

(3) جھوٹ ایک نقص ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے نقص ثابت کرنا محال ہے اللہ تعالیٰ کے لیے باقی وجوہ نقص کی طرح ہے جیسے جہالت و عجز' یہ (جھوٹ) بھی اس کے حق میں

ممکن نہیں ہے۔(شرح عقائد وغیرہ) محال، محال ہوتا ہے۔(شرح مواقف) جو محال کے ممکن ہونے کا عقیدہ بنالے وہ کافر ہے۔اس شخص کا کیا حکم ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ کے ممکن ہونے کے متعلق کہا: بایں طور کہ جھوٹ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ) اس شخص کا بھی کیا حکم ہوگا جس نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ جھوٹی کلام پر قادر نہ ہوتو بندہ کی قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زیادہ ہوجائے گی (اللہ ان کی بات سے بہت بلند ہے)۔(الجہد المقل)

(4) یہ بات خوب جان لو! اللہ ہمیں اور تمہیں توفیق دے کہ ہر وہ شخص جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی یا کوئی عیب لگایا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات یا نسب یا دیانت یا آپ کی عادات میں سے کسی عادت شریفہ میں کوئی نقص لاحق کیا یا بطور گالی کسی شئی سے تشبیہہ دی یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گھٹائی یا آپ سے بغض کیا اور عیب لگایا تو وہ مرتد ہے۔اس پر مرتد والا حکم جاری ہوگا۔(الشفاء شریف) علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا اور آپ کی تنقیص کرنے والا ہے کافر ہے۔اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید اس پر جاری ہے، امت کے نزدیک اس کا حکم مرتد کا ہے اور اسے قتل کیا جائے گا۔جو شخص اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔(الشفاء شریف) اس شخص کا کیا حکم ہوگا؟ جس نے کہا: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم صحیح ہوجائے جیسا کہ زید کہتا ہے، تو اس سے سوال کیا جائے گا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ بعض علم غیب مراد ہے یا کل علم غیب۔اگر بعض علم غیب مراد ہوتو اس میں حضرت رسالت مآب کی کیا خصوصیت ہے۔ایسا علم غیب تو زید وعمر کو بھی حاصل ہے۔بلکہ ہر بچے اور مجنون کو بھی بلکہ سارے حیوانات و چارپائے کو حاصل ہے۔(العیاذ باللہ) اگر کل علم غیب مراد ہو اس طرح کہ کوئی فرد بھی پیچھے نہ رہ جائے، تو اس کا بطلان عقلاً اور نقلاً ثابت ہے۔الخ۔

(5) نقیضین اور ضدین کا اجتماع محال بالذات ہے ممکن نہیں ہے اور محال بالذات کے ممکن ہونے کا عقیدہ بنالینا کفر ہے کیونکہ یہ عجز کو لازم ہے اور اللہ تعالیٰ عجز سے پاک ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے اوصاف سے بہت بلند ہے۔اس شخص کا کیا حکم ہوگا جس نے

کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مثل ممکن ہے اور آپ کی نظیر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل ہے؟ (معاذ اللہ) اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبی ہیں جو خلقتاً سب سے پہلے ہیں، انبیاء سے آخر ہیں اور زمانہ بھی آخری ہے۔ آپ کی اوّلیت ایک اعتبار سے ہے اور خاتمیت دوسرے اعتبار سے ہے، تو اگر کوئی آپ کی مثل ہو، یہ اوصاف اس میں ہوں گے یا نہیں۔ اگر یہ اوصاف غیر میں موجود ہوں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہلی مخلوق نہ ہوئے اور نہ ہی انبیاء سے آخر اور آخری زمانے والے ہوں گے۔ اس لیے کہ اجتماع ضدین محال ہے اور اگر یہ اوصاف غیر میں موجود نہ ہوں تو پھر وہ آپ کی مثل و نظیر نہ ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظیر و مثل محال و ممتنع ہے۔ اس عقیدہ (آپ کی مثل محال ہے) کی وضاحت حدیث قدسی سے ہوتی ہے جو محبوب التفاسیر میں مذکور ہے:

میں اللہ ہوں میرا کوئی شریک نہیں　　　　میں نے محمد کو پیدا کیا کہ اس کی مثل نہیں

فائدہ جلیلہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معراج مسجد اقصیٰ تک قطعی ہے جو کتاب اللہ سے ثابت ہے، آسمانِ دنیا تک معراج خبر مشہور سے ثابت ہے اور آسمانوں سے اوپر تک خبر واحد سے ثابت ہے۔ پہلی معراج کا منکر خارج از اسلام ہے، دوسری معراج کا منکر بدعتی و گمراہ ہے اور تیسری معراج کا منکر فاسق ہے۔

سوال: اگر آپ کا سوال یہ ہو کہ سورہ نجم میں ہے: لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی یعنی تحقیق آپ نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں یعنی عرش، کرسی، جنت اور سدرہ المنتہیٰ۔ یہ سب ساتویں آسمان سے اوپر ہیں، تو آسمانوں تک آپ کی معراج قرآن سے ثابت ہوئی؟ (نہ کہ خبر واحد سے)

جواب: میں کہتا ہوں کہ آسمانی معراج کا ثبوت اس آیت کریمہ سے قطعی نہیں ہے۔

فوائد جلیلہ: (1) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بعض علوم غیبیہ عطا فرمائے۔ جو شخص بعض غیوبات کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علوم خمسہ کی جزئیات کا علم عطا فرمایا

ہے۔ جو شخص ان کا انکار کرے وہ گمراہ ہے کیونکہ وہ بہت سی احادیث متواترہ کا منکر ہوگا۔

(3) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کا علم، ما کان و ما یکون کا علم جو کہ لوح محفوظ میں مذکور ہے، حقیقت روح اور قرآن کے سب متشابہات کا علم عطا فرمایا ہے۔ ہمارا یہ یقینی عقیدہ ہے۔ جو اس کا انکار کرے ہم اسے کافر نہیں کہیں گے ہاں گمراہ کہیں گے۔

فائدہ جلیلہ: وہابی لوگ اگر حقیقت اور مجاز کے درمیان علاقات کو تسلیم کرتے تو نسبت مجازیہ میں جھگڑا نہ ہوتا۔ اہلِ سُنّت مال، جنت اور نعمت کی نسبت انبیاء اور اولیاء کی طرف کرتے ہیں۔ خاص کر امام الرسل، خطیب انبیاء، محبوب الہ کی طرف سببیت کے علاقہ کے باعث کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دافع البلاء ہیں، کہف الوریٰ ہیں، مالک رقاب امم ہیں اور واہب المراد ہیں۔ امام علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصنیف شفاء السقام میں کہا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استمداد کا یہ مطلب نہیں کہ مدد کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بطور خلق کے ہے اور ان افعال میں آپ مستقل ہیں۔ کوئی مسلمان بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا تو پھر اس کلام کو اس مجاز کی طرف پھیرا جائے گا۔ اسے تلبیس فی الدین اور امام الموحدین کی تشویش سے منع کیا جائے گا۔

کتبِ علمِ عقائد

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف۔
-1	عقائد نسفیہ	شیخ ابو حفص عمرو بن محمود نسفی
-2	شرح عقائد	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی
-3	خیالی	علامہ احمد بن موسیٰ شمس الدین المشہور خیالی
-4	امور عامہ	علامہ میر سید شریف جرجانی
-5	حاشیہ علی الخیالی	علامہ عبد الحکیم فاضل سیالکوٹی
-6	شرح میزان العقائد	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

-7	تکمیل الایمان	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
-8	المواقف	قاضی عضد الدین عبدالرحمٰن بن احمد
-9	شرح مواقف	علامہ زین الدین شریف جرجانی
-10	شرح مقاصد	علامہ سعد الدین تفتازانی
-11	شرح ملاّ جلال	علامہ جلال الدین محمد دوانی
-12	اقتصاد علی الاعتقاد	امام غزالی
-13	التمہید	علامہ عبدالشکور سالمی
-14	النبراس	علامہ عبدالعزیز پرہاروی
-15	فقہ اکبر	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت
-16	شرح فقہ اکبر	امام علامہ ملا علی قاری
-17	رمضان آفندی	مولانا محمد رضان آفندی
-18	المعتمد المستند	امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی
-19	المعتقد المنتقد	الشاہ فضل الرسول قادری برکاتی بدایونی
-20	العقائد	خاتم المفسرین علامہ شاہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
-21	بہار شریعت (حصہ اوّل)	علامہ صدرالشریعہ امجد علی قادری رضوی
-22	المسامرہ	علامہ کمال بن ابی شریف
-23	المقاصد	



علمُ المعانی

تعریف : وہ علم ہے جس سے لفظِ عربی کے ایسے احوال جانے جائیں جن سے لفظ مقتضی الحال کے مطابق ہو جائے۔

موضوع : اس کا موضوع لفظِ عربی ہے اس حیثیت سے کہ مقتضی الحال کے مطابق ہو۔

غرض : ذہن کو معنوی غلطی سے بچانا اس کی غرض ہے۔

فائدہ جلیلہ: علم معانی کو علم بیان سے اس لیے مقدم کیا گیا ہے کہ علم معانی اس کے مقابل بمنزل مفرد کے ہے اور علم بیان بمنزل مرکب ہے۔ مفرد، مرکب سے طبعاً مقدم ہوتا ہے لہٰذا اسے وضعاً بھی مقدم کر دیا گیا۔

لطیفہ : قبعثری اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک باغ میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ موسم سبز انگوروں کا تھا۔ کسی نے حجاج کا ذکر کیا تو قبعثری نے کہا: اے اللہ! اس کا چہرہ سیاہ کر، میں اس کی گردن ماروں اور تو مجھے اس کا خون پلا۔ یہ بات حجاج تک پہنچی۔ اس نے کہا: کیا تو نے ایسا کہا ہے؟ قبعثری نے کہا: ہاں، لیکن میری مراد تو سبز انگور تھے، تو میری مراد نہ تھا۔ حجاج نے کہا: میں تجھے ضرور ادھم (بیڑی) پر سوار کروں گا۔ (یعنی تجھے بیڑی پہناؤں گا) قبعثری نے کہا: امیر کے لائق ہے کہ وہ ادھم (مشکی رنگ کا گھوڑا) اور اشہب پر سوار ہو۔ حجاج نے کہا: تُو ہلاک ہو وہ تو حدید (لوہا) ہے۔ قبعثری نے کہا: اگر وہ حدید (تیز رو) ہے تو بہتر ہے کہ وہ بلید (سُست رو) ہو۔ حجاج نے اپنے ساتھیوں کو کہا: اسے اٹھا لو۔ جب اُنہوں نے اُٹھا لیا تو قبعثری نے کہا: سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا (آخر تک آیت پڑھی) حجاج نے کہا: اسے زمین پر پھینک دو۔ جب انہوں نے اسے زمین پر پھینک دیا تو قبعثری نے کہا: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ! حجاج نے اس کے جرم سے درگزر کیا اور اس کی گفتگو پر اسے داد دی۔

فائدہ جلیلہ: لفظ عربی کے احوال جن کی معرفت علم معانی میں مقصود ہوتی ہے وہ تعریف و تنکیر، تقدیر و تاخیر، اثبات و حذف اور قصر و اطلاق وغیرہ ہیں۔ لفظ عربی کے وہ احوال جو اس فن میں مقصود نہیں ہوتے وہ یہ ہیں: اعلال و ادغام، رفع و نصب، منصرف و غیر منصرف ہونا، معرب و مبنی ہونا اور ابدال وغیرہ۔

☆ ☆ ☆

علمُ البیان

تعریف :علم بیان وہ علم ہے جس سے ایک معنی کو متعدد طریقوں اور مختلف ترکیبوں میں بیان کرنے کی معرفت حاصل ہو جو مقصود پر دلالت کرنے میں وضوح وخفاء میں مختلف ہوں، بایں طور کہ بعض ترکیبوں کی دلالت مقصود پر زیادہ واضح اور ظاہر ہو بنسبت بعض کے۔ جیسے زید کے لیے سخاوت کو ثابت کرنا ہو تو اس کی تعبیر کبھی زید سخی سے کی جاتی ہے، کبھی زید کثیر الرماد سے اور کبھی زید مھزیل الفصیل سے کی جاتی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ علم بیان وہ علم ہے جس میں تشبیہ ومجاز اور کنایۃ کے بارے میں بحث کی جائے۔

موضوع :اس کا موضوع لفظ عربی ہے اس حیثیت سے کہ وہ مرادی معنی پر واضح الدلالت ہو۔

غرض :اس علم کی غرض یہ ہے کہ دلالت عقلیہ سے معانی کا فائدہ دینے کا ملکہ حاصل کرنا۔

فائدہ جلیلہ: اس کی غایت یہ ہے کہ تعیین مراد میں غلطی سے محفوظ رہنا۔

بیان اور تبیان کے درمیان فرق:

نمبر شمار	البیان	التبیان
-1	بیان معنی کا سمجھانا ہوتا ہے	تبیان معنی کا سمجھنا ہوتا ہے۔
-2	بیان غیر کے لیے ہوتا ہے	تبیان اپنے لیے ہوتا ہے۔
-3	بیان وہ کلام فصیح ہے جو مافی الضمیر کی تعبیر کرے	تبیان وہ کلام فصیح ہے جو مافی الضمیر کی دلیل کے ساتھ تعبیر کرے۔
-4	بیان وہ کلام فصیح ہے جو مافی الضمیر کی تعبیر کرے۔	تبیان وہ کلام فصیح ہے جو مافی الضمیر کی یقین کے ساتھ تعبیر کرے۔

فائدہ جلیلہ:

حصر : شئی کو عدد معین پر لینا حصر کہلاتا ہے۔

حصر کی اقسام

تعریف	قسم	نمبر شمار
اگر حصر کا جزم صرف اقسام کے ملاحظہ سے حاصل ہو بغیر کسی دوسرے امر کی مدد کے تو یہ حصر عقلی ہے، جیسے شئی کا موجود اور معدوم میں حصر۔ اس لیے کہ ظاہر ہے کہ ہر شئی موجود ہے یا معدوم۔	حصر عقلی	1-
وہ ہے جس کا حصر شارع علیہ السلام نے کیا ہو جیسے ظہر کی نماز کا چار متعین رکعتوں میں حصر۔	حصر شرعی	2-
وہ ہے جو شئی کے جمیع ماعدا کے لحاظ سے ہو، اسے حصر کلی بھی کہتے ہیں۔	حصر حقیقی	3-
وہ ہے جو شئی کے بعض ماعدا کے لحاظ سے ہو، اسے حصر جزئی بھی کہتے ہیں۔	حصر اضافی	4-
وہ ہے جو تتبع وتلاش سے حاصل ہو کہ یہ اتنی قسم پر ہے، جیسے ثلاثی مجرد کے ابواب کا چھ میں حصر۔	حصر استقرائی	5-
وہ ہے دو چیزوں میں تمائز کے لحاظ سے حاصل ہو جس کا قاسم نے اعتبار کیا ہے۔	حصر جعلی	6-
وہ ہے جو کسی ایسی دلیل سے حاصل ہو جو دوسری قسم کے منع ہونے پر دلالت کرے جیسے شئی کا حصر واجب، ممکن اور ممتنع میں۔ کیونکہ عقل ایک اور قسم کو جائز رکھتی ہے کہ تینوں قسم جمع ہو جائیں لیکن دلیل اس قسم کو باطل کرتی ہے۔ اس لیے اس صورت میں اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔	حصر قطعی	7-

فوائد جلیلہ:

کل کا اپنے اجزاء میں حصر: وہ ہے کہ کل کا علیحدہ علیحدہ اپنے اجزاء پر اطلاق صحیح نہ ہو جیسے رسالہ کا حصر پانچ چیزوں میں ہوتا ہے' ان میں سے ہر جزء پر رسالہ کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ ایسے ہی سکنجبین کا حصر تین چیزوں (چینی' لیموں' پانی) پر ہوتا ہے اور ان میں سے ہر جزء پر سکنجبین کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔

کلی کا اپنے جزئیات میں حصر: وہ ہے کہ کلی کا اپنی جزئیات میں سے ہر جزئی پر علیحدہ علیحدہ اطلاق صحیح ہو۔ جیسے مقدمہ کا حصر ماہیت منطق' بیان حاجت الی المنطق اور اس کے موضوع میں ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک پر مقدمہ کا اطلاق صحیح ہے۔

استعارہ {1} کے بارے میں فائدہ جلیلہ:

لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کرنا جبکہ حقیقی اور مجازی معنی میں کوئی مناسبت و اتصال ہو' تو یہ استعارہ کہلاتا ہے۔ مناسبت کبھی معنوی ہوتی ہے۔ جیسے دلیر آدمی کو شیر کہنا کہ اس میں شیر کا خاص معنی (دلیری) پایا جاتا ہے' اور مناسبت کبھی ذات وصورت کے اعتبار سے ہوتی ہے جیسے پائخانہ (ٹٹی) کو غائط کا نام دینا۔ (یہ بحیثیت ذات وصورت کی مناسبت کے ہے) کیونکہ غائط کلام عرب میں زمین سے پست جگہ (یعنی گڑھے) کو کہتے ہیں' پائخانہ اور پست جگہ میں ذات کے اعتبار سے اتصال ہے' کیونکہ جو بھی پائخانہ کا ارادہ کرتا ہے وہ پست جگہ ہی اختیار کرتا ہے۔ مجاورۃً پائخانہ اور پست جگہ میں اتصال ذاتی ہونے کی وجہ سے پائخانہ کو غائط (پست جگہ) کا نام دے دیا گیا۔

استعارہ کی اقسام:

(1) **استعارہ مصرحہ:** (استعارہ تصریحہ) وہ استعارہ ہے کہ مشبہ بہ کا ذکر کر کے مراد مشبہ لیا جائے' جیسے: **اَلْاَسَدُ فِی الْحَمَامِ**' یعنی شیر حمام میں ہے۔

(2) **استعارہ مکنیہ:** وہ استعارہ ہے کہ مشبہ کا ذکر کر کے انتقال مشبہ بہ کی طرف کیا جائے۔

{1} سوال: استعارہ اور مجاز مرسل میں کیا فرق ہے؟ الجواب: لفظ کو علاقہ تشبیہ کے ساتھ مجازی معنی میں استعمال کرنا استعارہ ہے اور لفظ کو علاقہ تشبیہ کے بغیر ہی مجازی معنی میں استعمال کرنا مجاز مرسل کہلاتا ہے۔

(3) **استعارہ تخییلیہ:** مشبہ بہ متروک کے لوازمات کو مشبہ مذکور کے لیے ثابت کرنا استعارہ تخییلیہ کہلاتا ہے۔

(4) **استعارہ ترشیحیہ:** مشبہ بہ کے مناسبات کا ذکر کرنا استعارہ ترشیحیہ کہلاتا ہے۔

آخری تینوں استعاروں کی مثال شاعر کے اس شعر میں ہے:

وَاِذَا الْمُنِيَّةُ اَنْشَبَتْ اَظْفَارَهَا
اَلْفَيْتُ كُلَّ تَمِيْمَةٍ لَمْ يَنْفَعْ

اور جب موت نے اپنے ناخن (پنجے) گاڑ دیے
میں نے ہر طرح کا تعویذ ڈالا اس نے نفع نہ دیا

اس شعر میں منیۃ (مشبہ) کا ذکر کیا گیا ہے، اور انتقال سبع (درندہ) (مشبہ بہ) کی طرف کیا ہے۔ یہ استعارہ مکنیہ کی مثال ہے۔ مشبہ بہ کے لوازمات یعنی اظفار کا ذکر کرنے میں استعارہ تخییلیہ کی مثال ہے۔ مشبہ بہ کے مناسبات یعنی نشب (گاڑنا) کا ذکر کرنے میں استعارہ ترشیحیہ کی مثال ہے۔

فائدہ جلیلہ: لفظ مقدمہ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے:

(1) **مقدمة الجيش:** لشکر کی وہ جماعت جو لشکر سے آگے جا کر اس کا انتظام کرے۔

(2) **مقدمة الدليل:** دلیل کی جزء کو کہتے ہیں، جیسے صغریٰ اور کبریٰ۔

(3) **مقدمة الدليل:** بایں معنی کہ اس پر دلیل موقوف ہو، خواہ وہ اس کی جز ہو یا شرط ہو۔

(4) **مقدمة العلم:** جس پر علم میں علی وجہ البصیرت شروع ہونا موقوف ہو۔

(5) **مقدمة الكتاب:** کتاب وہ طائفہ ہوتا ہے جو مقصود سے پہلے لایا جائے اس کا مقصود کے ساتھ ربط ہو اور مقصود میں اس کا نفع ہو۔



علمُ البدیع

تعریف : وہ علم ہے جس سے کلام کے مقتضی الحال کے مطابق ہونے کے بعد کلام میں حُسن پیدا کرنے والی وجوہ (امور) کی معرفت حاصل ہو۔ یہ حسن پیدا کرنے والی وجوہ دو ہیں۔ایک وہ جس کا تعلق تحسین معنی سے ہے۔اسے محسنات معنوی کہتے ہیں' مثلاً توریہ اور استخدام {1} ۔دوسری وہ جس کا تعلق تحسینِ لفظ سے ہے۔اسے محسنات لفظیہ کہتے ہیں۔ جیسے سجع {2}۔

موضوع :اس کا موضوع کلام کی وجوہ تحسین ہیں اس حیثیت سے کہ وہ محسنات معنویہ اور لفظیہ تک پہنچادیں۔

غرض :اس سے غرض کلام عربی کی وجوہ تحسین کی رعایت کا حصول ہے۔

موجد: اس کا موجد عبداللہ بن المعتز العباسی ہے۔یہ ۲۷۴ھ کا زمانہ تھا۔

چند اصطلاحات کی تعریفات

نمبرشمار	اصطلاح	مرادی معنی
(1)	علم	یقین،نفس مسائل،مسائل کی تصدیق'ادراک = ملکہ
(2)	حکم	ایک امر کی دوسرے امر کی طرف ایجابی یا سلبی نسبت کرنا' وقوع نسبت یالاوقوع نسبت کا ادراک۔اللہ تعالیٰ کا خطاب جو مکلفین کے افعال سے متعلق ہو' اقتضاء یا تخییر محکوم بہ۔وہ اثر جو شئی پر مرتب ہو' شئی کا خاصہ' مطلق وقوع یالاوقوع۔

{1} لفظ کوایک معنی کے لحاظ سے ذکر کرنا اوراس کی طرف ضمیر دوسرے معنی کے لحاظ سے لوٹانا استخدام ہے: مثلاً فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ تواس میں شہر سے مراد ہلال

(بقیہ حواشی اگلے صفحے پر ملاحظہ کیجیے)

نمبر شمار	اصطلاح	مرادی معنی
(3)	مصدر	مصدر معلوم (معروف)۔ مصدر مجہول۔ مصدر مبنی للفاعل۔ مصدر مبنی للمفعول۔ مصدر مشترک۔ حاصل مصدر۔
(4)	توقف	یہ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ نمبر 1- لَوْلَاہُ لَامْتَنَعَ۔ یعنی اگر یہ نہ ہوتو یہ محال ہے۔ نمبر 2- مُصَحِّحٌ لِّدَخُوْلِ الْفَاءِ۔ یعنی جس کے جواب پر فاء کا داخل کرنا صحیح ہو۔

فائدہ جلیلہ: **فصل الخطاب**: علماءِ بیان کے محققین کا اس بات پر اجماع ہے کہ فصل خطاب وہ کلمہ "اَمَّا بَعْدُ" ہے، کیونکہ ہر مصنف اپنے بابرکت کلام کا آغاز اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی حمد سے کرتا ہے۔ پھر جب اس سے اپنی غرض و مقصود کی طرف خروج کا ارادہ کرتا ہے جس کے لیے کلام لا رہا ہوتا ہے، پھر وہ اپنے مقصودی کلام اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے درمیان "امابعد" کے ساتھ فصل کرتا ہے۔ (اس لیے فصل خطاب امابعد! ہوا)۔ بعض نے کہا: کہ فصل خطاب سے مراد وہ خطاب ہے: فاصل کلام ہے، جو حق و باطل کے درمیان جدائی اور تمییز کر دے۔ اس صورت میں مصدر (فصل) معنی للفاعل ہوگا۔ بعض نے کہا: فصل خطاب سے مراد ایسا خطاب ہے جو مفعول کلام ہے اور جو اپنے مخاطب کے ہاں واضح بین اور اس پر ملتبس نہ ہو۔ اس صورت پر مصدر (فعل) مبنی للمفعول ہوگا۔

(پچھلے صفحے کے بقیہ حواشی) (چاند) ہے، اور اس کی طرف لوٹنے والی ضمیر (جو فَلْيَصُمْهُ میں ہے) سے مراد وقت معلوم (صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک) ہے۔ اسی طرح شاعر کا شعر:

اِذْ نَزَلَ السَّمَاءُ بِاَرْضِ قَوْمٍ ـ رَعَيْنَاهُ وَاِنْ كَانُوْا غِضَابًا

اس میں سماء سے مراد بادل ہے، اور رعیناہ میں ہٗ ضمیر سے مراد نبت (انگوری) ہے اور یہ دونوں معنیٰ مجازی ہیں۔

{2} "سجع" یہ ہے کہ نثر میں دو مختلف باتوں کے آخری حرفوں کو ایک دوسرے کے موافق کرنا۔ مثلاً يُتَقَلَّبُ فِىْ قَوَالِبُ الْاِنْتِسَابِ وَيُخْبَطُ فِىْ اَسَالِيْبِ الْاِكْتِسَابِ (مقامات حریری) اس میں انتساب اور اکتساب موافق ہیں۔ اسی طرح مَالَكُمْ لَاتَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (قرآن) اس میں وقارًا اور اَطْوَارًا موافق ہیں۔ سب سے بہترین سجع اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: فِىْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (القرآن) (ماخوذ از مختصر المعانی)

براعۃ الاستھلال: براعۃ کا لغوی معنیٰ ''فائق ہونا'' ہے۔ یہ بَرَعَ الرَّجُلُ سے ماخوذ ہے۔ یہ محاورہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی علم یا کسی اور چیز میں اپنے ساتھیوں سے فائق ہو جائے۔ اصطلاح میں براعت' ابتداء کا مقصود کے مناسب ہونے کو کہتے ہیں۔

قاعدہ: قاعدہ اس حکم کلی کو کہتے ہیں جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہو' تاکہ اس سے اس کی جزئیات کے احکام معلوم کیے جائیں۔ مثلاً نحویوں کا قول: کُلُّ فَاعِلٍ مَرْفُوْعٌ اور علم معانی والوں کا قول: کُلُّ حُکْمٍ مَعَ مُنْکِرٍ یَجِبُ تَوْکِیْدُہٗ قاعدے ہیں۔

شواھد: ان جزئیات کو کہتے ہیں جو کلام میں قواعد ثابت کرنے کے لیے مذکور ہوں۔

امثلہ: ان جزئیات کو کہتے ہیں جو کلام میں قواعد کی وضاحت کے لیے مذکور ہوں۔

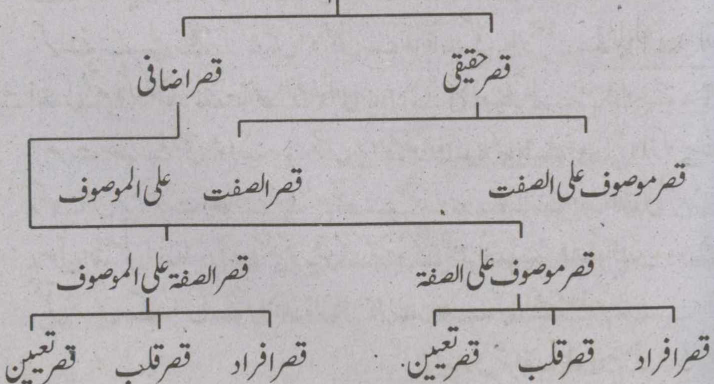
تطویل: اس کلام کو کہتے ہیں جو اصل مراد پر زائد ہو۔

تعقید: کلام کا اس طرح ہونا کہ اس سے اس کا مرادی معنیٰ آسانی سے ظاہر نہ ہو' تعقید کہلاتا ہے۔

حشو: اس زائد کلام کو کہتے ہیں جس سے استغناء ہو سکتی ہو۔

اطناب: مقصود کو عبارت متعارفہ سے زیادہ عبارت سے ادا کرنا اطناب کہلاتا ہے۔

ایجاز: مقصود کو عبارت متعارفہ سے کم عبارت سے ادا کرنا' ایجاز (اختصار) کہلاتا ہے۔



قصر حقیقی: حقیقۃً ایک شئی کا دوسری شئی سے خاص ہونا، قصر حقیقی کہلاتا ہے۔

قصر اضافی: بلحاظ اضافت ونسبت ایک شئی کا دوسری شئی سے خاص ہونا قصر اضافی کہلاتا ہے۔

قصر الموصوف علی الصفة: (قصر حقیقی کی قسم سے) اس کی مثال جیسے مَا زَیْدٌ اِلَّا کَاتِبًا۔ جب یہ ارادہ ہو کہ زید اس کے علاوہ اور کسی صفت سے متصف نہیں ہے۔

قصر الصفة علی الموصوف: (قصر حقیقی کی قسم سے) اس کی مثال جیسے مَا فِی الدَّارِ اِلَّا زَیْدٌ۔ یعنی گھر میں زید کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے۔

القرينة: قرینہ تین طرح کا ہوتا ہے: حالیہ، معنویہ اور لفظیہ جیسے ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی اور ضَرَبَ مَنْ فِی الدَّارِ مَنْ عَلَی السَّطْحِ ۔ان مثالوں میں اعراب اور قرینہ دونوں منتفی ہیں۔اس کے برعکس ضَرَبَتْ مُوْسٰی حُبْلٰی اور اکل موسی الکمثری۔ پہلی مثال میں قرینہ لفظیہ (ضربت) ہے اور دوسری مثال میں قرینہ حالیہ ہے۔

فائدہ جلیلہ: **توریّة:** اسے ایہام بھی کہتے ہیں۔وہ یہ ہے کہ ایسا لفظ بولنا جس کے دو معانی ہوں۔ایک قریب اور دوسرا بعید۔اس سے مراد بعید والا معنی لینا، توریہ کہلاتا ہے۔

(1) مثلاً حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدنہ تشریف لے گئے، تو وہ (سعد) عمرہ کرنے کے لیے (مکہ) گئے۔وہ امیہ (ابوصفوان) کے پاس ٹھہرے۔وہ ابوصفوان کے ساتھ رات کو طواف کرنے کے لیے نکلے، راستہ میں ابوجہل سے ملاقات گئی۔ابوجہل نے کہا: اے سعد! اللہ کی قسم اگر تمہارے ساتھ ابوصفوان نہ ہوتا تو تم اپنے گھر سالم نہ لوٹتے۔ پھر حضرت سعد نے بھی جواب دیا۔جس پر ابوصفوان نے کہا: انے سعد! آواز کو پست رکھو۔اس پر حضرت سعد نے کہا: ہم تجھ سے علیحدہ ہوئے۔اے امیہ! اللہ کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: اِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ۔ وہ تجھے قتل کریں گے۔اس نے کہا: مکہ میں؟ حضرت سعد نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ 563)

(2) ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق سے (سفر ہجرت میں) ملاقات کی۔اس نے کہا:

اے ابوبکر! یہ کون آدمی ہے جو تمہارے آگے چل رہا ہے؟ آپ نے جواب دیا: یہ وہ آدمی ہے جو مجھے راستہ کی راہنمائی کرتا ہے۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 صفحہ 556) یھدینی الطریق کے دو معانی ہیں: قریبی معنی یہ ہے کہ یہ مجھے اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جس پر لوگ چلتے ہیں۔ بعیدی معنی یہ ہے کہ یہ مجھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے یعنی بھلائی، اسلام اور دین والے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔ یہاں دوسرا معنیٰ مراد ہے۔

(3) منقول ہے کہ لوگوں نے ایک سُنی سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں سے افضل کون ہے؟ اس نے جواب دیا: مَنْ بِنْتُهُ فِي بَيْتِهِ ۔ یعنی جس کی بیٹی اس کے گھر میں ہے۔ یہ جواب دو معانی کے لیے مفید ہے۔ ایک قریبی جو لوگوں کے نزدیک ہے، اور دوسرا بعیدی جو اس سُنّی کے نزدیک ہے۔ جس کی بیٹی اس کے گھر میں ہے، اس کا قریبی معنی جو رافضی خیال کرتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ہے لیکن اس کا بعیدی معنی جو سُنی کے نزدیک ہے۔ وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ ان کی بیٹی (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ہیں۔

تعریض : علماء بیان کی اصطلاح میں تعریض یہ ہے کہ ایک مقصود فی الجملہ شئی کا ذکر کیا جائے۔ خواہ وہ شئی لفظ سے حقیقتاً یا مجازاً یا کنایۃً مراد ہو۔ پھر اس سے دوسرا معنی مراد لیا جائے کہ جس کے لیے کلام لائی نہیں گئی ہے۔ مثلاً اس شخص کی گفتگو جو دوران عدت میں ہی عورت کو پیغام نکاح دینا چاہتا ہو: تو بہت خوبصورت ہے، جو تجھے حاصل کرے گا وہ تم سے بہت محبت و پیار کرے گا۔ اس میں بظاہر تو وہ اس کے حسن کی تعریف کر رہا ہے لیکن اس کا مقصد یہ ہے کہ مجھے تم سے محبت ہے اور میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ بعض نے کہا: تعریض یہ ہے کہ کلام کو اس طرح لایا جائے کہ اس سے اصل مقصود خفی طریقہ سے سمجھا جائے۔ (صاوی علی الجلالین)

فائدہ جلیلہ:

الفاظ کے بارے میں

نمبرشمار	لفظ	تعریف
1-	مجانست	دو چیزوں کا جنس میں متحد ہونا۔
2-	مناسبت	دو چیزوں کا اضافت میں متحد ہونا۔
3-	مماثلت	دو چیزوں کا نوع میں متحد ہونا۔
4-	مشابہت	دو چیزوں کا کیف میں متحد ہونا۔
5-	مساوات	دو چیزوں کا کم میں متحد ہونا۔
6-	مطابقت	دو چیزوں کا اطراف میں متحد ہونا۔
7-	موازات	اجزاء کا وضع میں برابر ہونا۔
8-	مشاکلت	دو چیزوں کا خاصہ میں متحد ہونا۔





کُتبِ علمِ مُعانیٰ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	تلخیص {1} المفتاح	امام جلال الدین محمد بن عبدالرحمٰن قزوینی
2-	مختصر المعانی	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی
3-	مطول	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی
4-	مفتاح العلوم	فاضل علامہ ابو یعقوب یوسف سکاکی
5-	کتاب البدیع	امام عبداللہ بن معتز بن متوکل (متوفی 296ھ)
6-	کتاب الطراز	امیر المؤمنین یحییٰ فاضل یمنی
7-	اسرار البلاغۃ	شیخ {2} عبدالقاهر جرجانی
8-	دلائل الاعجاز	شیخ عبدالقاهر جرجانی
9-	اعجاز القرآن	شیخ عبدالقاهر جرجانی
10-	تسهیل المبانی شرح مختصر المعانی	علامہ ابو الفیض محمد مهر الدین لاهوری



{1} ابو یعقوب سکاکی کی مفتاح العلوم نو (9) اقسام پر مشتمل ہے۔ پہلی قسم: نحو، صرف اور اشتقاق پر مشتمل ہے۔ دوسری قسم میں عروض، قوافی اور منطق کا بیان ہے۔ تیسری قسم میں معانی، بدیع اور بیان کا ذکر ہے۔ تیسری قسم کی تلخیص جلال الدین محمد بن عبدالرحمٰن قزوینی نے کی ہے اور اس کا نام تلخیص المفتاح رکھا ہے۔

{2} اسے شیخ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اپنے فن کا ماہر تھا، کسی بزرگی کے اعتبار سے اسے شیخ نہیں کہا جاتا کیونکہ وہ معتزلی تھا۔

علمِ میراث

تعریف :علم میراث فقہ کے ان اصولوں کا علم ہے جن کے ذریعہ ترکہ کے ہر حقدار کا حق معلوم کیا جا سکے۔اسے علم الفرائض {۱} اور علم الترکہ بھی کہتے ہیں۔

موضوع :اس علم کا موضوع ترکہ اور وراثت ہے۔

غرض:اس علم کی غایت ترکہ کے حقداروں کو ان کا حق پہنچانا ہے یا اس کی غایت ترکہ کے حقدار کو صحیح طور پر اس کے حق کی تعیین پر قادر کرنا ہے۔

واضع: اس علم کے واضع مجتہدین کرام ہیں جیسا خضری میں ہے۔

شرافت: اس کا شرف یہ ہے کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فرائض کا علم سیکھو اور دوسروں کو اس کی تعلیم دو کیونکہ یہ نصف علم ہے۔

فوائد جلیلہ:

(1) بیٹا اور بھائی جسے عاق کر دیا گیا ہو، وہ اپنے باپ اور بھائی کی وراثت سے محروم نہیں ہوتے اگرچہ باپ اور بھائی نے ''عاق نامہ'' لکھ ہی دیا ہو۔

(2) زنا سے پیدا ہونے والا بچہ زانی کا وارث نہیں ہوگا کیونکہ اس کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں یہ بچہ اپنی ماں کا وارث ہوگا۔ اسی طرح ماں اس کی وارث ہوگی۔

(3) باپ کی منکوحہ کا کوئی وارث نہیں ہوتا' اور نہ ہی باپ کی منکوحہ اس کے بیٹے کی وارث ہوگی۔

{1} الفرائض: فرائض فرض کی جمع ہے اور وہ یہ ہے: جس میں ترکہ اور اس کے مستحقین کے بارے میں اس طرح بحث کی جائے کہ شرعی قاعدہ کے لحاظ سے ہر ایک تک وراثت پہنچ جائے یا اس لحاظ سے ہر ایک کا حصہ مقدر ہے، جس وجہ سے ہر ایک کا حصہ محفوظ ہو جائے۔

(4) وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ اپنے خاوند کی وارث ہوتی ہے اگرچہ وہ عورت کسی مرد سے دوسرا نکاح کرے۔ وہ رسم جو ہندو پاکستان میں بعض جگہوں مشہور ہے کہ وہ متوفی عنہاز وجہا کو ترکہ سے محروم رکھتے ہیں کہ اس نے دوسرا نکاح کرلیا ہے یہ رسم قبیح ہے اور غیر شرعی ہے۔

(5) وارث کے لیے وصیت نہیں ہوتی اور غیر وارث کے لیے تہائی مال میں وصیت نافذ ہوسکتی ہے۔ اگر ورثاء راضی ہو جائیں تو سارے مال میں وصیت نافذ ہوسکتی ہے۔

(6) ترکہ کے بارے میں وہ رسم ورواج جو مسلمانوں کے ہاں مروج ہیں' خلاف شرع ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

(7) میت کے بیٹے کی موجودگی میں بیٹے کا بیٹا (یعنی پوتا) محروم ہوتا ہے' تو دادا کو چاہیے کہ وہ پوتے کے لیے وصیت کر جائے بوقتِ موت یا اس سے پہلے ہی۔

(8) وہ عورت جو فوت ہوگئی اور اس کا حق مہر ابھی خاوند کے ذمہ ہو اس نے اس کی زندگی میں ادا نہ کیا تھا' یہ حق مہر عورت کا ترکہ ہے۔ وہ خاوند کے ذمہ واجب الاداء ہے۔

(9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم انبیاء کا گروہ ہیں کسی کے وارث نہیں بنتے اور نہ ہی ہمارا کوئی وارث بنتا ہے۔ ہم جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

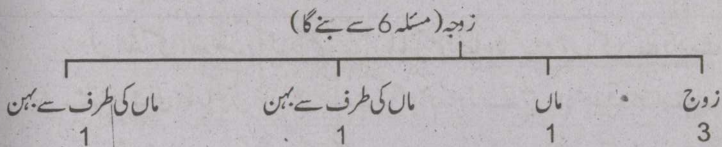
(10) وقف شدہ جائیداد کا کوئی مالک نہیں ہوتا۔ نہ ہی اسے بیچا جاسکتا ہے' نہ ہی اسے ہبہ کیا جاسکتا ہے' نہ ہی اس کا کوئی وارث بن سکتا ہے اور نہ ہی وہ رہن رکھا جاسکتا ہے۔

(یہ عشرہ کاملہ ہے جو دینی طلبہ کے یاد کرنے کے لیے ہے۔)

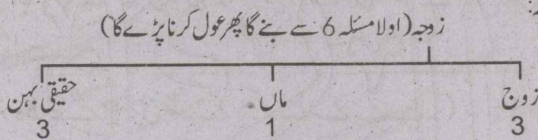
فائدہ جلیلہ: تم جان لو کہ علم فرائض کے مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں: عادلہ، عائلہ اور عازلہ۔ اس لیے کہ فروض (مخرج) اور سہام (سر) جب برابر ہوں تو اسے مسئلہ عادلہ {1} کہتے ہیں جیسے زوج، ماں اور ماں کی طرف سے دو بہنیں۔ اگر فروض (مخرج) سہام سے زائدہ ہو جائیں تو اسے مسئلہ عائلہ {2} کہتے ہیں۔ جیسے زوج، ماں اور حقیقی بہن (یعنی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے جو بہن ہو)۔ اگر سہام (سر) فروض سے زائدہ ہو جائیں تو اسے مسئلہ عازلہ {3} کہتے ہیں، جیسے ماں اور حقیقی بہن۔

فائدہ جلیلہ: ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میت کے ترکہ کے ساتھ چار طرح کے حقوق متعلق ہوتے ہیں جو بالترتیب یہ ہیں: پہلا حق یہ ہے بغیر اسراف و کنجوسی کے اس کے کفن ودفن کا انتظام کیا جائے۔ دوسرا حق یہ ہے اگر اس پر قرضہ ہو تو وہ ادا کیا جائے۔ تیسرا حق یہ ہے اگر قرضہ ادا کرنے کے بعد مال بچ جائے، تو اس کے تہائی مال سے اس کی وصیت پوری کی جائے اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو۔ چوتھا حق یہ ہے وصیت کی ادائیگی کے بعد جو مال بچے اسے کتاب وسُنّت اور اجماعِ اُمّت کے مطابق اس کے ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے۔

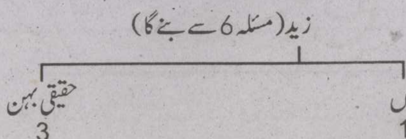
{1} مسئلہ عادلہ:



{2} مسئلہ عائلہ:



{3} مسئلہ عازلہ:



فائدہ جلیلہ:

	اصحابِ فروض	عصبات	ذوی الارحام
چار مرد ہیں	باپ، دادا، ماں کی اولاد (بھائی)، زوج	بیٹا، پوتے، پڑپوتے نیچے تک، باپ، دادا، پڑدادا، اوپر تک، بھائی، بھائی کا بیٹا نیچے تک، چچا، چچے کا بیٹا، بیٹی اپنے بھتیجے کے ساتھ، پوتی پڑپوتے کے ساتھ، بہن اپنے بھائی کے ساتھ، علاتی بہن اپنے بھائی کے ساتھ	بیٹی کا بیٹا، بیٹی کی بیٹی نیچے تک، بیٹے کی بیٹی کا بیٹا اور بیٹی، جد فاسد یعنی میت کی ماں کا باپ (نانا) اور ماں کے باپ کا باپ (پرنانا) جدہ فاسدہ جیسے میت کی ماں کے باپ کی ماں اور ماں کے باپ کی ماں کی ماں، بہن کا بیٹا، بہن کی بیٹی، بھائی کی بیٹی، ماں کے بھائی کا بیٹا (ماموں زاد) پھوپھیاں، ماں کے چاچے، خالو، خالائیں۔
آٹھ عورتیں ہیں	بیویاں، صلبی بیٹیاں، عینی بہنیں، باپ کی طرف سے بہنیں، پوتی، ماں کی طرف سے بہنیں، جدہ صیحہ ماں		

فائدہ جلیلہ: **مفقود:** مفقود اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے اہل یا شہر یا خاندان سے غائب ہو جائے۔ اس کے بارے میں علم نہ ہو کہ وہ مر گیا ہے یا زندہ ہے اور اس کا مکان بھی معلوم نہ ہو۔ اسی طرح اس پر بہت سا زمانہ بیت جائے، اس اعتبار سے وہ معدوم ہے۔ مفقود کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے حق میں زندہ ہے کہ اس کی بیوی غیر سے نکاح نہیں کر سکتی اور غیر کے حق میں مردہ ہے۔ جو شخص اس کے غیب ہونے کی حالت میں مر گیا، اس کا یہ وارث نہیں بنے گا۔ اسی طرح "خزانۃ المفتیین"، میں ہے۔ مفقود اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں کی جائے گی کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفقود کی بیوی کے بارے میں ارشاد ہے۔ یہ اس کی بیوی ہے یہاں تک کہ کوئی بیان آ جائے۔ اسی عورت کے بارے میں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا قول ہے: یہ عورت ہے جو امتحان میں مبتلا کی گئی، وہ صبر کرے حتیٰ کہ موت یا طلاق کا اظہار ہو جائے۔ یہ مرفوعاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیان مذکور کا بیان واقع ہوا ہے۔ اس لیے بھی کہ نکاح کا ثبوت معروف ہے، غائب ہونا جدائی کو واجب نہیں کرتا اور موت میں احتمال ہے۔ لہٰذا شک سے نکاح زائل نہیں ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قول کی طرف رجوع فرما لیا تھا۔ ابن ہمام نے: من یوم ولا حکمنا بموته کے تحت فرمایا: میرے نزدیک احسن ستّر (70) سال کی عمر تک انتظار ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے: میری امت کی اوسط عمریں ساٹھ (60) اور ستّر (70) سال کے درمیان ہیں۔ اس طرح ستّر سال تک عمر غالباً ختم ہو جائے گی۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چار سال والے فتویٰ سے اپنی موت سے ایک سال پہلے رجوع فرما لیا تھا اور مرجوع قول پر فتویٰ دینا حرام ہے۔



الخواتم

فائدہ جلیلہ: بیت المال: وہ ہے جو کسی امین کے ہاتھ میں رکھا جائے تاکہ وہ مسلمانوں کے مصالح میں خرچ کرے۔ علماء نے اس کی چار قسمیں کی ہیں:

نمبر شمار	نام مد	تفصیل	مصارف
1-	خمس کا بیت المال	غنیمت، کانوں اور پوشیدہ خزانوں سے جو خمس وصول ہوتا ہے۔	یتیم، مسکین اور مسافر پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہی مصرف کو دے دینا جائز ہے اور بنی ہاشم کے قریبی رشتہ دار فقراء کو مقدم رکھا جائے گا۔
2-	زکوٰۃ وعشر کا بیت المال	چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ، عشری زمین کا عشر اور مسلمان تاجروں سے جو موصول چنگی وصول ہوتی ہے۔	یتیم، مسکین اور مسافر پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہی مصرف کو دے دینا جائز ہے اور بنی ہاشم کے قریبی رشتہ دار فقراء کو مقدم رکھا جائے گا۔
3-	خراج، جزیہ اور عشر کا بیت المال	زمینوں کا خراج، آدمیوں کا جزیہ اور جو ذمی تاجروں اور مستامن تاجروں سے موصول چنگی لی جاتی ہے۔ حربی کافروں کی دیت، جو حربی کافروں سے لڑائی کے بغیر مال لیا جاتا ہے اور میدان جنگ میں آنے سے پہلے جو صلح پر مال لیا گیا ہو۔	سرحدوں کی تعمیر، پلوں کی تعمیر، علماء، قاضی، عمال، مجاہد، غازی اور ان کی اولاد کا وظیفہ اس مد کے مصارف ہیں۔
4-	ضائع، دیت اور ترکہ کا بیت المال	وہ ترکہ جس کا وارث کوئی نہ ہو یا وارث تو ہو لیکن اسے دیا نہ جائے جیسے زوجین میں سے کوئی ایک اپنا حصہ لینے کے بعد بقایا مال کا وارث نہیں بنتا اور اس مقتول کی دیت جس کا کوئی ولی نہ ہو۔	گمشدہ لاوارث فقیر اور وہ فقیر جس کا کوئی ولی نہ ہو تو اس مد سے ان کا نان و نفقہ، علاج، کفن ودفن اور ان کے جرائم کی چٹی پوری کی جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کا مصرف عاجز فقیر لوگ ہیں۔

فائدہ جلیلہ: وہ قتل جس کے باعث قصاص یا کفارہ واجب ہو وہ وارث بننے کے مانع ہے۔

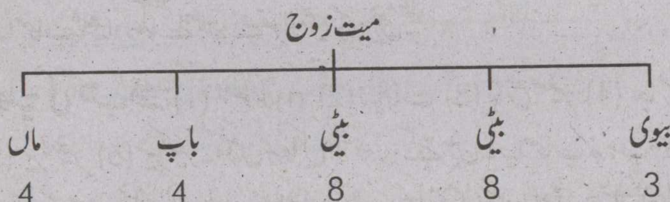
نمبر شمار	قتل کی نوعیت	تفصیل	حکم
1-	قتلِ عمد	یہ ہے کہ تیز دھار آلہ یا اس کی مثل اعضاء کاٹنے والی چیز سے قتل کیا جائے۔	قصاص کا واجب ہونا۔
2-	قتلِ شبہ عمد	یہ ہے کہ ایسی چیز سے قتل کیا جائے جس سے عموماً قتل نہیں کیا جاسکتا جیسے کوڑا۔	کفارہ کا واجب ہونا۔
3-	قتلِ خطأ	مثلاً شکار کو تیر وغیرہ مارا جس کے باعث کوئی انسان قتل ہو جائے۔	کفارہ کا واجب ہونا۔
4-	قتلِ خطأ کے قائم مقام قتل	یہ ہے کہ سویا ہوا کروٹ بدلتے ہوئے اپنے نیچے لے کر کسی کو ہلاک کردے' یا چھت پر سونے والا سوتے میں نیچے کسی شخص پر گر کر ہلاک کردے۔	کفارہ کا واجب ہونا۔
5-	قتلِ بالسبب	مثلاً کسی نے کنواں کھودا یا راستہ میں پتھر رکھا کہ اس سے کوئی شخص مر جائے یا کسی جانور کو ہانکا کہ وہ کسی کو روند ڈالے۔	ایسے قتل میں نہ قصاص ہے اور نہ کفارہ ہے۔

اصحاب فرائض: اصحاب فرائض ان ورثاء کو کہتے ہیں جن کے حصے شریعت مطہرہ میں مقرر ہوں۔

عصبات: عصبہ اس شخص کو کہتے ہیں جو اصحاب فرائض سے باقی ماندہ مال محفوظ کرے اور جب اکیلا ہو تو تمام مال محفوظ کرلے۔

ذوی الارحام: میت کا ہر وہ قریبی رشتے دار جو نہ اصحاب فرائض سے ہو اور نہ ہی عصبہ ہو، جیسے ماموں۔

مسئلہ منبریہ : اس کا نام مسئلہ منبریہ اس لیے رکھا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کوفہ کی جامع مسجد میں منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ دوران خطبہ کسی نے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اسی وقت جواب ارشاد فرما دیا۔ اس سائل نے آپ کو مشقت میں ڈالنے کے لیے پھر پوچھا: کیا زوجہ کا حصہ ثمن (آٹھواں حصہ) نہیں ہے؟ آپ نے جواب دیا: صَارَ ثُمُنُھَا تِسْعًا ۔ اس کا آٹھواں حصہ نواں ہو چکا ہے۔ خطبہ میں تسلسل باقی رکھا، لوگ آپ کی ذہانت سے متعجب ہوئے۔ اسی وجہ سے اس مسئلہ کا نام مسئلہ منبریہ ہو گیا۔ وہ مسئلہ یہ ہے:



علمِ میراث کی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	سراجیہ	شیخ سراج الدین محمد بن محمد سجاوندی
2-	شریفیہ شرح سراجیہ	میر سید شریف علی بن محمد حنفی جرجانی
3-	رسالہ مفیدہ فی علم الفرائض	
4-	رسالہ جامع الفرائض	
5-	شرح سراجیہ فی الفرائض	

☆☆☆

علمِ مناظرہ

تعریف : وہ علم ہے جو بحث کی کیفیت سے بحث کرے تاکہ ذہن گمراہی سے محفوظ رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ علم مناظرہ وہ علم ہے جس سے صحت وسقم کے اعتبار سے بحث کے طریقوں کی معرفت حاصل ہو تاکہ حق ظاہر کیا جاسکے۔ بحث کے آداب کے علم کو بھی مناظرہ کہا جاتا ہے۔

موضوع :علم مناظرہ کا موضوع بحث اور بحث کے طریقے ہیں۔

غرض: ذہن کو بحث میں غلطی واقع ہونے سے بچانا جو مطلوب تک پہنچائے۔

واضع: علم مناظرہ کے واضع محقق علماء ہیں۔

سوال: مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: مناظرہ: دو جھگڑا کرنے والوں کا دو چیزوں کے درمیان نسبت کی طرف توجہ کرنا تاکہ صواب ظاہر ہو جائے۔

مجادلہ: یہ محض جھگڑا ہوتا ہے جو اظہارِ صواب کے لیے نہیں ہوتا بلکہ مدمقابل کو الزام دینے کے لیے ہوتا ہے۔

مکابرہ: یہ محض جھگڑا ہی ہوتا ہے جس کا مقصد نہ اظہارِ صواب ہوتا ہے اور نہ ہی مدمقابل کو الزام دینا۔

خصم : مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرا کا خصم کہلاتا ہے۔ جو شخص مناظرہ میں دوسرے آدمی کا مقابل ہوتا ہے دوسرا اس کا مقابل ہوتا ہے اور مقابل کو ہی خصم کہا جاتا ہے۔

مصادرہ علی المطلوب: اس کا مطلب یہ ہے کہ دلیل یا دلیل کی جزء کو دعویٰ بنالینا۔

مصادرہ علی المطلوب کی اقسام: مصادرہ علی المطلوب کی چار قسمیں ہیں:

1- دعویٰ دلیل کا عین بن جائے۔

2- دعویٰ دلیل کی جزء بن جائے۔

3- دعویٰ صحت دلیل کے لیے موقوف علیہ بن جائے۔

4- دعویٰ دلیل کی جزء کی صحت کے لیے موقوف علیہ بن جائے۔ یہ سب اقسام باطل ہیں کیونکہ یہ دور کو ملتزم ہیں۔

دور : شئی کے موقوف علیہ کا شئی پر موقوف ہو جانا دَور کہلاتا ہے۔ اگر ایک واسطے سے توقف آئے تو اسے دور مصرح کہتے ہیں۔ مثلاً آ کا ب پر موقوف ہونا اور ب کا آ پر موقوف ہونا یا بالعکس۔ اگر کئی واسطوں سے توقف آئے تو اسے دور مضمر کہتے ہیں جیسے آ کا ب پر موقوف ہونا' ب کا ج پر موقوف ہونا اور ج کا آ پر موقوف ہونا یا بالعکس۔ دور اور تعریف الشئی بنفسہ میں فرق یہ ہے کہ اگر دور مصرح ہو تو اس میں شئی کا اپنے آپ سے دو مرتبہ مقدم ہونا لازم آتا ہے اور تعریف الشئی بنفسہ میں شئی کا اپنے آپ سے ایک مرتبہ مقدم ہونا لازم آتا ہے۔

تسلسل: امور غیر متناہی کا مترتب ہو جانا تسلسل کہلاتا ہے۔ تسلسل کی چار قسمیں ہیں۔ اس لیے کہ تسلسل یا تو آحاد مجتمعہ میں ہوگا یا آحاد مجتمعہ میں نہیں ہوگا۔ اگر آحاد مجتمعہ میں نہ ہو تو یہ پہلی قسم ہے جیسے حوادثات میں تسلسل۔ اگر آحاد مجتمعہ میں ہو' تو پھر ان میں ترتیب ہوگی یا نہ ہوگی۔ اگر ترتیب نہ ہو یہ دوسری قسم ہے جیسے نفوس ناطقہ میں تسلسل۔ اگر آحاد مجتمعہ میں ترتیب ہو پھر ترتیب طبعی ہوگی یا ترتیب وضعی۔ اگر ترتیب طبعی ہو یہ تیسری قسم ہے جیسے علل و معلولات اور صفات و موصوفات میں تسلسل۔ اگر ترتیب وضعی ہو یہ چوتھی قسم ہے جیسے اجسام میں تسلسل۔ ان میں سے پہلی دو حکیم کے نزدیک محال ہیں جبکہ آخری دو محال نہیں ہیں۔

فائدہ جلیلہ: مناظرہ کے آداب سے یہ ہے کہ ایک دلیل کے معارضہ کا جواب دیے بغیر دوسری دلیل کی طرف عدول نہیں ہونا چاہیے لیکن حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمرود بن کنعان کے ساتھ مناظرہ کے وقت دلیل کے معارضہ کا جواب دیے بغیر دوسری دلیل کی طرف رجوع فرمایا۔ یہ نمرود کے غبی اور کند ذہن ہونے کی وجہ سے' اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب نمبر 1- : اس جگہ ایک حجت سے دوسری حجت کی طرف انتقال نہیں ہے جیسا کہ بعض نے گمان کیا ہے کیونکہ پہلی حجت لازم ہے لیکن لعین نے جب حجت احیاء کا ایک کو چھوڑنے اور دوسرے کو قتل کرنے کے ساتھ معاندہ کیا حالانکہ معاندہ کسی وجہ سے بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ نے اس بات کو چھوڑ دیا۔ وہ اہل نجوم تھے' ستاروں کا علم رکھتے تھے۔ ستاروں کی حرکت مغرب سے مشرق کی طرف انہیں معلوم تھی اور ان کی حرکت مشرق سے جو ہمیں محسوس ہوتی یہ قسری ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میرا رب تو وہ ہے جو سورج کو اس کی حرکت کے برعکس اسے تیسری حرکت دیتا ہے۔ اگر تُو رب ہے تو اسے اپنی حرکت سے متحرک کر جو بہت آسان ہے' کافر کے اوسان خطا ہو گئے۔

جواب نمبر 2-: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی رائے کی کمی اور ضعف دیکھا تو ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال فرمایا جو پہلی دلیل سے زیادہ واضح تھی۔ حالانکہ پہلی دلیل بھی اپنے اصل پر ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر دلیل یہ تھی کہ رب وہ ہے جو جہاں میں تصرف کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ اگر تو رب ہے تو تُو جہاں میں تصرف کر۔ اس کی آپ نے مثال دی جیسے جہاں میں موت و زندگی کا تصرف کرنا۔ تُو بھی موت و زندگی کا تصرف کر لیکن وہ اس مثال کو سمجھ نہ سکا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ مثال چھوڑ کر دوسری مثال دی جو پہلی سے واضح تھی کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے' اگر رب ہے تو اسے مغرب سے نکال۔ وہ مبہوت ہو گیا۔ اس میں ایک مثال کا ترک ہے دلیل کا ترک نہیں ہے اور یہ مناظرہ میں قبیح نہیں ہے۔

جواب نمبر 3-: یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مثال خفی سے مثال جلی کی طرف انتقال ہے' جس کے لانے سے غیر عاجز ہے۔ ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال نہیں ہے کہ اعتراض ہو۔

☆ ☆ ☆

مسلّمہ اصول

نمبر شمار	اصل
1-	معرضِ بیان میں سکوت بیان ہوا کرتا ہے۔
2-	عمومِ الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے خصوصِ سبب کا اعتبار نہیں ہوتا۔
3-	جزء کا انتفاء کل کے انتفاء کو مستلزم ہوتا ہے۔
4-	خاص کا وجود عام کے وجود کو مستلزم ہوتا ہے۔
5-	عام کا وجود خاص کے وجود کو مستلزم نہیں ہوتا۔
6-	عام کے وجود کی نفی سے خاص کے وجود کی نفی ہو جاتی ہے۔
7-	خاص کے وجود کی نفی سے عام کے وجود کی نفی نہیں ہوتی ہے۔
8-	جب کوئی شئی ثابت ہوتی ہے تو وہ اپنے جمیع لوازمات سے ثابت ہوتی ہے۔
9-	زمان، مکان اور شخص کے بدلنے سے احکام بدلتے رہتے ہیں۔
10-	اثر کا وجود مؤثر کے وجود پر دلیل ہوتا ہے۔
11-	جب شرط فوت ہوتی ہے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے۔
12-	جب شرط پائی جاتی ہے تو مشروط بھی پایا جاتا ہے۔
13-	جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔
14-	اصل فرع سے مقدم ہوتی ہے۔
15-	مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔
16-	مطلق سے فرد کامل مراد ہوتا ہے۔
17-	مقید اپنی قید کے ساتھ مراد ہوتا ہے۔
18-	لازم کے وجود کا انتفاء ملزوم کے وجود کی انتفاء کو مستلزم ہوتا ہے۔ (شرح مختصر المعانی)
19-	ایک شئی کا دوسری شئی پر صدق، ماخذ اشتقاق کے ثبوت کو مستلزم ہوتا ہے۔ (دستور العلماء)
20-	شبہات سے حدیں ساقط ہو جاتی ہیں۔
21-	دو نقیضیں نہ جمع ہو سکتی ہیں اور نہ ہی اُٹھ سکتیں ہیں۔

نمبر شمار	اصل
-22	دو ضدیں جمع نہیں ہو سکتیں لیکن دونوں کا اُٹھ جانا ممکن ہے۔
-23	جب حرمت کی دلیل اباحت کی دلیل کے معارض ہو تو ترجیع دلیل اباحت کو ہوتی ہے۔
-24	جب دو دلیلوں میں تعارض آ جائے تو دونوں ساقط ہو جاتی ہیں۔
-25	شئی کا عدم ذکر شئی کے عدم وجود کو مستلزم نہیں ہوتا۔
-26	قلیل معدوم کی طرح ہوتا ہے۔
-27	اکثر کل کا حکم رکھتا ہے۔
-28	جمہور علماء احناف وشوافع کے نزدیک اشیاء میں اصل اباحت ہے۔

چند اصطلاحات کی تعریفات

نمبر شمار	الفاظ	وضاحت
(1)	دعویٰ	جو ایسے حکم پر مشتمل ہو جس کا ثابت کرنا مقصود ہو۔
(2)	دلیل	جو دو قضیوں سے مرکب ہو کر مجہول نظری تک پہنچائے۔
(3)	دلیل لِمّی	علت سے معلول کی طرف انتقال کرنا۔
(4)	دلیل اِنّی	معلول سے علت کی طرف انتقال کرنا۔
(5)	تقریب	دلیل کو ایسے طریقے سے چلانا جو مطلوب کو مستلزم ہو جائے۔ دلیل کو دعویٰ پر منطبق کرنا بھی تقریب ہوتا ہے۔ دعویٰ اور دلیل کے درمیان تقریب تام لازماً ہوتی ہے کیونکہ دعویٰ اگر دلیل سے عام ہو اور دلیل خاص ہو تو دعویٰ ثابت ہو جائے گا لیکن اگر دعویٰ دلیل سے خاص ہو اور دلیل عام ہو تو پھر دعویٰ ثابت نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ عام کا وجود خاص کے وجود کو مستلزم نہیں ہوتا ہے۔

(6)	نقض	اس کا لغوی معنی توڑنا ہے اور اصطلاحی معنی ہے حکم کا معلل کی دلیل سے مختلف ہو جانے کا بیان کرنا۔ اگر دلیل کے مقدمات پر اجمال منع ہو تو اسے نقض اجمالی کہتے ہیں اور اگر دلیل کے معین مقدمہ پر منع ہو یا سند بھی ساتھ ہو تو اسے نقض تفصیلی کہتے ہیں۔
(7)	معارضہ	لغوی معنی ہے مقابلہ کرنا، اور اصطلاحی معنی ہے کہ مدعی نے جس پر دلیل قائم کی ہے اس کے خلاف دلیل قائم کرنا۔
(8)	عکس مستوی	وہ یہ ہے کہ قضیہ کی جزءِ اول کو ثانی اور جزءِ ثانی کو اول بنا لینا اس طرح کہ صدق اور کیف باقی رہیں۔ جیسے ہمارا قول كُلُّ اِنْسَانٍ حِيْوَانٌ کا عکس مستوی: بَعْضُ الْحَيْوَانِ اِنْسَانٌ آئے گا۔ ہمارا قول: لَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ کا عکس مستوی: لَاشَئیَ مِنَ الْحَجُرِ بِأَنْسَانٍ آئے گا۔
(9)	عکس النقیض	وہ یہ ہے کہ قضیہ کی جزءِ ثانی کی نقیض کو اول اور جزءِ اول کی نقیض کو ثانی کرنا اس طرح کہ صدق اور کیف باقی رہیں جیسے ہمارے قول: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيْوَانٌ کا عکس نقیض: كُلُّ مَا لَيْسَ بِحَيْوَانٍ لَيْسَ بِاِنْسَانٍ آئے گا۔

فائدہ جلیلہ:

1- مناظر کے لیے ضروری ہے کہ وہ مناظرہ کے وقت کلام کو مختصر لانے سے بچے تاکہ اس کے سمجھنے میں خلل نہ آئے۔

2- مناظر کلام کو لمبا کرنے سے بچے تاکہ طبیعت پر بوجھ نہ ہو۔

3- مناظر الفاظ غریبہ بھی استعمال نہ کرے۔

4- ایسا جملہ جو متعدد معانی کا احتمال رکھے، اسے مرادی معنی پر قرینہ چھوڑے بغیر استعمال نہ کرے۔

5- اس چیز کے استعمال سے بچے جسے مقصود میں کوئی دخل نہ ہو تا کہ کلام ضبط سے نہ نکل جائے اور مطلوب سے دوری لازم نہ آئے۔

6- مناظر وقت مناظرہ نہ ہنسے، نہ ہی آواز بلند کرے اور نہ ہی بیوقوفوں جیسی گفتگو کرے کیونکہ یہ سب باتیں جاہلوں کی صفتیں ہیں جن سے وہ اپنی جہالت کو چھپاتے ہیں۔

7- اس شخص کے ساتھ مناظرہ کرنے سے بچے جو محترم ہو کیونکہ بسا اوقات اس کا احترام بوقت مناظرہ اور ذہن کی تیزی کو ختم کر دیتا ہے۔

8- اپنے مدمقابل کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے جس کے باعث وہ کمزور کلام کر دے گا تو پھر ضعیف مدمقابل اس پر غالب آ جائے گا۔ مناظر کے لائق ہے کہ وہ اپنے مدمقابل کو مختصر وقت میں چُپ کرانا مقصود نہ بنائے کیونکہ تیزی میں اس سے کمزور باتیں صادر ہو جائیں گی جس کے باعث مدمقابل غالب آ جائے گا۔ مناظر کے لیے یہ بھی لائق ہے کہ وہ مناظرہ کے وقت امیروں کی طرح تکیہ لگا کر نہ بیٹھے بلکہ فقراء کی طرح بیٹھے کیونکہ یہ ذہن کو ایک طرف متوجہ رہنے اور انتشار سے بچنے کا باعث ہے۔ مناظر کے لیے یہ بھی لائق ہے کہ وہ مناظرہ کے وقت بہت زیادہ بھوکا اور پیاسا نہ ہو کیونکہ ایسی حالت میں جلدی غصہ آ جاتا ہے جو مناظرہ کے منافی ہے۔ نہ ہی وہ بہت زیادہ سیر شدہ ہو کیونکہ یہ طبیعت کے منجمد ہونے اور اس کا شعلہ ٹھنڈا ہو جانے کا باعث ہے۔

علم مناظرہ کی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	شریفیه (فی المناظره)	علامہ علی بن محمد جرجانی المعروف سید شریف
2-	عصام على العضدية	علامہ عصام الدین محمد بن ابراہیم اسفرائنی
3-	رشیدیه شرح شریفیه	
4-	ملا صادق على الضدية	
5-	رساله عضدیه	

علمِ حساب

تعریف :وہ علم ہے جس کے ساتھ معلومات مخصوصہ سے مجہول عدد نکالنے کا طریقہ معلوم ہو۔

موضوع :اس کا موضوع عدد ہے جو مادہ میں حاصل ہو اور ایک عدد نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مقوم ہے۔

غرض:اس علم کی غرض معاملات کا ضبط کرنا' اموال کی حفاظت کرنا' قرضوں کو ادا کرنا اور ترکہ کو تقسیم کرنا ہے۔علاوہ ازیں علوم فلکیہ' مساحت اور طب میں بھی اس علم کی ضرورت پیش آتی ہے۔

شرافت: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے اس کی شرافت ظاہر ہوتی ہے: كَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ کہ ہم حساب کرنے میں کافی ہیں۔

فائدہ جلیلہ:

جمل کا حساب

نمبر شمار	جملے	تفصیل	نمبر شمار	جملے	تفصیل
1-	اَبْجَدَ	ا ب ج د	3-	حُطِّیْ	ح ط ی
		1 2 3 4			8 9 10
2-	هَوَّزْ	ہ و ز	4-	كَلِمَنْ	ک ل م ن
		5 6 7			20 30 40 50
نمبر شمار	جملے	تفصیل	تعداد	جملے	تفصیل
5-	سَعْفَصَ	س ع ف ص	7-	ثَخَّذَ	ث خ ذ
		60 70 80 90			500 600 700
6-	قُرِشَتُ	ق ر ش ت	8-	ضَظَّغَ	ض ظ غ
		100 200 300 400			800 900 1000

فائدہ جلیلہ:

تفصیل	اسماءِ حروف	نمبر شمار
حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے آپ کو معصیت میں پایا (خلاف ادب)	اَبْجَدَ	(1)
حضرت آدم علیہ السلام اپنی خواہش کے پیچھے چلے تو جنت کی نعمتیں چھن گئیں۔	هَوَّزُ	(2)
حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ گرادیے گئے۔ (خلاف ادب)	حُطِّیُ	(3)
حضرت آدم علیہ السلام نے چند کلمات کے ساتھ کلام کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت و مہربانی کے ساتھ رجوع فرمایا۔	كَلِمَنُ	(4)
ان پر دنیا گرائی گئی تو وہ اس میں درستگی کو پہنچے۔	سَعْفَصَ	(5)
اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور اس سے گزرے۔	قُرِشَتُ	(6)
اللہ تعالیٰ سے قوت پائی۔	ثَخَّذُ	(7)
اپنے ارادے اور عزیمت سے شیطان کے وسوسے کے مقابلے بہادر ہوئے۔	ضَظَّغُ	(8)
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ		





لطیفہ: زر بن حبیش بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی کھانا کھانے کی غرض سے بیٹھے۔ ان میں سے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین۔ جب اُنھوں نے کھانا اپنے سامنے رکھا تو ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا۔ اس نے انہیں سلام کیا۔ اُنھوں نے اسے کہا: بیٹھ جاؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ وہ بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ برابر کھانا کھایا۔ جب وہ جانے لگا تو اس نے ان دونوں کو آٹھ روپے دیے اور کہا: یہ اس کا عوض ہے جو میں نے کھایا۔ پھر وہ چلا گیا۔ بعد ازاں ان دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا: پانچ روپے میرے ہیں اور تین روپے تیرے۔ تین روٹیوں والے نے کہا: میں اس تقسیم سے راضی نہیں بلکہ ہمارے درمیان تقسیم برابر برابر ہونی چاہیے۔ ان دونوں نے اپنا فیصلہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پیش کیا اور سارا واقعہ سُنایا۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے فرمایا: جو فیصلہ تیرے ساتھی نے کیا ہے اس کے مطابق تو تین روپیوں سے راضی ہو جا کیونکہ اس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں۔ اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں اس تقسیم سے راضی نہیں ہوں۔ آپ ہم میں حق کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حق کے مطابق تو تیرا ایک روپیہ بنتا ہے اور تیرے ساتھی کے سات روپے۔ اس نے کہا: سبحان اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ مجھے اس حق کی وجہ بتائیں تاکہ میں اسے قبول کرلوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آٹھ روٹیوں میں سے ہر ایک کے تین ٹکڑے بنائیں تو یہ کل چوبیس ٹکڑے بنتے ہیں۔ تم تین آدمیوں نے وہ برابر برابر کھائے۔ گویا آٹھ ٹکڑے تو نے کھائے، آٹھ تیرے ساتھی نے اور آٹھ مہمان نے۔ تیری تین روٹیوں کے نو ٹکڑے ہوئے جن میں سے آٹھ تو نے کھا لیے اور ایک بچا۔ تیرے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے ہوئے۔ جن میں سے آٹھ اس نے کھا لیے اور باقی سات بچے۔ اس طرح مہمان نے ایک ٹکڑا تیرا کھایا اور سات ٹکڑے تیرے ساتھی کے کھائے۔ لہٰذا تیرے ایک ٹکڑے کے بدلے ایک روپیہ تیرا اور تیرے ساتھی کے سات ٹکڑوں کے بدلے سات روپے ہوئے۔ اس پر اس آدمی نے کہا: اب میں راضی ہوں۔

الفاظِ مصطلحہ

نمبر	نقود	تفصیل	تعداد	پیمانے	تفصیل	تعداد	آلہ وزن	تفصیل
-1	شعیر	جَو	1	مُد		1	استار	ساڑھے چار مثقال
-2	قیراط	پانچ جو	2	مکوک		2	رطل	
-3	درہم	ساڑھے تین ماشے	3	صاع		3	قنطار	سو رطل، مصر میں رائج ہے
-4	مثقال	ساڑھے چار ماشے	4	وسق		4	تن	ٹن
-5	دینار	بیس قیراط	5	قربہ				
-6	ریال		6	اروب				
-7	اوقیہ		7	کیلوجرام	کیلوگرام			
-8	شلن	شلنگ	8	درام	ڈرام			
-9	فزنک							
-10	جنیہ	گنی						
-11	شرک	صاع کی ضد ہے						
-12	بنس	پنس						
-13	ملیم							

مہینوں کے دن معلوم کرنے کا طریقہ:

اگر سن ہجری کے کسی بھی مہینے کا پہلا دن معلوم کرنا ہو تو اس سن ہجری کو آٹھ پر تقسیم کریں جو باقی بچے۔1` 2` 3......7 تک۔ نیچے دیے گئے جدول میں دیکھیں تو اوپر دیے گئے مہینے کے نیچے اس باقی بچے ہوئے عدد کے کالم میں جو دن ہو گا وہ اس مہینے کا پہلا دن ہو گا۔ اگر آٹھ پر تقسیم پوری پوری ہو جائے اور کچھ بھی باقی نہ بچے پھر آخری کالم یعنی نمبر 7 میں جو دن درج ہیں وہ ہی اس مہینہ کا پہلا دن ہو گا۔

جدول

باقی بچے ہوئے	ربیع الثانی	جمادی الاول	محرم	جمادی الثانی	صفر	ربیع الاول	شعبان
عدد کی تعداد	رمضان المبارک		شوال	ذی العقدہ	رجب	ذی الحجہ	
1	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
2	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل
3	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار
4	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات
5	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر
6	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
7	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ

نوٹ: اس طریقہ جدول سے دن کا علم ہو جاتا ہے لیکن یہ حتمی نہیں ہے۔ اکثر درست ہوتا ہے لیکن کبھی ایک دن کا فرق بھی آ جاتا ہے۔ (محمد یٰسین قصوری نقشبندی)

لیلۃ القدر: رمضان المبارک کی لیلۃ القدر کی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دیکھیں رمضان المبارک کا پہلا روزہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے کس دن ہوا۔ پھر نیچے دیے گئے جدول کی طرف دیکھیں اس دن کے سامنے جو تاریخ درج ہے وہی لیلۃ القدر کی تاریخ ہوگی۔

جدول

تعداد ایام	ایام	لیلۃ القدر کی تاریخ
1	اتوار	رمضان المبارک کی 29 تاریخ ہوگی
2	پیر	رمضان المبارک کی 21 تاریخ ہوگی
3	منگل	رمضان المبارک کی 23 تاریخ ہوگی
4	بدھ	رمضان المبارک کی 29 تاریخ ہوگی
5	جمعرات	رمضان المبارک کی 25 تاریخ ہوگی
6	جمعہ	رمضان المبارک کی 27 تاریخ ہوگی
7	ہفتہ	رمضان المبارک کی 23 تاریخ ہوگی

لطیفہ: حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیوان (دیوانِ سالک) میں کیا ہی اچھی بات کہی کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات میں فنا{1} ہو جائے' وہ ہندسہ 9 کی طرح ہو جاتا ہے۔ ہندسہ 9 کو 9 اعداد میں سے جس کے ساتھ بھی ضرب دیں' ہندسہ 9 ہر حال میں باقی رہتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا۔

نمبر شمار	نو ضربیں	حاصل ضرب	تفصیل	
1	1 x 9	9	9	9
2	2 x 9	18	1 + 8	9
3	3 x 9	27	2 + 7	9
4	4 x 9	36	3 + 6	9
5	5 x 9	45	4 + 5	9
6	6 x 9	54	5 + 4	9
7	7 x 9	63	6 + 3	9
8	8 x 9	72	7 + 2	9
9	9 x 9	81	8 + 1	9
10	10 x 9	90	9 + 0	9

ترى ذات میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا

جو اِسے مٹائے وہ خود مٹے وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

1/قیراط	2/قیراط	4/قیراط	8/قیراط	16/قیراط	32/قیراط	64/قیراط	128/قیراط
256	512	1026	2048	4096	8192	16384	838608 تقریباً $3\frac{1}{2}$ ٹن
65536	131072	262144	524288	1048576	2097152	4194304	8192 ٹن
7 من	14 من	28 من	56 من	112 من	224 من	448 من	896 من / 32 ٹن
64 ٹن	128 ٹن	256 ٹن	512 ٹن	1024 ٹن	2048 ٹن	4096 ٹن	8192 ٹن
16384 ٹن	32768 ٹن	65536 ٹن	131072 ٹن	262144 ٹن	524288 ٹن	1048576 ٹن	2097152 ٹن
4194304 ٹن	8387608 ٹن	16777216 ٹن	33554432 ٹن	67108864 ٹن	134217728 ٹن	268435456 ٹن	356870912 ٹن
1073741824 ٹن	2147483648 ٹن	4294967296 ٹن	8589934596 ٹن	17179869184 ٹن	34359738368 ٹن	68719476736 ٹن	137438953472 ٹن

نکتہ غریبہ: حساب جمل کے اعتبار سے آدم کے 45 عدد ہیں اور حواء کے 15 عدد ہیں۔ شک نہیں کہ 15 ,45 کا تہائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے تہائی مقرر فرمایا اور مرد کے لیے دو تہائیاں مقرر کیا۔ فافہم (قصوری)

علمِ ہندسہ

تعریف :وہ علم ہے جس میں بحیثیت تقدیر مقداروں کے احوال سے بحث کی جائے۔

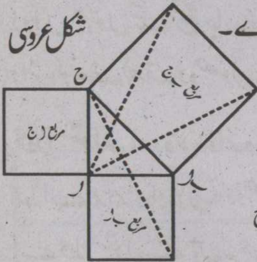
موضوع :بحیثیت تقدیر مقداروں کے احوال اس کا موضوع ہے۔

غرض :غرض یہ ہے کہ یہ علم اپنے صاحب کی عقل کو روشن اور فکر کو مستقیم کرتا ہے۔

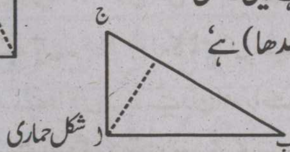
موجد: اس کا موجد افلاطون ہے۔ افلاطون کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: جو مہندس (ہندسہ دان) نہیں ہے وہ ہمارے گھر میں داخل نہ ہو۔

مہذب: اس علم کا مہذب ''اوقلیدس'' ہے۔

فائدہ جلیلہ: اصول ہندسہ سے ایک اصل و قاعدہ ہے کہ ہر قائم الزاویہ مثلث کے وتر کا مربع اس کے دونوں ضلعوں کے مربعوں کے برابر ہوتا ہے' جیسا نیچے دی گئی شکل سے واضح ہے۔ اس شکل میں وتر کا مربع ب اور ج دونوں ضلعوں ب' ا اور ج کے مربعوں کے برابر ہے۔ اس شکل کو عروس یا شکل عروسی {1} کہتے ہیں۔ جو تفصیل کا طالب ہو وہ ''اوقلیدس'' کے مقالہ اولیٰ کی چھتالیسویں اور سنتالیسویں شکل کا مطالعہ کرے۔



ایضاً : مثلث کے دو ضلعے تیسرے ضلعے سے بڑے اور لمبے ہوتے ہیں' جیسا درج ذیل شکل سے واضح ہے۔ اس شکل کو شکل حماری کہتے ہیں۔ اس لیے کہ جو اسے نہ سمجھ سکے گویا وہ حمار (گدھا) ہے' کیونکہ یہ بہت آسان اور ظاہر ہے۔



{1} اس شکل کا نام عروسی اس لیے رکھا کہ عروس کا لغوی معنی مال کا زیادہ ہونا ہے۔ اس شکل کے بھی بہت سے منافع ہیں جس طرح کہ زیادہ مال کے بہت سے منافع ہوتے ہیں۔ یا اس لیے یہ نام رکھا گیا کہ اس شکل کو دلہنوں کی ڈولی سے مشابہت ہے کہ اس کے مختلف حسین پردے ہوتے ہیں۔ اس مشابہت کی وجہ سے اس کا نام عروسی رکھا گیا۔ (قصور آتی)

خط اور اقسام خط : حکماء کے نزدیک خط اس عرض کو کہتے ہیں جو صرف طول میں تقسیم قبول کرے، اور اس کی انتہاء نقطہ ہوتی ہے۔

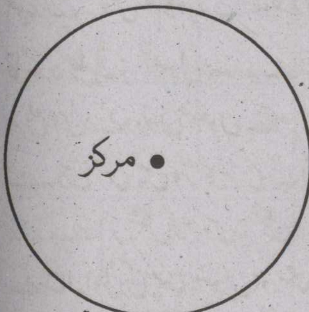
خط مستقیم : اس خط کو کہتے ہیں کہ جس کی وضع اس طریقے پر ہو کہ اس کا ہر نقطہ دوسرے نقطوں کے مقابل ہو، ان میں سے کوئی بھی اوپر یا نیچے نہ ہو۔ جیسے

ا ———— ب

خط منحنی : اس خط کو کہتے ہیں کہ جس کی وضع اس طرح ہو کہ بعض نقطے بعض کے مقابل نہ ہوں بلکہ اوپر یا نیچے ہوں۔ جیسے

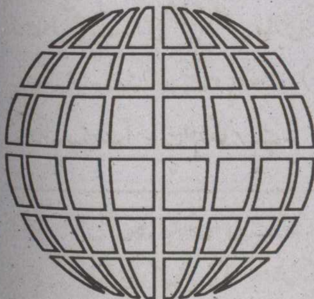
ا - - - - - - - - - - - - - - ب

خط محیط دائرہ : اس خط کو کہتے ہیں جو اکیلا ہی شکل مسطحہ کا احاطہ کرے اور اس کے وسط میں نقطہ ہو کہ اس سے نکلنے والے خط مستقیم سب برابر ہوں۔ اس سطح کو محاط دائرہ کہتے ہیں اور درمیانی نقطہ کو مرکز کہتے ہیں۔ وہ خط مستقیم جو مرکز سے گزر کر خط محیط کی دونوں جہتوں تک پہنچ جائے، کو قطر کہتے ہیں۔ قطر دائرہ کو نصف نصف دو حصوں میں کر دیتا ہے۔



خط محیط الدائرۃ

خط استواء : وہ محیط دائرہ جو زمین پر بنتا ہے، جو خط اسے برابر برابر دن کو دو حصوں میں تقسیم کر دے اسے خط استواء کہتے ہیں۔ خط استواء کا نام اس لیے رکھا گیا کہ اس پر رہنے والوں کے لیے دن اور رات ہمیشہ برابر ہوتے ہیں۔ کبھی استواء سورج کا وسط آسمان میں برابر ہونے کو کہتے ہیں، اس لیے کہ اس دائرہ کی وجہ سے زمین دو حصوں (جنوبی اور شمالی) میں تقسیم ہو جاتی ہے۔


خط الاستواء

خط جدی: اس خط کو کہتے ہیں جو خط استواء کی جنوبی جانب ساڑھے تیئس ($23\frac{1}{2}$) درجے پر واقع ہو۔ جب سورج اس خط پر پہنچتا ہے تو زمین کے جنوبی حصے پر گرمی ہوتی ہے جبکہ دن، رات کی بنسبت بڑا ہوتا ہے اور زمین کے شمالی حصے پر سردی ہوتی ہے۔ ہر سال میں سورج سن عیسوی کے ماہ دسمبر کی تیئس تاریخ کو اس خط پر جاتا ہے اور سورج اس خط سے آگے جانب جنوب کبھی بھی نہیں بڑھتا۔

خط سرطان: اس خط کو کہتے ہیں جو خط استواء کی جانب شمالی ساڑھے تیئس ($23\frac{1}{2}$) درجے پر واقع ہو۔ جب سورج اس خط پر پہنچتا ہے تو زمین کی جانب شمالی گر ہوتی ہے۔ دن بنسبت رات کے بڑا ہوتا ہے۔ زمین کی جانب جنوبی میں اس کا عکس ہوتا ہے۔ ہر سال میں سورج سن عیسوی کے ماہ جون کی اکیس (21) تاریخ کو اس خط پر آتا ہے۔ سورج اس خط سے آگے جانب شمال کبھی بھی نہیں بڑھتا۔

خط صوفیاء: حقیقت محمدیہ بھی عالم ارواح کی اصل اور محیط ہے۔

متکلمین کے نزدیک خط: متکلمین کے نزدیک خط وہ جوہر ہے جو صرف طول میں تقسیم قبول کرے اور اس کی انتہاء نقطہ جوہر یہ ہے، یہاں خط ختم ہوتا ہے۔

علم ہندسہ کی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	اوقلیدس	اوقلیدس نامی شخص کی طرف منسوب ہے۔
2-	کتاب ثابت فی الہندسہ	ثابت نامی شخص کی طرف منسوب ہے۔
3-	کتاب حجاج	حجاج نامی شخص کی طرف منسوب ہے۔

☆ ☆ ☆

علمِ ہیئت

تعریف : وہ علم ہے جس میں فلکیات کے بارے کماً، کیفاً، وضعاً اور حرکۃً بالذات بحث کی جائے اور عناصر کے متعلق بالتبع بحث ہو۔

موضوع :اس کا موضوع افلاک اور عناصر ہے۔

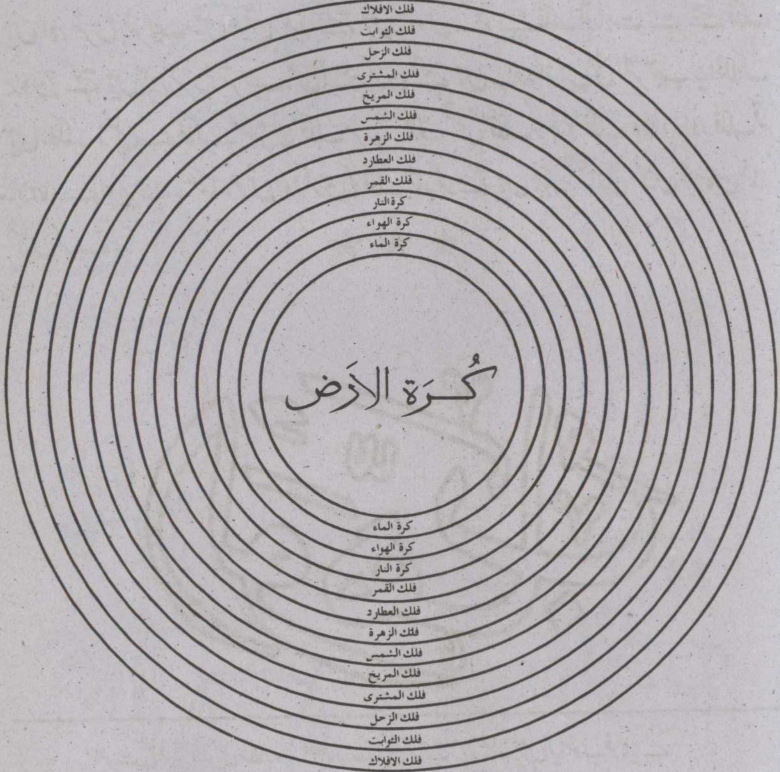
غرض :اس کی غایت ان امور کو جاننا ہے جو افلاک میں موجود ہیں۔ان کی تعداد' ان کی ترتیب اور ان کے لوازمات وغیرہ جو افلاک کے ساتھ متعلق ہیں' کا ادراک اس کی غرض ہے۔

شرافت : اس کے متعلق امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو شخص علم ہیئت وتشریح کو نہیں جانتا وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں نامرد ہے۔

فائدہ جلیلہ: عناصر چار ہیں: آگ، ہوا' پانی اور مٹی۔ان چاروں کے مختلف اعتبار سے چار نام ہیں: عناصر' اسطقسات' ارکان اور اصولِ کون وفساد۔انہیں اس حیثیت سے کہ ان سے مرکبات بنتے ہیں' اسطقسات کہتے ہیں۔اس حیثیت سے کہ مرکبات کی تحلیل ان کی طرف ہوتی ہے' عناصر کہتے ہیں۔لفظ اسطقس کے اطلاق میں کون کا معنی ملحوظ ہوتا ہے اور عنصر کے اطلاق میں فساد کا معنی ملحوظ ہوتا ہے۔اس حیثیت سے کہ یہ چاروں مرکبات کے اجزاء ہیں' انہیں ارکان کہتے ہیں کیونکہ شئی کا رکن اس کی جزء ہوتا ہے۔اس حیثیت سے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے میں تبدیل ہو جاتا ہے انہیں اصولِ کون وفساد کہتے ہیں اور مختلف اعتبارات سے مرکب کی جزء کے نام داخل میں ہیں۔

{1} عربی زبان میں عنصر اصل کو کہتے ہیں' جیسے یونانی زبان میں اصل کو اسطقس کہتے ہیں۔عنصر اصل ہے جس سے مختلفة الطبائع اجسام بنتے ہیں۔

کرۂ ارض اور افلاک کا نقشہ:



فائدہ جلیلہ: پانی کروی ہے لیکن پورے طور پر گول نہیں ہے بلکہ کرۃ مجوفہ کی شکل پر ہے اس کے بعض حصہ کو الگ کر کے زمین سے اس طرح بھر دیا گیا ہے کہ زمین اور پانی مل کر ایک کرہ بن گئے۔ جاننا چاہیے کہ پانی زمین کے چہرے کے اوپر نہیں ہے جو کہ چوتھائی حصہ آباد ہے۔ باقی تین حصے پانی میں ہیں۔ زمین کا چوتھائی حصہ پانی سے بلند ہے۔

فائدہ جلیلہ: پہلا آسمان موج مکفوف کا بنا ہوا ہے' دوسرا سنگ مرمر سفید کا' تیسرا لوہے کا' چوتھا تانبے کا' پانچواں چاندی کا' چھٹا سونے کا اور ساتواں سبز زمرد سے بنا ہوا ہے۔ (الصاوی علی الجلالین)

حکماء کے نزدیک آسمان نو {1} (9) ہیں۔ فلک {2} الافلاک کو فلک اطلس کہتے ہیں اور شرع شریف میں عرش مجید کہتے ہیں۔ اس کے نیچے فلک ثوابت ہے جسے فلک بروج کہتے ہیں' اور شرع شریف میں اسے کرسی کہتے ہیں۔ بعدازاں علی الترتیب یہ افلاک ہیں: فلکِ زحل ہے' فلکِ مشتری' فلک مریخ' فلک شمس' فلک زہرہ' فلک عطارد اور فلک قمر جو ہمارے اوپر ہے۔ حکماء عرش اور کرسی کو فلک شمار کرتے ہیں جبکہ متکلمین انہیں آسمان شمار نہیں کرتے۔





{1} حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمہ الغفار نے اپنی کتاب ''پندنامہ'' میں کیا خوب فرمایا ہے:

آنکہ آمد نہ فلک معراجِ او
انبیاء و اولیاء محتاجِ او

ترجمہ: وہ کہ نو (9) آسمان اُن کی معراج آئی
انبیاء اور اولیاء ان کے محتاج ہیں

{2} فلک: حکماء کے نزدیک فلک گول جسم ہے جو خرق والتیام کا قابل نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک وہ خرق والتیام کا قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔

منطقہ بروج کی صورت اور بارہ{1} بروج :

صورة منطقة البروج واثنا عشر بروجاً



(غیاث اللغات)

{1} سوال: یہ تصاویر شریعت مطہرہ کی رُو سے جائز نہیں ہیں؟

جواب: یہ تصاویر ذی روح چیزوں کی نہیں ہیں بلکہ یہ بروج کی تصاویر ہیں جو انہوں نے بغیر روح کے اختراع کی ہیں۔

سات سیارے

تعداد	نام سیارہ	جس آسمان پر ہے	جس بروج میں چلتا ہے	دن (عربی میں)	دن (ہندی میں)	مزاج	رنگ
1-	زحل	ساتویں آسمان پر	جدی اور دلو میں	یوم السبت	ہفتہ	منحوس (منحوس اکبر)	اصامی
2-	مشتری	چھٹے آسمان پر	قوس اور حوت میں	یوم الخمیس	جمعرات	مسعود (سعید اکبر)	سفید زردی مائل
3-	مریخ	پانچویں آسمان پر	حمل اور عقرب میں	یوم الثلاثاء	منگل	منحوس	ناری رنگ
4-	شمس	چوتھے آسمان پر	اسد میں	یوم الاحد	اتوار	مسعود (سعد اصغر)	سفید
5-	زہرہ	تیسرے آسمان پر	ثور اور میزان میں	یوم الجمعہ	جمعہ	مسعود	دری اللون
6-	عطارد	دوسرے آسمان پر	جوزا اور سنبلہ میں	یوم الاربعاء	بدھ	سعد کیساتھ مسعود نحس کیساتھ منحوس	نیلگوں مائل
7-	قمر	پہلے آسمان پر	سرطان میں	یوم الاثنین	پیروار	مسعود (سعد اکبر)	کدر الاجزاء

سات آسمان

تعداد	آسمان	نام آسمان	انبیاء علیہ السلام کے نام	کس چیز سے بنے ہیں	مسافت
1-	پہلا	رفیع	حضرت آدم علیہ السلام	سبز زمرد سے	زمین سے پہلا آسمان پانچ سو سال کی مسافت پر واقع ہے۔اسی طرح ایک آسمان، سے دوسرے آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت واقع ہے۔
2-	دوسرا	ارفلون	حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام	سفید چاندی سے	
3-	تیسرا	قیدوم	حضرت یونس علیہ السلام	سرخ یاقوت سے	
4-	چوتھا	ماعون	حضرت ادریس علیہ السلام	سفید پتھر سے	
5-	پانچواں	دبقاء	حضرت ہارون علیہ السلام	سرخ سونے سے	
6-	چھٹا	وفناء	حضرت موسیٰ علیہ السلام	زرد یاقوت سے	
7-	ساتواں	عروباء	حضرت ابراہیم علیہ السلام	سفید موتیوں سے	

ساعاتِ نجوم

ساعت دن	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12
اتوار	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل
پیروار	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد
پیروار	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس
منگل	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری
منگل	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر
بدھ	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ
بدھ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ
جمعرات	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل

جمعرات	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد
جمعہ	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس
جمعہ	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری
ہفتہ	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر
ہفتہ	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ
اتوار	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ

☆☆☆

سات جہنمیں

جہنمی آگ کے طبقات

نام طبقہ	نمبر شمار		نام طبقہ	نمبر شمار
جحیم	5		سقر	1
جھنم	6		سعیر	2
ھاویہ	7		نظمی	3
			حُطمہ	4

علم ہیئت کی کتب

نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
علامہ شیخ بہاء الدین محمد املی	تشریح الافلاک	1
علامہ امام الدین بن لطف اللہ مھندس لاہوی ثم دہلوی	تصریح شرح تشریح	2
صوفی عبدالرحمٰن	صور {1} عبدالرحمٰن	3
	السبع الشداد	4
	شرح چغمینی	5

{1} یہ کتاب بروج کی شکلوں اور دوسری آسمانی صوتوں پر مشتمل ہے جو صوفی عبدالرحمٰن (جن کا شمار حکماء متاخرین میں ہوتا ہے) کی قابل قدر تصنیف ہے۔ (غیاث اللغات)

شمسی سال: شمسی سال سورج کے ایک ایسے چکر سے عبارت ہے جس میں وہ بروج کے کسی نقطہ سے شروع ہو کر دوبارہ اسی نقطہ تک پہنچ جائے۔ اس کی مقدار تین سو پینسٹھ دن اور ایک دن کے اکیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (یعنی $365\frac{1}{21}$)

قمری سال: قمری سال کی مقدار تین سو چون دن اور ایک دن کے اکیس حصوں میں سے بیس حصے ہے۔ (یعنی $354\frac{21}{20}$) شمسی سال قمری سال سے دس دن اور ایک دن کے اکیس حصوں میں سے دو حصے بڑا ہے۔ سال کے دنوں کی گنتی میں اختلاف ہے۔

فائدہ جلیلہ:

بروج کی مثلثیں

نمبر شمار	نام مثلث	تفصیل	مزاج	مثلث کا دوسرا نام
1-	مثلث ناری (آتشی)	حمل، اسد اور قوس سے بنتی ہے	گرم، خشک	بروج ناریہ
2-	مثلث ارضی (خاکی)	ثور، سنبلہ اور جدی سے بنتی ہے	سرد، خشک	بروج ارضیہ
3-	مثلث ہوائی (بادی)	جوزا، میزان اور دلو سے بنتی ہے	گرم، تر	بروج ھوائیہ
4-	مثلث مائی (آبی)	سرطان، عقرب اور حوت سے بنتی ہے	سرد، تر	بروج مائیہ

زمین اور آسمان ساکن ہیں متحرک نہیں ہیں:

فائدہ جلیلہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا: اِنَّ اللّٰـهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔ ترجمہ: ''بیشک اللہ تعالیٰ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ وہ جنبش نہ کریں''۔ غرائب القرآن میں آیت مبارکہ: اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشاً (وہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا) کے تحت لکھا ہے: زمین کا اس وقت تک بچھونا ہونا تام نہیں ہوتا جب تک یہ ساکن نہ ہو۔ اس کے ساکن رہنے کے لیے وہ ہی چیز کافی ہے جو اس کے خالق نے اسے عطا کی ہے۔ اس نے اپنے اختیار و قدرت سے اس کے وسطِ حقیقی میں میل طبعی مرکوز فرمایا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔ امام فخر الدین رازی رحمہ الباری نے اس آیت کے تحت لکھا ہے: جاننا چاہیے کہ زمین کا فراش ہونا اس کے ساکن ہونے کے ساتھ مشروط ہے۔ لہٰذا زمین نہ حرکت مستدیرہ کے ساتھ متحرک ہے نہ ہی حرکت مستقیمہ کے ساتھ متحرک ہے۔ زمین کا ساکن ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار سے ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰـهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔ تاج العروس میں ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کے زوال کو زائل فرما دیا ہے یعنی اس کی حرکت ختم کر دی ہے۔

آٹھ جنتیں

جنت کے درجات

نمبر شمار	نام	تعداد	نام
1-	دار الخلد (ہمیشہ رہنے کا گھر)	5-	جنت عدن
2-	دار السلام (سلامتی کا گھر)	6-	جنة الماویٰ
3-	دار القرار (سکون و راحت کا گھر)	7-	جنة علّيين
4-	دار النعیم (نعمتوں کا گھر)	8-	جنة الفردوس

علمِ تاریخ

تعریف : وہ علم ہے کہ جس سے لوگوں، ان کے شہروں، ان کے رسم و رواج، ان کے پیشوں، ان کے نسبوں اور ان کی وفاتوں وغیرہ کے احوال کی معرفت حاصل ہو۔ اسلام میں تاریخ کے عمل کا آغاز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ہوا۔

موضوع : جہان کی خبریں۔

غرض: اس کا فائدہ عبرت حاصل کرنا، زمانہ کے مکروں سے بچنا اور ماضی کے احوال پر واقفیت حاصل کرنا ہے۔

فائدہ جلیلہ:

خلافت علی منہاج السنۃ

نمبر شمار	نام خلیفہ	مدت خلافت			عمر شریف
		دن	مہینے	سال	
1-	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	8	3	2	63 سال
2-	حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	5	6	10	63 سال
3-	حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	0	0	12	82 سال
4-	حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	1	9	4	63 سال
5-	حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	0	6	0	50 سال
	میزان:	14	0	30	

فائدہ جلیلہ:

مزار سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	مزار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

مزار سیدنا ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

مزار سیدنا حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مزار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،	مزار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

فائدہ جلیلہ: خبروں میں جب صرف نقل پر اعتماد ہو اور اصولِ عادت، قواعد سیاست طبیعت عمرانیات اور اجتماع انسانی کے احوال سے حکم نہ لگایا جائے۔ غائب کو حاضر پر اور حاضر کو ذاہب پر قیاس نہ کیا جائے تو بسا اوقات اس روایت میں غلطی سے امن نہیں رہتا۔ فن تاریخ میں درایت ضروری امر ہے تاکہ واقعہ کی صحت یا عدم صحت معلوم ہو سکے۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

شجرہ نسب سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امام حسین — امام حسن — ام کلثوم

امام زین العابدین

خدیجہ صغریٰ — امام جعفر صادق

مسکین فاطمہ

نوشیرواں

ھرمز

خسرو پرویز

شہریار — شہریار

یزدجرد — یزدجرد

قیس

ثابت

بہرام — پیروز — اورگ — مہردوند — شہربانو

بان مرز

زوطی

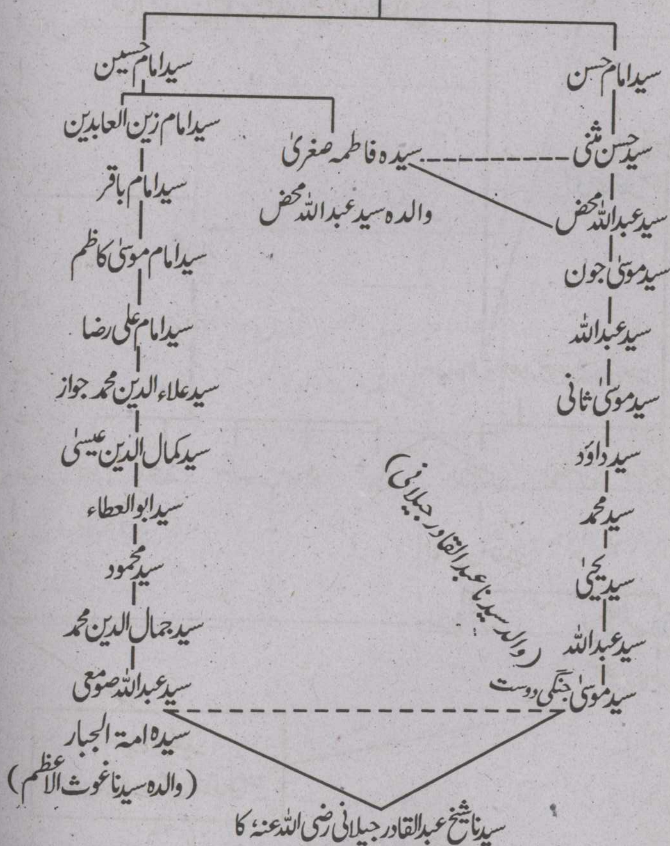
ثابت

سیدنا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لو كان العلم معلقا بالثريا لتناوله رجل من فارس (متفق عليه) (حديث)

ترجمہ: اگر علم ثریا ستارے میں معلق ہو جائے تو فارس کا ایک آدمی اسے حاصل کر لے گا۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرہ نسب



اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِیْ
وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی بنات مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن

جو کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکمِ اطہر سے ہیں

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
ان کے شوہر ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ ہیں	ان کے شوہر یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔		ان کے شوہر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں



علمِ تاریخ کی کتب {1}

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	تاریخ الاسلام	امام حافظ شمس الدین ابن عبداللہ محمد بن احمد المصری
2-	البدایۃ والنہایۃ	علامہ ابن کثیر اسمٰعیل بن عمر الدمشقی
3-	سیرت ابن ہشام	امام ابو محمد عبد المالک بن ہشام
4-	تاریخ واقدی	علامہ محمد بن عمر الواقدی
5-	فتوح الشام	علامہ محمد بن عمر الواقدی
6-	حسن المحاضرہ	علامہ جلال الدین سیوطی
7-	فتوح الشام	علامہ ازدی
8-	کتاب المغازی	علامہ معمر {2} بن راشد الکوفی
9-	تاریخ ابن خلدون	علامہ عبد الرحمٰن بن خلدون مغزلی
10-	تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین سیوطی
11-	تاریخ یعقوبی	علامہ احمد بن ابی یعقوب بن واضح کاتب عباسی
12-	فتوح البلدان	علامہ احمد بن یحیٰی البلاذری
13-	مروج الذھب	علامہ ابو الحسن علی بن حسین المسعودی
14-	طبقات ابن سعد	علامہ محمد {3} بن سعد کاتب الواقدی
15-	معارف	علامہ امام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ المتولد 213ھ المتوفی 276ھ

{1} علم تاریخ کی کتب کثیر ہیں، صاحبِ کشف الظنون نے تیرہ سو کتب شمار کی ہیں۔ اگر اضافہ علم مقصود ہو تو کشف الظنون کا مطالعہ کریں لیکن میں نے تو اختصار کے پیش نظر چند کتب کے نام پیش کیے ہیں۔

{2} حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد محترم ہیں۔

{3} ثقہ اور معتمد علیہ ہیں یہ واقدی کے شاگرد ہیں۔

نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
علامہ امام طبری	تاریخ کبیر	16-
امام محمد بن اسمعیل البخاری	التاریخ الکبیر	17-
امام علامہ ابن اثیر	التاریخ الکامل	18-
امام علامہ ابن حبان	کتاب الثقاۃ	19-
امام علامہ مقریزی	تاریخ مقریزی	20-
امام علامہ الماوردی	الاحکام السلطانیہ	21-
امام علامہ مقریزی	النقود الاسلامیہ	22-
امام علامہ ابن جوزی	سیرت عمرین	23-
امام علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	ازالۃ الخفاء	24-
امام علامہ قسطلانی	المواہب اللدنیہ	25-
امام علامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی	الزرقانی علی المواہب	26-
امام علامہ عبد الحق محدث دہلوی	اخبار الاخیار	27-
امام علامہ خطیب بغدادی	تاریخ بغداد	28-
علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی (شہید الجزیرہ انڈماں)	تاریخ حبیب الٰہ	29-
علامہ امام طبری	تاریخ الامم والملوک	30-
علامہ ابن قتیبہ	عیون الاخبار	31-
شاعر فردوسی	شاہنامہ فردوسی	32-
مخدوم شاہ محمد حسن صابری	تاریخ آئینہ تصوف	33-
حاجی خلیفہ کاتب چلپی	کشف الظنون	34-
	انسان العیون (تاریخ حلبی)	35-
	نواسخ التاریخ	36-
	اتمام الوفاء	37-

علمِ طب

تعریف: وہ علم ہے جس سے صحت کی حفاظت اور بیماری سے شفایابی کی معرفت حاصل ہو۔

موضوع: انسانی بدن ہے۔

غرض: صحت کی حفاظت اور بیماری سے شفایابی کی معرفت حاصل کرنا۔

شرف: علم طب باقی علوم سے مقدم اور اہمیت کا حامل ہے۔اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادِ مبارک میں اسے مقدم کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَبْدَانِ وَعِلْمُ الْاَدْیَانِ یعنی ''علم دو ہیں: ایک ابدان کا علم اور دوسرا ادیان کا علم''۔

فائدہ جلیلہ: طب روحانی: طب روحانی وہ علم ہے جس سے دلوں کے کمالات' ان کے فائدہ دینے' ان کی بیماریوں اور دوائیوں' اس کی صحت کی حفاظت کی کیفیت اور اسے اعتدال پر رکھنے کی معرفت حاصل ہو۔طبیب روحانی وہ شیخ کامل ہوتا ہے جو طب کو جانتا ہو اور ارشاد و تکمیل پر قادر ہو۔

اعضاءِ رئیسہ: اعضاءِ رئیسہ چار ہیں: دل' دماغ' جگر اور خصیتین۔

دل: دل صنوبر کی طرح ایک مخروطی جسم ہے جس کی اصل اور جڑ سینے کے وسط میں اوپر کی طرف ہے اور اس کا سر بائیں طرف مائل ہے۔وہ انار کی رنگت کا سرخ گوشت' لیف اور صلبی غشاء سے بنا ہوا ہے اور وہ حرارت غریزیہ کا منبع ہے۔اس کے دو بطن ہیں۔ایک دائیں جو زیادہ خون اور تھوڑی روح سے بھرا ہوا ہے۔اس سے پھیپھڑوں کی طرف ایک راستہ کھلتا ہے جس کے ذریعہ دل پھیپھڑوں کو خون مہیا کرتا ہے اور پھیپھڑوں سے ہوا وصول کرتا ہے۔دوسرا بطن بائیں جانب ہے جو زیادہ روح اور تھوڑے خون سے بھرا ہوا ہے۔اس سے شریانیں پیدا ہوتی ہیں۔مؤمن کے دل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان' اس سے محبت اور اس

کی معرفت سمائی ہوتی ہے۔ قلبِ مؤمن تجلیاتِ الٰہیہ، انوارِ ذاتیہ، اسرارِ ربانیہ اور رموزِ صمدانیہ کا مرکز ہوتا ہے۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا ہے ؎

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است

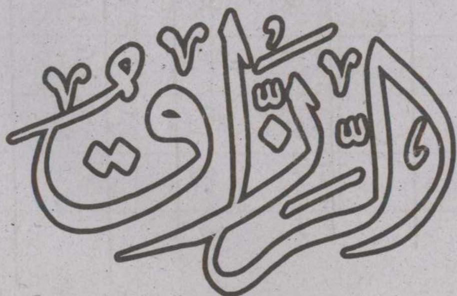
آبروئے ماز نامِ مصطفیٰ است

دماغ: دماغ نرم سا ایک جوہر ہے جو درمیان سے خالی سفید رنگ کا ہے، وہ مخ شریانوں، اُور غشاء جسے ام دماغ کہتے ہیں اور غشاء صلبی جو کھوپڑی سے ملا ہوا ہے، سے بنا ہوا ہے۔ اس کی شکل مثلث کے مشابہ ہے جس کا قاعدہ سر کے آگے کی طرف ہے اور وہ زاویہ جو دو ساقوں کے درمیان بنتا ہے، سر کے پیچھے کی طرف ہے۔ اسی دماغ کے ذریعہ سے حس اور حرکت ہے۔ حس تو نرم پٹھے کے واسطہ سے ہے اور حرکت سخت پٹھے کے باعث ہے۔

جگر: وہ ایک جسم کا حصہ ہے جو گوشت، آنتوں، شریانوں اور غشاء سے بنا ہوا ہے۔ اس کے دو غشاء ہیں: ایک بے حس ہے اور دوسرا باحس ہے۔ اس کا رنگ جمے ہوئے خون کی طرح ہوتا ہے۔ اس سے ایسی رگیں نکلتی ہیں جو پھڑکتی نہیں ہیں، انہیں اوِدہ کہا جاتا ہے۔ یہ دائیں پہلو میں ہوتا ہے۔ اس کی پیٹھ پچھلی پسلیوں سے اور اس کا پیٹ معدہ سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا اوپر والا حصہ حجابِ صدر سے شروع ہوتا ہے اور نیچے والا حصہ کوکھ تک پہنچتا ہے۔ اس کا کام خون پیدا کرنا ہے جو اعضاء کی غذا کے کام آتا ہے۔

خصیتین: دو خصیوں میں سے ہر خصیہ سفید چربی والے گوشت، رگوں اور شریانوں سے بنا ہوا ہوتا ہے۔ اِن کا کام منی کو پختہ کرنا ہے۔





امورِ طبعی

ارکان
- پانی
- مٹی
- آگ
- ہوا

(نوٹ) ان کو عناصر اربعہ بھی کہتے ہیں۔

اخلاط
- صفراء
- بلغم
- خون
- سوداء

امزجہ
- گرمی
- سردی
- تری
- خشکی

(ان چاروں کو مزاج مفردہ کہتے ہیں)

- گرمی تری
- گرمی خشکی
- سردی تری
- سردی خشکی

(ان چاروں کو مزاج مرکب کہتے ہیں)

اعضاء

اعضائے مفردہ
- اعصاب
- وتر
- رباط
- اعضاء
- جلیاں
- ورید
- عظم
- غضروف
- ظفر
- نخاع
- چربی
- گوشت
- سمین
- جلد
- بال

اعضائے مرکبہ
- دماغ
- پاؤں
- آنکھ
- ہاتھ
- ناک
- سرین
- ہونٹ
- مثانہ
- کان
- گردہ
- قصبہ
- کندھا
- مری
- پیٹھ
- لہاۃ
- آلہ تناسل
- زبان
- خصیہ
- دل
- دبر
- جگر
- ماساریقا
- سینہ
- رحم
- پھیپھڑا
- آنتیں
- پتہ
- معدہ
- تلی

ارواح
- روح نفسانی
- روح طبعی
- روح حیوانی

قویٰ
- قوی نفسانی — اس کا مبداء دماغ ہے
- قوی طبعی — اس کا مبداء جگر ہے
- قوی حیوانی — اس کا مبداء دل ہے

افعال
- فعل مرکب
- فعل مفرد

معجون فلاسفہ: اسے مادۃ الحیات کہتے ہیں۔ یہ سرد دماغی امراض کے لیے مفید ہے جیسے فالج اور نسیان۔ دماغ کے لیے مقوی، یادداشت کی محافظ، عقل واشتہاء کی زیادتی اور زبان کے جاری ہونے کے لیے مفید ہے۔ علاوہ ازیں بلغم، سلسل بول، کمر درد، درد گردہ اور جوڑوں کے درد کو دور کرتا ہے۔ منی کو زیادہ کرتا ہے، دانتوں کو مضبوط کرتا ہے اور مسوڑھوں کو پختہ کرتا ہے۔ ضعف معدہ اور جگر کو زائل کرتا ہے۔ قولنج بلغمی، ریحی، شدتِ پیاس، گردہ، مثانہ کی پتھری اور پیشاب کے قطروں کو دور کرتا ہے۔ مثانہ کے امراض کو ختم کرتا ہے، بوڑھوں اور سرد طبیعت والوں کے لیے مفید ہے۔ گرم طبیعت والوں کے لیے نقصان دہ ہے۔ یہ دودھ اور سکنجبین کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے۔

معجون فلاسفہ کا نسخہ

ھوالکافی ھوالشافی

نمبر شمار	اجزاء	وزن	نمبر شمار	اجزاء	وزن
1-	سیاہ مرچ	پانچ تولہ	9-	زراوند شامی	پانچ تولہ
2-	مگاں	پانچ تولہ	10-	عروق بابونہ	پانچ تولہ
3-	دار چینی	پانچ تولہ	11-	چلغوزہ	پانچ تولہ
4-	ہڑیڑ کا پوست	پانچ تولہ	12-	اخروٹ	پانچ تولہ
5-	آملہ	پانچ تولہ	13-	ثعلب مصری	پانچ تولہ
6-	بھیڑے کا پوست	پانچ تولہ	14-	تخم بابونہ	اڑھائی تولہ
7-	سونٹھ	پانچ تولہ	15-	مویز منقی	پندرہ تولہ
8-	شیطرج	پانچ تولہ	16-	شہد	دو کلو

علم طب کی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	قانونچہ فی الطب	شمس الدین چشمینی
2-	میزان الطب	کبیر الدین
3-	تشریح الطب	سائیں بخش
4-	طب اکبر	اکبر ارزانی
5-	سدیدی	
6-	شریفی	
7-	شرح الاسباب	کبیر الدین
8-	قانونچہ شیخ بوعلی سینا	شیخ بوعلی سینا
9-	الرحمہ فی الطب والحکمہ	
10-	الطب النبوی	
11-	مجربات الدیربی	

انجیر : یہ خفیف طعام ہے جو جلدی سے ہضم ہو جاتی ہے۔ معدہ میں ٹھہرتی نہیں ہے اور قطرے بن کر باہر نکل جاتی ہے۔ طبیعت کو نرم، بلغم کو کم کرتی ہے، گردوں کو صاف کرتی ہے اور مثانہ کی پتھری کو نکالتی ہے۔ پتھری ایک مرض ہے جو مقر بول پر غالب ہو جاتی ہے۔ ریت کی طرح چھوٹے چھوٹے اجزاء کے ساتھ پیشاب کو نکلنے سے روک دیتی ہے۔ جب اجزاء بڑھ جائیں تو پتھری بن جاتے ہیں۔ یہ انجیر جگر اور تلی کے سدّے کو کھولتی ہے۔ یہ بدن کو موٹا کرتی ہے، بواسیر کو ختم کرتی ہے، بال لمبے کرتی ہے اور فالج سے محفوظ رکھتی ہے۔ جو اسے سوتے وقت کھائے وہ صاحب دولت بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اولاد کا رزق عطا فرماتا ہے۔ (الصاوی علی الجلالین)

زیتون: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے زیتون لازم ہے کیونکہ یہ صفراء کو زائل کرتا ہے، بلغم کو دفع کرتا ہے، پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے، خلوت کو حسین کرتا ہے، نفس کو خوش کرتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے۔ اس کا تیل دردِ سر کو دور کرتا ہے اور ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کی گٹھلی داڑھ درد اور پھیپھڑوں کی بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ اس کے پتے سداب کے ساتھ ملا کر پینے سے پیشاب کی تکلیف سے نجات حاصل ہوتی ہے اور اس کی راکھ کا ضماد آگ کے جلنے کے لیے باعثِ شفا ہے۔ ایسے ہی باقی تر زخموں کے لیے بھی مفید ہے۔ (حاشیہ حیواۃ الحیوان)۔ زیتون کا تیل کھایا بھی جاتا ہے اور لگایا بھی جاتا ہے۔ جو خواب میں زیتون کے پتے دیکھے گا وہ عروہ وثقیٰ کے ساتھ تمسک کرے گا۔ (الصاوی علی الجلالین)

انار: ابن سینا نے کہا: انار ماس خورہ کے لیے اچھا ہے، ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے اور سانس پھولنے کو روکتا ہے۔ اس کی ٹہنیوں کا چھلکا حشرات کو دور کرنے کے لیے مفید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض پرندے اس کی ٹہنیوں کو اپنے گھونسلے میں رکھ لیتے ہیں اور حشرات اس کے قریب نہیں جاتے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب انار کھاؤ تو اسے چھلکے سمیت کھاؤ کیونکہ یہ معدہ کے لیے دباغ (رنگنے والا) ہے، اس کے دانے آدمی کے پیٹ میں ٹھہر کر دل کو روشن کرتے ہیں اور وسوسے کے شیطان کو چالیس دن تک گونگا کر دیتے ہیں۔

سفید کھنبی: یہ چربی کی طرح سفید رنگ کی بوٹی ہے جو زمین سے اُگتی ہے، اسے عربی میں **شحمۃ الارض** کہتے ہیں اور عجمی میں دیوکلاہ کہتے ہیں۔ اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین یا پانچ کھنبیاں لیں، انہیں نچوڑ کر پانی بوتل میں محفوظ کر لیا اور لڑکی کی آنکھ میں بطور سرمہ لگایا تو اس کی آنکھ کا درد ختم ہو گیا۔ بعض نے کہا ہے کہ اگر آنکھ میں جلن ہو تو صرف اس کا پانی شفاء ہے۔ میں نے اور دیگر لوگوں نے دیکھا: ایک اندھے نے اس کے پانی کا سرمہ لگایا تو اس کی بینائی بحال ہو گئی۔ وہ شیخ کمال اور صاحبِ صلاح ہیں۔ حدیث کی روایت اعتقاداً اور تبرکاً ہوئی ہے۔ (مجمع بحار الانوار)

عجوہ: یہ کھجور کی ایک قسم ہے جو سیاہی مائل ہے۔ جو شخص صبح نہار منہ سات عجوہ کھجور کھائے اسے جادو اور زہر نقصان نہیں دے سکتا۔ یہ مدینہ منورہ کی عمدہ ترین کھجور ہے۔ جادو اور زہر کو روکنا اس کا خاصہ ہے، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے ہے۔

شہد: جمہور کا مؤقف یہ ہے کہ شہد مکھی کے منہ سے نکلتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دنیا میں اولادِ آدم کی بہترین شراب شہد کی مکھی کی بیٹھ (یعنی شہد) ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہد منہ سے نہیں نکلتا۔ اسی طرح ابن عطیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شہد میں تین چیزیں ہیں: شفاء، مٹھاس اور دودھ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شہد بیماری کے لیے شفاء ہے اور قرآن سینے کی کدورت کے لیے شفاء ہے۔ تم پر قرآن اور شہد دونوں شفائیں لازم ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہر مہینے تین دن صبح کے وقت شہد چاٹا اسے کوئی بڑی بیماری نہیں لگے گی۔ نقاش نے ابو وجزہ سے حکایت کی ہے کہ وہ شہد کا سرمہ لگاتے اور اس کے ساتھ ہر بیماری کا علاج کرتے۔ یہ دل، اعصاب، باہ، معدہ اور جگر کو طاقت دیتا ہے۔ علاوہ ازیں خون پیدا کرتا ہے اور باہ کو حرکت دیتا ہے۔





علمِ لغت

تعریف: وہ علم ہے جس میں جواہر مفردات کے معانی سے بحث ہو کہ ان کی ہیئت جزئیہ کس معنی کے لیے موضوع ہے، اور وضعی طور پر مفردات کی ہر جوہر کی ترکیب سے معانی جزئیہ پر دلالت ہو۔

موضوع: اس کا موضوع با معنی لفظ (لفظ موضوع) ہے بحیثیت متن اور جوہر کے۔

غرض: اس کی غرض وغایت معانی جزئیہ کے سمجھنے میں غلطی سے بچنا اور کلمات عربیہ سے ان معانی کے سمجھنے کی واقفیت حاصل کرنا ہے۔

واضع: اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مختلف اقوال ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ ابتدائی طور پر لغت کا واضع اللہ تعالیٰ ہے۔

فوائد جلیلہ: (1)...... بعض نے کہا ہے کہ اوّلاً جو حضرت آدم علیہ السلام کو زبان عطا ہوئی وہ عربی تھی۔ اس کی تفصیل حدیث سے واضح ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عربوں سے تین وجہوں سے محبت کرو: میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور جنتیوں کی زبان عربی ہے۔

(2)...... خبر بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں عطا فرمائیں۔ جب آپ نے درخت کے پتے کھائے تو عربی کے علاوہ سب زبانیں سلب فرمالیں۔ جب آپ کو نبوت عطا فرمائی تو سب زبانیں واپس لوٹا دیں۔ آپ علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ ان تمام زبانوں سے کلام فرماتے جن سے آپ کی اولاد قیامت تک گفتگو کرے گی خواہ عربی ہو یا فارسی، رومی ہو یا سریانی، یونانی ہو یا عبرانی، زنجیہ ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور زبان۔

(3)...... علامہ خازن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کے تحت لکھا ہے: بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ

السلام کو فرشتوں کے نام سکھائے، بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی اولاد کے نام سکھائے اور بعض نے کہا ہے کہ زبانیں سکھائیں۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کے نام ان تمام زبانوں میں سکھائے جن سے آپ کی اولاد گفتگو کرتی ہے یعنی عربی، فارسی اور رومی وغیرہ۔

امام اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: خبر میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں سکھائیں۔

لغت کی مثالیں

نمبر شمار	نام کتاب	مثال
1-	عربی زبان	سَلَامٌ ، كَلَامٌ ، يَدٌ ، وَجْهٌ
2-	حبشی زبان	اَصْحِمَةُ، كِفْلَيْنِ ، مِشْكٰوةٌ
3-	عبرانی زبان	ابراهيم ، اسماعيل ، يعقوب ، اسرائيل {1}
4-	سریانی زبان	طور، زبانيون ، طٰهٰ، اليم
5-	رومی زبان	صراط ، فردوس ، قسطاس
6-	ہندی زبان	طُوبٰی

فائدہ جلیلہ: توریت شریف سریانی زبان میں نازل ہوئی، انجیل عبرانی زبان میں نازل ہوئی اور قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔

{1} اِسْرَا کا معنی بندہ ہے اور اِیْل کا معنی اللہ ہے تو معنی ہوا اللہ کا بندہ۔12

لغت کی علامتوں کی تفصیل

نمبر شمار	علامت	تفصیل	نمبر شمار	علامت	تفصیل
1-	ا	اردو	21-	ن	باب نَصَرَ یَنْصُرُ
2-	ص	صفت	22-	ف	باب فَتَحَ یَفْتَحُ
3-	مث	مثنّٰی	23-	س	باب سَمِعَ یَسْمَعُ
4-	مذ	مذکر	24-	ک	باب کَرُمَ یَکْرُمُ
5-	م	مؤنث	25-	ح	باب حَسِبَ یَحْسِبُ
6-	ع	عربی	26-	َ	مضارع مفتوح العین
7-	ف	فارسی	27-	ِ	مضارع مکسور العین
8-	ت	ترکی	28-	ُ	مضارع مضموم العین
9-	مب	معرب (عربی بنایا گیا)	29-	َ ِ ُ	مضارع کے عین کلمہ پر تینوں حرکتوں کا جائز ہونا
10-	مف	مفرس	30-	فس	پہلے کا مفتوح اور دوسرے کا ساکن ہونا (وَلْغ)
11-	فج	جدید فارسی	31-	ضف	پہلے کا مضموم اور دوسرے کا مفتوح ہونا
12-	مش	عربی اور فارسی میں مشترک	32-	کس	پہلے کا مکسور اور دوسرے کا ساکن ہونا
13-	ی	یونانی	33-	ضس	پہلے کا مضموم اور دوسرے کا ساکن ہونا
14-	فا	اسم فاعل	34-	فف	پہلے اور دوسرے دونوں کا مفتوح ہونا
15-	مفع	اسم مفعول	35-	فک	پہلے کا مفتوح اور دوسرے کا مکسور ہونا
16-	مع	معروف	36-	فض	پہلے کا مفتوح اور دوسرے کا مضموم ہونا
17-	ج	جمع	37-	ض	پہلے کا مضموم ہونا (ذُو)
18-	جج	جمع الجمع	38-	ک	پہلے کا مکسور ہونا (اِذْ)
19-	مص	مصدر	39-	ف	پہلے کا مفتوح ہونا (ذَا)
20-	ض	باب ضَرَبَ یَضْرِبُ	40-	س	ساکن ہونا (اِضْرِبْ)

فائدہ جلیلہ: فِعَالَۃٌ کی بنا اس چیز کے لیے ہے جو کسی شئے پر مشتمل ہو۔ عِصَابَۃٌ (پگڑی)، عِمَامَۃٌ (پگڑی)، قِلَادَۃٌ (گلوبند)، غِشَاوۃٌ (پردہ)، وِسَادَۃٌ (تکیہ)، قِرَابَۃٌ (تلوار کی میان)، جِنَازَۃٌ (جنازہ) اور سِتَارَۃٌ (پردہ)۔

فائدہ جلیلہ:

ہر وہ کلمہ کہ جس کے فاء اور عین کے مقابل جیم اور نون ہو تو اس کے معنی میں ستر (پردہ) کا معنی ملحوظ ہوتا ہے۔ جیسے:

نمبر شمار	لفظ	معنی	وضاحت
-1	جَنَّۃٌ	جنت	کیونکہ سائے دار درختوں کے نیچے چھپی ہوئی ہے۔
-2	جِنٌّ	جن	کیونکہ یہ آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔
-3	جُنُوْنٌ	بے عقلی	کیونکہ یہ عقل کو ڈھانپ دیتا ہے۔
-4	جَنِیْنٌ	نوزائیدہ بچہ	کیونکہ یہ پیٹ میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔
-5	جَنَانٌ	دل	کیونکہ یہ سینے میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔
-6	جَنَابَۃٌ	ناپاکی	کیونکہ یہ طہارت حکمیہ کو ڈھانپ لیتی ہے۔
-7	جَنَاحٌ	پرندوں کے پَر	کیونکہ یہ پیٹ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔
-8	جُنَّۃٌ	ڈھال	کیونکہ یہ پیٹ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔
-9	جِنْسٌ	جنس	کیونکہ انواع کو ڈھانپ لیتی ہے۔
-10	جَنَازَۃٌ [1]	جنازہ	کیونکہ یہ میت کو ڈھانپے ہوئے ہوتا ہے۔
-11	جُنَاحٌ	گناہ	کیونکہ یہ طبعاً پردہ میں کیا جاتا ہے۔

---

[1] جنازہ جیم کے کسرہ سے ہو تو اس کا معنی میت اور لاش ہے۔ جیم کے فتحہ کے ساتھ ہو تو پھر اس کا معنی وہ تخت ہوتا ہے جس پر غسل دیا جاتا ہے یا چارپائی جس پر میت رکھی جاتی ہے۔

لغاتِ قرآن کا حل

(ذُو کی تثنیہ کے ساتھ لغتیں)

نمبر شمار	لغتیں	مراد
-1	ذو قبلتین	سید الانبیاء سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔
-2	ذو النورین	سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔
-3	ذو الیدین	سیدنا خرباق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔
-4	ذو القرنین	سکندر اعظم ہیں۔
-5	ذو النطاقتین	سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔
-6	ذو البجادین	ان کا نام عبد اللہ تھا۔ پہلا نام عبد العزیٰ تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبدیل کر کے عبد اللہ رکھا۔ جب اُنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ نے ان کے لیے دو چادریں بنائیں تو انہوں نے ایک کو اوپر اوڑھ لیا اور دوسری کا ازار باندھا۔ ان کا لقب ذوالبجادین ہو گیا۔ (بجاد موٹی چادر کو کہتے ہیں)۔
-7	ذو الجسدین	عطارد کو کہتے ہیں کیونکہ اس کا برج جوزا ہے جو دو جسموں والا ہے۔
-8	ذو الشھادتین	سیدنا حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔

علمِ لغت کی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	صراح قراح	امام ابوفضل محمد بن عمر بن خالد قرشی المعروف جمالی
2-	منجد	لولیس مالوف
3-	قاموس	امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی
4-	مفردات امام راغب	علامہ ابوالقاسم حسین بن محمد بن فضل المعروف راغب اصفہانی
5-	تاج العروس	شیخ تاج الدین احمد بن محمد بن عبدالکریم الزاہد اسکندرانی
6-	مجمع بحار الانوار	شیخ محمد طاہر صدیقی یمنی
7-	صحاح جوہری	امام ابونصر اسماعیل بن الحمار الجوہری الفارابی
8-	لسان العرب	شیخ جمال الدین محمد بن مکرم انصاری افریقی مصری
9-	المصباح المنیر	شیخ امام احمد بن محمد بن علی
10-	التعریفات	علامہ سید علی بن محمد بن علی حسینی جرجانی حنفی
11-	منتھی الارب	
12-	تاج اللغات	
13-	غیاث اللغات	

عِلمُ الإنشاء

تعریف : وہ علم ہے جس میں نثر عبارت میں اس حیثیت سے بحث کی جائے کہ وہ فصیح و بلیغ ہے اوران آداب پر مشتمل ہے جو عربوں کے نزدیک معتبر ہیں۔اسے عمدہ عبارات سے ادا کیا گیا ہو جو مقام وحال کے مطابق ہو۔بعض نے کہا ہے کہ انشاء کالغوی معنی {1} پیدا کرنا ہے،اور اصطلاحی معنی کے اعتبار سے وہ فن ہے جس سے عمدہ الفاظ اوران کی عمدہ ترتیب سے مرادی معنیٰ تعبیر کیا جاسکے۔

موضوع :اس کا موضوع نثر عبارت ہے اس حیثیت سے کہ وہ فصیح و بلیغ ہواور آداب معتبرہ پر مشتمل ہو۔

غرض :اس کی غرض مرادی معنی کو فصیح و بلیغ عبارت سے ادا کرنے کا ملکہ حاصل کرنا ہے۔

فائدہ جلیلہ: انشاء کے لغوی و اصطلاحی معنی میں مناسبت مخفی نہیں ہے کیونکہ انسان جب اپنے مرادی معنی کو(جو دل میں پوشیدہ ہوتا ہے) ظاہر کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے نفس میں ایک صورت پیدا ہوتی ہے،جس کے ذریعے وہ معنی کو ظاہر کرتا ہے اور اسے نفس بھی کہتے ہیں۔ان میں مشابہت ہے تو محاورۃً کہا جاتا ہے: **فلانٌ طیب النفس۔** اس سے مراد ہوتا ہے: **فلان طیب الانشاء۔**

{1} اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ (سورۃ المؤمنون) فرمادیجیے وہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔دوسری جگہ فرمایا: هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (سورۃ النجم) وہ تمہیں خوب زیادہ جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا۔مزید ایک جگہ فرمایا: ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِيْنَ (سورۃ المؤمنون) پھران کے بعد ہم نے اور سنگت پیدا کی۔ایک جگہ اعلان کیا: نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ الواقعۃ) ہم تمہیں ایسی صورتوں میں پیدا کردیں جس کی تمہیں خبر نہیں۔پھر فرمایا: ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ (سورۃ المؤمنون) ہم نے پھر اسے اور صورت میں پیدا کیا۔فرمایا: يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ وہ دوسری مرتبہ پیدا کرے گا۔ان تمام آیاتِ مبارکہ میں انشاء یعنی پیدا کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

فائدہ جلیلہ: انشاء کتابت کے تمام اطراف کو شامل ہوتی ہے۔ خواہ کتاب کی تالیف کے متعلق ہو یا خطبہ وخط کی تحریر کے متعلق ہو خواہ نثر میں ہو یا نظم میں۔ ہر قسم کی کتابت کو محیط ہوتا ہے جس طرح جنس اپنی انواع کو محیط ہوتی ہے۔

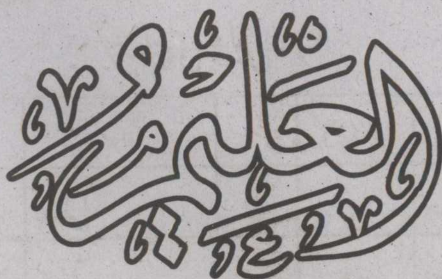
نمبر شمار	خط کی نوعیت	القاب
1-	جب دوست کو خط لکھنا ہو۔	اے آنکھوں کی ٹھنڈک' دل کے قبلہ' پیارے دوست' دوستوں کی رونق اور چہرے کے زیور!
2-	جب والد صاحب کو خط لکھنا ہو۔	میرے پیارے محترم ومکرم والد صاحب' اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے!
3-	جب بیٹے کو خط لکھنا ہو۔	میرے پیارے برخوردار بیٹے' اللہ تعالیٰ تجھے آفات سے محفوظ رکھے!
4-	جب والدہ صاحبہ کو خط لکھنا ہو۔	میری پیاری محترمہ والدہ صاحبہ' اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے!
5-	جب بھائی کو خط لکھنا ہو۔	میرے عزیز القدر بھائی جان' اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے!
6-	جب استاد صاحب کو خط لکھنا ہو۔	سیدی استاذی المکرّم' ملجائی المعظم' اللہ تعالیٰ آپ کی عزت زیادہ فرمائے' حضور والا' سیدی الفاضل' مجد الاماثل دامت برکاتکم العالیہ!
7-	جب مرشد پاک کو خط لکھنا ہو۔	اعلیٰ حضرت سیدی زبدۃ العارفین' سید الکاملین' مرشدی' مولائی' ملجائی' ماوای' سندی وزخری' دامت فیوضکم العالیہ!
8-	جب استاذ' قاضی' مفتی کو خط لکھنا ہو۔	اعلیٰ حضرت' سیدی' قدوۃ الحکماء' عمدۃ العلماء' فریدۃ العقلاء والفضلاء' امام القضاۃ سلمہ اللہ تعالیٰ!

9-	جب دوست نے دوست کو خط لکھنا ہو۔	عزیز القدر، محترم بھائی جان، اللہ تجھے سلامت رکھے!
10-	جب عقیدت مند نے عالم ذی وقار کو خط لکھنا ہو۔	بخدمت جناب، مکرمی، مخدومی، قدوۃ الفضلاء، تاج النبلاء سلمہ العزیز!
11-	جب امیر المومنین کو خط لکھنا ہو۔	بخدمت جناب سلطان المسلمین، امیر المؤمنین اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَكَ!
12-	جب مریض ڈاکٹر کو خط لکھے۔	بخدمت جناب فاضل ڈاکٹر صاحب، اللہ تعالیٰ آپ کو اصلاح کی توفیق بخشے!

علمِ اِنشاء کی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	الشهاب الثاقب فی صناعة الكاتب	علامہ سعید خوری شرتوتی معلم
2-	معلم اللغة و آداب الانشاء	





علمُ الخط

تعریف : وہ علم ہے جس سے حروف ہجاء کے ذریعہ الفاظ کی تصویریں بنانے کی کیفیت کی معرفت حاصل ہو۔ مثلاً جیم' عین' زید' بکر وغیرہ۔ خط کی نسبت اس کے اہل کی طرف ہوتی ہے جیسے: خطِ عبرانی' خطِ زنجی' خطِ عربی وغیرہ۔

موضوع : کتابت کے اعتبار سے حروف ہجاء کے ذریعہ الفاظ کی صورتیں بنانا۔

غرض : ناظر کے ذہن کو خطوط ونقوش (جو کہ الفاظ پر دلالت کرتے ہیں) سے الفاظ و حروف کی طرف منتقل کرنا۔ پھر الفاظ وحروف سے ان معانی کی طرف منتقل کرنا جو ذہن میں حاصل ہوتے ہیں' اس علم کی غرض ہے۔

فائدہ جلیلہ: سب سے پہلے جس نے لکھا وہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

اس علم کی شرافت: اس علم کی شرافت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم خط کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور اس کے ذریعے اس نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: وَعَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ اس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاتھ کی زبان کو قبول کرو۔ کوئی معاملہ ایسا نہیں مگر کتابت اس کی وکیل' مدبر اور معبّر ہے۔

فائدہ جلیلہ: رسم الخط کی مثالیں

نمبر شمار	رسم الخط	مراد	نمبر شمار	رسم الخط	مراد
1-	تعه	تَعَالیٰ	9-	حِ	حِینَئِذٍ
2-	یقو	یَقُوْلُ	10-	فَحِ	فَحِینَئِذٍ

-3	بطه	بَاطِلٌ	-11	الایـة	اِلٰی آخِرِ الْاٰیـَةِ
-4	یقه	یُقَالُ	-12	الخ	اِلٰی آخِرِهٖ
-5	کك	کَذٰلِكَ	-13	المطه	اَلْمَطْلُوْبُ
-6	لایقه	لَایُقَالُ	-14	هف	هٰذَا خَلْفٌ
-7	المصـ	اَلْمُصَنِّفُ	-15	الحدیث	اِلٰی آخِرِ الْحَدِیْثِ
-8	الشر	اَلشَّارِحُ	-16	المق	اَلْمَقْصُوْدُ

فائدہ جلیلہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ میں اختصار کرنا حرام ہے۔ جیسا اس زمانہ میں کثرت سے یہ رسم الخط موجود ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صلعم، صللم اور ؐ کی شکل پر لکھتے ہیں۔ علیہ السلام کو "م، عم اور ؑ کی شکل مین لکھتے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سب سے پہلے جس شخص نے صلوٰۃ وسلام میں اختصار کیا تو سزاءً اس کا ہاتھ کاٹا گیا کیونکہ اس نے صلوٰۃ کی تخفیف کی۔ علامہ سید طحطاوی رحمہ الباری درمختار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: جس نے علیہ السلام کو ہمزہ اور میم سے لکھا وہ کافر ہوگیا کیونکہ اس نے تخفیف کی اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تخفیف کفر ہے۔ علامہ طحطاوی رحمہ الباری نے یہ بھی فرمایا ہے: رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ؓ کی شکل میں لکھنا مکروہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں فرمایا: جو شخص اس بات سے غافل ہوا وہ خیر عظیم سے محروم ہوگیا اور اس نے فضل عمیم کو فوت کر دیا۔ امام اہلسنّت، مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قدس سرہ کی جگہ ق اور رحمہ اللہ تعالیٰ کی بجائے رح لکھنا حماقت اور برکت سے محرومی ہے۔ اس لیے اے عزیز طلباء! اور اساتذہ کرام! اس طرح کے رسم الخط سے نہیں لکھنا چاہیے۔

فائدہ جلیلہ: ابداع، اختراع، صنع، خلق، ایجاد، احداث، فعل، تکوین اور جعل یہ سب الفاظ متقارب المعنی ہیں۔

رسم الخط کی اقسام

فائدہ جلیلہ:

نمبر شمار	نام رسم الخط	مثالیں
1-	عربی رسم الخط	سلام و سلٰم و ستدارك و شان۔
2-	اردو رسم الخط	سلام، سلام، ستدراک اور استدراک وشان
3-	انگریزی رسم الخط	I am guite well and with you to be in the same state.
4-	عثمانی رسم الخط	رحمٰن {1}۔ لَاۡ اِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ۔ لَاۡاَوۡضَعُوۡا۔ لَاۡاَذۡبَحَنَّہٗ۔ لَاۡاَنۡتُمۡ۔ جاننا چاہیے کہ ان تمام مقامات میں لام تاکیدیہ ہے لیکن وہ لکھا لام اور الف سے گیا ہے اور اس کے خلاف جائز بھی نہیں ہے۔
5-	خط نستعلیق	

فائدہ جلیلہ: بعض نے کہا سب سے پہلے جس نے کتاب 1-عربی، 2-فارسی، 3-سریانی، 4-عبرانی، 5-حمیری، 6-یونانی، 7-رومی، 8-قبطی، 9-بربری، 10-اندلسی، 11-ہندی اور 12-چینی زبان میں بارہ کتابیں لکھیں وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ آپ نے مٹی پر لکھا اور اسے پکایا۔ جب آپ زمین میں تشریف لائے اور آپ کی اولاد متفرق ہوئی تو ہر قوم نے ایک کتاب پائی تو اسے لکھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کتاب عربی ملی۔ جو یہ روایت ہے سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام نے قلم کے ساتھ لکھا تو اس سے مراد خط رمل ہے۔

فائدہ جلیلہ: قصیدہ بردہ شریف کے شارح حضرت امام خرپوتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شعر: وَوَاقِفُوۡنَ لَدَیۡہِ عِنۡدَحَدِّھِمُ الخ کی شرح میں فرمایا: حدیث مبارکہ میں بیان کیا

{1} رحمٰن کو رسم الخط رحمان سے لکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ رحمان مسیلمہ کذاب کا نام تھا۔ (جو جھوٹا مدعی نبوت تھا) اس لیے اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن اور مسیلمہ کذاب لعنتی کا نام رحمان لکھا جاتا ہے تاکہ دونوں میں فرق ہو جائے۔

گیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں لکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: روشنائی لے کر اپنا قلم استعمال کرتے ہوئے حرف کو واضح کریں، باء کو قدرے لمبا کریں، سین کے دندوں میں فاصلہ رکھیں اور میم کو اندھی نہ چھوڑیں (اسے صاف کر کے لکھیں) باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کبھی لکھا تھا اور نہ سابقہ کتب کا مطالعہ کیا تھا۔

حضرت امام اسماعیل حقی اندلسی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں آیت مبارکہ: وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ کے تحت لکھتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب خطوں کو جانتے تھے اور ان کے بارے میں خبر دیتے تھے۔



علمِ قرأت

تعریف : وہ علم ہے جس میں کتاب اللہ پر نظم کی صورتوں کے بارے میں بحث کی جائے اس حیثیت سے کہ وجوہ متواترہ مختلف ہیں۔

موضوع : اس کا موضوع اللہ تعالیٰ کے کلام کا نظم ہے اس حیثیت سے کہ وجوہِ متواترہ مختلف ہیں۔

غرض : اس کی غرض وجوہ مختلفہ متواترہ کے ضبط کا ملکہ حاصل کرنا ہے۔

فائدہ: اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام تحریف وتقصیر کے تصرف سے محفوظ رہے۔

شرافت: اس علم کی شرافت اس سے واضح ہے کہ اس کا تعلق کلام اللہ (کتاب اللہ) سے ہے اور وہ سب کلاموں سے اشرف ہے۔

فائدہ جلیلہ: قرآنِ کریم کے پڑھنے والے کے لیے ضروری ہے وہ چار علموں کو جانتا ہو: (1) علم تجوید یعنی اسے حروف کے مخارج اور ان کی صفات لازمہ وعارضہ کا علم ہو۔ (2) علم اوقات یعنی اسے معلوم ہو کہ کہاں وقف کرنا ہے اور کہاں نہیں کرنا' کہاں وقف مناسب ہے اور کہاں نامناسب ہے اور کہاں وقف لازم ہے اور کہاں لازم نہیں ہے۔ (3) اسے عثمانی رسم الخط کا علم ہو۔ (4) اسے علم قرأت کی معرفت بھی حاصل ہو۔

فائدہ جلیلہ: مقیم کے لیے فجر اور ظہر کی نمازوں میں طوال مفصل کا پڑھنا اچھا ہے جبکہ عصر اور عشاء کی نمازوں میں اوسط مفصل اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل کا پڑھنا افضل ہے۔ (وقایہ)

1۔ طوالِ مفصل: سورت حجرات سے سورت بروج تک کی سورتیں طوال مفصل ہیں۔

2۔ اوساط مفصل: سورت بروج سے سورت: لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تک کی سورتیں اوساط مفصل ہیں۔

3- قصار مفصل: سورت: لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے آخر قرآن تک سب سورتیں قصار مفصل ہیں۔

فائدہ جلیلہ: سلف صالحین کے احوال میں مذکور ہے کہ ان میں سے زیادہ ہر ہفتہ ایک قرآن ختم کرتے تھے اور اکثر ایک دن اور رات میں ایک دفعہ قرآن ختم کرتے تھے۔ ایک جماعت ایک دن اور رات میں دو قرآن کریم ختم کرتی تھی اور دوسرے ایک دن اور رات میں تین قرآن ختم کرتے تھے۔ بعض ایک دن اور رات میں آٹھ قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے یعنی چار رات میں اور چار دن میں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ شخص جو چار دفعہ دن میں اور چار دفعہ رات کو قرآن ختم کیا کرتا تھا وہ سید خلیل ابن الکاتب صوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں۔ یہ ایک دن اور رات میں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم ختم کرنے کی روایت جو ہم تک پہنچی اور سید جلیل احمد دورقی نے اپنی سند سے منصور بن اذان بن عباد (جو مشہور تابعین رضی اللہ عنہم سے ہیں) سے روایت کی ہے کہ وہ ظہر اور عصر کے درمیان وقت میں ایک قرآن ختم کرتے اور مغرب اور عشاء کے درمیان وقت میں بھی قرآن پاک ختم کرتے۔ ابن ابی داؤد نے اپنی صحیح سند میں روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رمضان المبارک میں مغرب اور عشاء کے درمیان قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ جو ایک رکعت میں قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے وہ تعداد میں زیادہ ہیں، جن کی گنتی نہیں ہوسکتی۔ انہی لوگوں میں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تمیم داری اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم ہیں۔ مختار یہ ہے کہ یہ حکم اشخاص کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ جو شخص آناً فاناً آسانی سے معانی دقیقہ اور معارف لطیفہ سمجھ لیتا ہے اور ایسے ہی جو اشاعت علوم میں مصروف رہتا ہے اس کے لیے اتنی جلدی قرآن کریم ختم کرنے میں حرج نہیں ہے لیکن جو اس طرح کا ملکہ اور سمجھ نہیں رکھتا اس کے لیے حکم یہ ہے کہ آسانی سے جتنا پڑھنا ممکن ہو، وہ پڑھے تاکہ اس کی طبیعت رنجیدگی وملال کا شکار نہ ہو۔ متقدمین کی ایک جماعت نے ایک دن اور رات میں ختم قرآن کو مکروہ کہا ہے کیونکہ خبر صحیح میں آیا ہے کہ جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے اسے نہ سمجھا۔ یہ حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ اس میں اس وہم کا ردّ ہے جو انہی حواشی میں مذکور ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ اس میں اس وہم کا ردّ ہے جو انہی حواشی میں مذکور ہے کہ مطلقاً زیادہ قرأت کرنا مذموم ہے حالانکہ یہ اس طرح نہیں ہے بلکہ مذموم تو اس شخص کے لیے ہے جس کی طبیعت خوش نہ ہو بلکہ رنجیدگی اور تنگی کا شکار ہو۔ اس کے برعکس وہ شخص جس کی طبیعت خوش ہو، اس کا کثرت تلاوت قرآن کرنا اچھا ہے، باعث مذمت نہیں ہے۔ اسی طرح اس شخص کے لیے کثرت تلاوت قرآن افضل ہے کیونکہ تلاوت قرآن باقی سب اذکار سے افضل ہے بشرطیکہ ان اذکار کے لیے کوئی وقت وحال خاص نہ ہو۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دیگر معمولات کے علاوہ غیر رمضان میں ایک دن، رات میں ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں دو قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دن میں اور ایک رات میں۔

تعوذ: تعوذ کے الفاظ کی متعدد صورتیں ہیں:

1- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

2- نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

3- اَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

4- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الْمُرْتَدِّ اللَّعِيْنِ الرَّجِيْمِ o

امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعوذ کے بہترین الفاظ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہیں جبکہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بہتر الفاظ یہ ہیں: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الْمُرْتَدِّ اللَّعِيْنِ الرَّجِيْمِ o امام ثوری اور امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بہتر الفاظ یہ ہیں: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (صاوی علی الجلالین)

تنویر الابصار کی شرح درالمختار میں مذکور ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے پہلی رکعت میں آدھا قرآن کریم اور دوسری رکعت میں دوسرا آدھا پڑھا، حتیٰ کہ دو رکعتوں میں قرآنِ کریم ختم کردیا۔ یہ واقعہ آخری حج کے موقعہ پر خانہ کعبہ میں ایک رات آپ سے صادر ہوا۔

فائدہ جلیلہ:

حروف حلقی : حروف حلقی چھ ہیں: ہمزہ، ھا، حا، خا، عین، غین

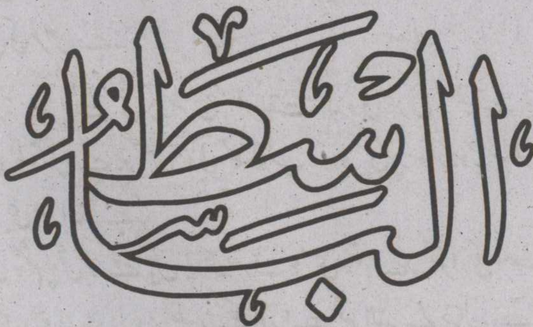
حروف شفوی: حروف شفوی تین ہیں: واؤ ، با ، میم۔

حروف وسطی : حروف وسطی تین ہیں: جیم ، شین اور یا۔

حروف قمری : حروف قمری پندرہ ہیں: ا، ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق، ک، م، و، ہ، ء، ی۔

حروف شمسی : حروف شمسی چودہ ہیں: ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط ، ظ، ل، ن۔





علمِ تصوف

تعریف : تصوف وہ علم ہے جس سے دل کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالی کرنے اور اس کے سوا باقیوں کو پست کرنے کے طریقوں کی معرفت حاصل ہو۔ علامہ جامی قدس سرہٗ السامی نے اپنی کتاب نفحات السامی میں نقل فرمایا ہے جو شیخ ابراہیم بن شہریار رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال میں ہے اُنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تصوف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے دعوؤں اور استحقاقات کو چھوڑنا اور معانی کا چھپانا، تصوف ہے۔

موضوع : اسلامی طریقے کے مطابق دل کو اللہ تعالیٰ کے سوا سے مجرد کرنے کے متعلق احوال کی معرفت، اس کا موضوع ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لفظ ''تصوف'' صفاء سے ماخوذ ہے جبکہ حضرت غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''مصافات'' سے ماخوذ ہے جس کا معنیٰ ''خالص دوستی کرنا'' ہے۔

غرض : نوع انسانی کے کامل لوگوں کا طاقت بشریہ کے مطابق سعادات کے مدارج میں ترقی کرنا، اس کی غرض ہے۔

فائدہ جلیلہ: شریعت کشتی کی طرح، طریقت سمندر کی طرح، حقیقت سیپ کی مثل اور معرفت موتی کی مثل ہے جو شخص موتی کا طالب ہو وہ کشتی پر سوار ہو۔ ہر طریقت، شریعت کے بغیر بے دینی اور الحاد ہے۔

صوفی پشم پوش کو کہتے ہیں کیونکہ صوف کا معنیٰ پشم ہے۔ فقراء کی اصطلاح میں صوفی اس کو کہتے ہیں جو اپنے دل پر نظر رکھے اور اسے غیر اللہ کے خیال سے پاک کرے۔ (غیاث اللغات) صوفی مخلص کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا:

علموں باجھ کوئی فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہُو
سے ورہیاں دی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہُو

تصوف کی منازل

فنافی الشیخ: یہ ہے کہ شیخ اور مرشد کے اوصاف مرید میں پیدا ہو جائیں۔ یہ فنا کے مراتب سے پہلا مرتبہ ہے۔

فنافی الرسول: یہ ہے کہ سالک کی صفات بشری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفات کا روپ دھار جائیں۔

فنافی اللہ: یہ ہے کہ سالک کی صفات بشری صفاتِ الٰہیہ سے تبدیل ہو جائیں۔

فائدہ جلیلہ: چار پیروں اور چودہ خانوادوں کی تفصیل: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار خلفاء تھے، جن سے دو صلبی اور دو غیر صلبی تھے۔ دو صلبی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ دو غیر صلبی حضرت حسن بصری اور خواجہ کمیل بن زیاد رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔ خلفاء راشدین کے بعد انہیں چار پیر کہا جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو خلیفے تھے۔ ایک حبیب عجمی اور دوسرے عبدالواحد بن زید رحمہما اللہ تعالیٰ۔ حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نو خانوادوں کی ابتداء ہوئی۔ وہ یہ ہیں: (1) حبیبیاں (2) طیفوریاں۔ (3) کرخیاں۔ (4) سقطیاں۔ (5) جنیدیاں۔ (6) کارونیاں۔ (7) طوسیاں۔ (8) سہروردیاں۔ (9) فردوسیاں۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے پانچ خانوادوں کی ابتداء ہوئی۔ وہ یہ ہیں: (1) زیدیاں۔ (2) عافیاں۔ (3) ادھمیاں۔ (4) ھبیریاں۔ (5) چشتیاں۔ یہ کل چودہ خانوادے ہوئے۔

فائدہ جلیلہ: بارہ امام باطنی ہیں۔

فائدہ جلیلہ: تصوف یہ ہے کہ انسان کا دنیا کی موافقت سے دل کو صاف کرنا، اخلاق طبیعہ سے الگ رہنا، صفات بشریہ کا فرو کرنا، خواہشات نفسانیہ سے ایک طرف ہونا، صفات روحانیہ کا طے کرنا، علوم حقیقہ سے متعلق رہنا، بہتر کو ہمیشہ استعمال کرنا، تمام امت کی

خیر خواہی کرنا، حقیقت پر اللہ تعالیٰ سے وفا کرنا اور شریعت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنا۔ **بعض** نے کہا: اپنے ارادے اور اختیار کو چھوڑ دینا تصوف ہے۔ **بعض** نے کہا: اللہ تعالیٰ کی محبت میں کوشش صرف کرنا تصوف ہے۔ **بعض** نے کہا: اپنے حواس کو ان کی خواہشات سے محفوظ رکھنا تصوف ہے۔ **بعض** نے کہا: اعتراض کرنے سے اعراض کرنا تصوف ہے۔ **بعض** نے کہا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کو صاف کرنا تصوف ہے اور اس کی اصل دنیا سے بے نیازی ہے۔ **بعض** نے کہا: امر اور نہی کے تحت صبر کرنا تصوف ہے۔ **بعض** نے کہا: شرافت کی خدمت، تکلفات کا ترک اور دانائی کا استعمال کرنا تصوف ہے۔ **بعض** نے کہا: حقائق پر نظر رکھنا، دقائق کی ترجمانی کرنا اور مخلوق کی دولت سے ناامید ہونا تصوف ہے۔

تعریفاتِ اصطلاحاتِ صوفیاء

نمبر شمار	نام اصطلاح	تعریف
(1)	مجذوب	وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے لیے چُن لے، اسے اپنی جناب کا برگزیدہ بنائے، اسے بلند و بالا بارگاہ کا مطلع بنائے اور وہ بغیر کسب وتعب کی تکلیف کے تمام مقامات و مراتب پر فائز ہو جائے۔
(2)	سالک {1}	اس ابتدائی شخص کو کہتے ہیں جو اپنے حال سے مقامات کی سیر کرے۔
(3)	مجاہدہ	شروع میں یہ ہے کہ نفس امارہ بالسوء سے اس طرح جنگ کرنا اس پر ان چیزوں کا بوجھ ڈالا جائے جو اس پر دشوار ہوں اور وہ شرع کی مطلوب ہوں۔
(4)	مراقبہ	بندہ کا تمام حالات کو ہمیشہ اپنے رب کی اطلاع سے جاننا۔
(5)	مکاشفہ	وجوداً یا شہوداً حجاب کے پیچھے پوشیدہ معانی اور حقیقی امور پر مطلع ہونا۔
(6)	محاسبہ	تمام حالات میں نفس کا احتساب کرنا۔

{1} حضرت حافظ حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت ہی اچھا کہا:

بہ مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

نمبر شمار	نام اصطلاح	تعریف
(7)	تجلی	انوارِ غیوب سے دلوں کا منکشف ہونا۔
(8)	عالم الاسرار	اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں بغیر سبب کے موجود ہوئیں انہیں عالم ملکوت کہتے ہیں۔
(9)	عالم الخلق	اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں سبب سے پیدا کیں انہیں عالم شہادت کہتے ہیں۔
(10)	برزخ	کون وبعث کے درمیان عالم مشہود برزخ ہے۔
(11)	ازل	جانب ماضی میں غیر متناہی مقدر زمانوں میں وجود کا مستمر ہونا ازل ہے۔
(12)	ابد	جانب مستقبل میں غیر متناہی مقدر زمانوں میں وجود کا مستمر ہونا ابد ہے۔
(13)	سالک	وہ جو بغیر علم وتصور کے اپنے حال سے مقامات کی سیر کرے۔
(14)	خرق عادت	اسے محال عادی کہا جاتا ہے جو ممکن بالذات ہوتا ہے۔

خرق عادت

معجزہ: وہ خلافِ عادت بات جو مدعی نبوت کے ہاتھ سے صادر ہو جو خیر وسعادت کی طرف دعوت دے۔ اس سے مقصود دعویٰ نبوت کے صدق کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

ارہاص: وہ خلافِ عادت بات جو بعثت سے پہلے نبی کے ہاتھ سے صادر ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ ارہاص کرامت ہی ہے کیونکہ بعثت سے پہلے نبی ولی کے مرتبہ سے کم نہیں ہوتا۔

کرامت: وہ خلافِ عادت بات جو پرہیز گار مومن سے صادر ہو جو کہ نبوت کا دعویدار نہ ہو۔

معونت: وہ خلاف عادت بات جو عام مومنوں سے صادر ہو انہیں آزمائش وبلاء سے رہائی کے لیے۔

اہانت: وہ خلاف عادت بات جو فاسق، فاجر اور کافر کے ہاتھ سے ظاہر ہو جو ان کے موافق ہو۔

استدراج: وہ خلاف عادت بات جو فاسق، فاجر اور کافر کے ہاتھ سے صادر ہو جو بظاہر ان کے موافق ہو۔

☆ ☆ ☆

علمِ موسیقی[1]

تعریف :وہ ان اصولوں کا علم ہے جن سے آواز کو حسین بنانے کے طریقوں کی معرفت حاصل ہو۔

موضوع :اس کا موضوع آواز ہے حسن وقبح کی حیثیت سے۔

غرض :اس کی غرض آواز کو خوب تر اور اچھا بنانا ہے۔

شرافت: جب حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسحور کن آواز نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متعجب کیا تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: تمہیں تو آلِ داؤد علیہ السلام کے سازوں سے ایک ساز عطا کیا گیا ہے۔

حداء [2] کی ابتداء : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے (اپنے اصحاب سے) فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ حداء کی ابتداء کب ہوئی؟ عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہمیں اس کا علم نہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہارا باپ مضر اپنے مال کی تلاش میں نکلا اس نے اپنے غلام کو اس حال میں پایا کہ وہ اُونٹ متفرق کیے ہوئے تھا تو اس نے اس غلام کے ہاتھ پر چھڑی ماری۔ وہ جنگل میں بھاگ گیا' وہ چیخ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: وایداہ! ہائے میرے ہاتھ! جب اونٹوں نے اس کی آواز سُنی تو وہ اس کے پاس آ گئے۔ مضر نے کہا: اگر کلام سے اس کی مثل کلام مشتق کر لیا جائے تو وہ ایسا کلام ہوگا کہ اس پر اونٹ جمع ہو جائیں۔ پھر اس سے حداء مشتق کیا گیا۔

فائدہ جلیلہ: بعض نے کہا: اس علم کے بارہ (12) مقام ہیں' ہر مقام کے دو شعبے ہیں اور ہر شعبہ کے کئی نغمے ہیں۔ پھر دو مقاموں کے اتصال سے چھ آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔

{1} علم موسیقی' علم ریاضی کی ایک قسم ہے۔

{2} حداء اس گیت اور آواز کو کہتے ہیں جو شتربان اونٹ ہانکتے وقت گاتے ہیں تا کہ اونٹ تیز چلیں۔

فائدہ جلیلہ: صاحب غیاث اللغات نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ بقول امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ علم موسیقی کی ابتداء حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوئی۔ بعض نے کہا: ققنس نام کا ایک پرندہ ہے۔ اس کی آواز سے حکماء نے علم موسیقی نکالا ہے۔

ققنس: یہ ایک پرندہ ہے جس کی عمر ہزار سال ہوتی ہے حکماء نے اس کی آواز سے علم موسیقی نکالا ہے۔ اس کی مادہ نہیں ہوتی۔ اس کا توالد وتناسل اس طرح ہوتا ہے کہ جب وہ بوڑھا ہوتا ہے وہ لکڑیاں جمع کر کے ان کے اندر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی چونچ پر بے شمار سوراخ ہیں، ان سے آواز نکالنا شروع کر دیتا ہے اور ہر سوراخ سے علیحدہ علیحدہ ایک راگ نکلتا ہے۔ جب وہ ایک راگ جسے ہندی میں دیپک کہتے ہیں، نکالتا ہے تو ان لکڑیوں کو فوراً آگ لگ جاتی ہے اور وہ پرندہ جل کر خاک ہو جاتا ہے۔

بعض نے لکھا ہے کہ اس کی چونچ میں ایک سو ساٹھ (160) سوراخ ہوتے ہیں۔ جب اسے موت آتی ہے وہ لکڑیوں میں بیٹھ کر راگ نکالتا ہے، اپنی آواز سے مست ہو جاتا ہے، آگ بھڑک اُٹھتی ہے اور وہ جل جاتا ہے۔ پھر قدرت الٰہی سے بارش ہوتی ہے جو اس خاک پر پڑتی ہے، اس خاک سے ایک انڈہ پیدا ہوتا ہے اور انڈے سے دوبارہ وہی جانور باہر آتا ہے۔ فارسی میں اسے آتش زن کہتے ہیں۔ (غیاث اللغات)





علمِ تعبیر

تعریف :وہ علم ہے جس سے تخیلات نفسانیہ اور امور غیبیہ کے درمیان مناسبت کی معرفت حاصل ہو، تخیلات سے امور غیبیہ کی طرف انتقال ہو اور خارج میں احوال نفسانیہ یا آفاق میں احوال خارجیہ پر استدلال کیا جائے۔اس علم کو علم الرؤیا بھی کہتے ہیں۔

موضوع :اس کا موضوع ''خوابیں'' ہیں۔

غرض : اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ جو خواب دیکھا ہے اس کے باعث خوشخبری دینا یا ڈرانا ہوتا ہے۔

خوابوں کی اقسام: خواب کی تین قسمیں ہیں: (1) حدیث نفس۔ (2) بری خواب۔ (3) سچی خواب۔

حدیث نفس: نفس ان چیزوں کی صورتیں خواب میں دیکھے جنہیں بیداری میں دیکھ چکا ہو یا غور وفکر کی اور اس سے ایک خیال اختراع کر لیا کہ اس کی خارج میں کوئی اصل نہیں ہے۔ایسی خواب کو حدیث نفس کہتے ہیں۔

بری خواب: وہ ہے شیطان خواب دیکھنے والے کے خیال میں کوئی شئی ڈالے اور اس کے لیے اسے ڈرانے یا کھیل کود کے لیے تمثیل بنائے کیونکہ شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ایسے خواب کو الرویا السوء (براخواب) کہتے ہیں۔

سچا خواب: سچا خواب صحیح ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کے لیے غیبی خزانوں سے کسی شئی کا الہام ہوتا ہے یا اس کی مخفی صفات واحوال اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے درجات کا اعلام ہوتا ہے، حتیٰ کہ یہ خواب اس کے لیے بشارت وخوشخبری ہوتا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کا خواب کلام ہوتا ہے۔ اس کا رب خواب میں اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ طبرانی نے اسے اپنی سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

فائدہ جلیلہ: انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی قطعی ہوتے ہیں، اسی لیے حضرت

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے درپے ہوئے۔ صلحاء کے خواب یعنی اولیاء کے خواب جنہوں نے ریاضت کر کے اپنے نفسوں کا تزکیہ ہوتا ہے، اپنے سے کدورات جبلیہ کو زائل کیا ہوتا ہے، گناہ و نافرمانی کے مظالم سے اپنے آپ کو بچایا ہوتا ہے اور اپنے باطن کو انوار نبوت کے اقتباس سے روشن کیا ہوتا ہے۔ ان کے خواب سچے ہوتے ہیں مگر نادر اور شاذ طور پر سچا نہیں بھی ہوتا۔ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں۔

کواشی نے کہا: خواب کا تعلق نیند سے ہے، دیکھنا آنکھ سے ہوتا ہے اور رائے کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔

فائدہ جلیلہ: اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا جائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا یعنی اچھی صفت پر دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا اس جگہ کے رہنے والوں کے لیے عدل و خوشی اور شادابی و بھلائی کا مظہر ہے۔ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، اس نے اس سے جنت یا مغفرت یا آگ سے نجات کا وعدہ کیا تو وہ وعدہ حق ہے اور کلام سچا ہے۔

فائدہ جلیلہ: شیطان، انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی اور فرشتوں میں سے کسی فرشتے کا ہم شکل نہیں ہوسکتا۔ نہ ہی وہ سورج، چانداور روشن ستاروں کی شکل بن سکتا ہے۔ نہ ہی بارش والے بادل کی شکل ہوسکتا ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں دیکھنا احسان ہے اور اہل دین کو خواب میں دیکھنا ان کے دین میں قدر و مرتبہ کے لحاظ سے خیر و برکت ہے۔

فائدہ جلیلہ: جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں اکثر دیکھے وہ ہمیشہ خفیف الحال اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر حاجت و رسوائی کے درویش الحال رہے گا۔

فائدہ جلیلہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشتاق ہوتا ہوں تو میں درج ذیل نماز ادا کرتا ہوں۔ میں اپنی جگہ سے نہ ہلتا حتیٰ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر لیتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے جس نے یہ نماز ادا کی اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہوا تو میں عمر نہیں۔ جس شخص نے یہ نماز ادا کی اگرچہ زندگی میں ایک بار ہی تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام حاجتیں پوری فرما دیتا ہے اور اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ زمین بھر ہی ہوں۔ وہ نماز چار رکعت ہے جو دو تشہد اور ایک

سلام کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد دس مرتبہ سورت: اِنَّـا اَنْزَلْنٰهُ فِـىْ لَيْلَـةِ الْقَدْرِ پڑھنا اور پندرہ بار تسبیح: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا۔ پھر رکوع کرے اور تین بار: سُبْحَانَ رَبِّىَ الْعَظِيْمُ کہہ کر دس مرتبہ تسبیح کہے۔ پھر سر اُٹھائے اور تین مرتبہ تسبیح کہے۔ پھر سجدہ کرے اور تین مرتبہ: سُبْحَانَ رَبِّـىَ الْاَعْـلٰى کہہ کر پانچ مرتبہ تسبیح کہے، پھر سر اُٹھائے اور دو سجدوں کے درمیان کچھ نہ پڑھے۔ پھر دوسرا سجدہ کرے اور تین بار: سُبْحَـانَ رَبِّـىَ الْاَعْلٰى کہہ کر پانچ مرتبہ تسبیح کہے۔ اسی طرح چار رکعتیں ایک سلام سے مکمل کرے۔

جب نماز سے فارغ ہو تو کلام کیے بغیر دس مرتبہ: اَلْـحَـمْـدُ پڑھے اور دس مرتبہ سورت: اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ پڑھے۔ تینتیس (33) بار تسبیح کہے اور آخر میں یہ پڑھے: جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّداً مَّا هُوَ اَهْلُـهٗ فَاِنَّـهٗ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ۔

علمِ تعبیر کی کتب

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1-	کتاب الاصول	حضرت دانیال علیہ السلام
2-	کتاب الجامع	محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
3-	کتاب الارشاد	جابر مغربی
4-	کتاب التعبیر	اسماعیل بن اشعث
5-	کتاب دستور	ابراہیم کرمانی
6-	کنز الرؤیا	مامون الرشید
7-	بیان التعبیر	عبدروس
8-	ایضاح التعبیر	فخری رحمہ اللہ تعالیٰ
9-	حقائق الرؤیا	محمد بن شاہوید
10-	کتاب تقسیم	امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
11-	منہاج التعبیر	خالد اصفہانی

علمِ سحر

تعریف : وہ علم ہے جس میں نفس شریر سے خلاف عادت باتیں صادر ہوں کہ اس کا معارضہ مشکل نہیں ہوتا۔ اس طرح بھی تعریف کی جاتی ہے کہ وہ ان الفاظ واعمال کا علم ہے جن کے سبب انسان شیاطین کے قریب ہو جاتا ہے اور شیاطین مسخر ہو جاتے ہیں۔ پھر جس شئی کا وہ ارادہ کرتا ہے اس پر وہ مدد کرتے ہیں۔

موضوع : اس کا موضوع وہ الفاظ واعمال ہیں جن کے ذریعے انسان شیاطین کے قریب ہو۔

غرض : اس کی غرض لوگوں کو مرغوب کرنا ہے۔

فائدہ جلیلہ: اہلِسنّت کے نزدیک سحر (جادو) کا وجود حق ہے۔ شیخ منصور نے کہا: یہ کہنا کہ سحر علی الطلاق کفر ہے، صحیح نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت سے بحث کرنے میں حرج نہیں ہے۔ اگر سحر میں اس چیز کا رد ہو جو شرعاً قطعی طور ثابت ہو تو یہ کفر ہے ورنہ کفر نہیں ہے۔

فائدہ جلیلہ: بیشک بعض بیان سحر ہوتے ہیں یعنی اس سے سامعین کے دلوں کو لوٹ لیا جاتا ہے، اگرچہ وہ حق نہ ہی ہو۔ بعض نے کہا ہے وہ سحر جس سے گناہ کی بات لکھی جائے، اس سے ساحر کسب کمائے تو یہ قابل مذمت ہے اور مدح کے لیے ہو تو یہ جائز ہے۔ اس لیے کہ اس کے ذریعے دلوں کو مائل کیا جاتا ہے، غصہ والے کو راضی کیا جاتا ہے اور مشکلات کو آسان بنا لیا جاتا ہے۔

فائدہ جلیلہ: اہلِسنّت کا مذہب ہے سحر کی حقیقت ہے اور اس کا انکار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کلام ملفوف کے نطق کے وقت یا اجسام کی ترکیب کے وقت یا مختلف مزاجوں کی ترکیب کے وقت جنہیں ساحر کے علاوہ کوئی نہ جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس وقت خلاف عادت باتیں پیدا فرما دیتا ہے کیونکہ بعض زہر قاتل ہوتے ہیں اور بعض بیمار کر دیتے ہیں یا نقصان دیتے ہیں۔ سحر کا امتیاز معجزہ اور کرامت سے اس طرح ہے کہ سحر فاسق کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ معالجہ اور معافی کا محتاج ہوتا ہے۔ (مجمع بحار الانوار)

فائدہ جلیلہ: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سحر کا عمل حرام ہے، یہ بالا جماع کبیرہ گناہوں سے ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے سات مہلکات سے شمار کیا ہے۔ بعض جادو کفر ہیں اور بعض کفر نہیں ہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہیں۔ اس میں اگر کوئی قول یا فعل ایسا ہو جو کفر کا مقتضی ہو تو وہ کفر ہے ورنہ وہ کفر نہیں ہے لیکن اس کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے۔ اگر اس میں کفر کی مقتضی کوئی چیز ہو تو یہ کفر ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری)





علمِ رمل

تعریف : وہ ان خطوط نقطوں کی شکلوں کا علم ہے جن سے قواعد معلومہ کے تحت حروف نکالے جاتے ہیں، جمع کیے جاتے ہیں، ایسا جملہ نکالا جاتا ہے جو امور کے انجام پر دلالت کرتا ہے۔اسے علم خطوط ونقوط بھی کہا جاتا ہے۔معلوم ہو چکا ہے کہ یہ حرام ہے۔

موضوع : اس کا موضوع وہ خطوط ونقوط ہیں جن سے معاملات کے انجام کی معرفت حاصل ہو۔

غرض :اس کی غرض معاملات کے آخر کار انجام کو جاننا ہے۔

اصل: اس علم کی اصل حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔

فائدہ جلیلہ: حضرت ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے اس علم کا سیکھنا اور سکھانا سخت حرام ہے کیونکہ اس سے عوام الناس کو وہم ہوتا ہے کہ اس کا فاعل اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیب دانی میں شریک ہے۔حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: ہم سے کچھ آدمی ایسے ہیں جو خط کھینچتے ہیں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام سے ایک نبی خط کھینچتے تو جس کا خط ان کے موافق ہو تو وہ وہی ہے۔امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس جملہ کے معنیٰ میں علماء کرام نے اختلاف کیا ہے۔صحیح یہی ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جس کا خط ان کے موافق ہو تو وہ مباح ہے۔ حضرت عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ جس کا خط ان کے موافق ہو تو یہ وہی ہے جس کی درستگی تمہیں مطلوب ہے۔اس سے جو بات انہوں نے کہی اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ یہ علم اس کے فاعل کے لیے جائز ومباح ہے۔فرمایا: یہ بھی احتمال ہے، کہ ہماری شرع نے اسے منسوخ کر دیا ہو۔خطابی نے فرمایا: یہ حدیث اس خط سے نہی کا بھی احتمال رکھتی ہے کیونکہ یہ علم اس نبی کی نبوت کا علم تھا اور نہی نے اسے اس شرع میں ملانے سے منقطع کر دیا ہے۔نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: علماء کرام کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اب اس کے منہی عنہ ہونے پر اتفاق ہے۔

☆ ☆ ☆

علم جفر

تعریف: وہ علم ہے جس کے جاننے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جہان کے ختم ہونے تک رونما ہونے والے واقعات کو وہ جانتے ہیں۔ اسے علم الحروف بھی کہتے ہیں۔ (منجد) غیاث الملت والدین نے فرمایا: جفر اس مشہور علم کا نام ہے جس سے غیبی احوال جاننے پر آگاہی حاصل ہو۔ (غیاث اللغات)

موضوع: اس کا موضوع وہ حروف ہیں جن سے غیب دانی پر آگاہی ہو۔

غرض: اس علم کی غرض غیبی احوال پر آگاہی حاصل کرنا ہے۔

فائدہ جلیلہ: رافضی کہتے ہیں جفر اور جامعہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابوں کے نام ہیں۔ ان میں اُنہوں نے عالم کے ختم ہونے تک رونما ہونے والے واقعات علم الحروف کے مطابق درج کیے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے مشہور امام ان کتابوں کو جانتے تھے اور ان کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ کتاب قبول عہدہ میں ہے جو امام ہمام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مامون الرشید کو لکھی کہ تو نے ہمارے حقوق کو جانا کہ تیرے آباؤ اجداد نے انہیں نہ جانا۔ میں تیرا عہدہ قبول کرتا ہوں لیکن جفر اور جامعہ دلالت کرتی ہیں کہ یہ مکمل وتام نہیں ہیں۔ مغربی مشائخ کو علم الحروف سے کچھ حصہ حاصل ہوا کیونکہ وہ اس میں اہل بیت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ (دستور العلماء)

تم الکتاب بفضل الوہاب

☆☆☆

اللّٰھم اغفر لمصنفه ومترجمه ومعاونه وقارء یه بجاهِ

سید الانبیاء والمرسلین ۔ آمین !

محمد اختر علی قادری اشرفی

(انگلینڈ)

احوال و آثار

استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ

(بانی نصابِ درسِ نظامی)

تحریر: محمد یٰسین قصوری نقشبندی

خاندانی پس منظر: پاک و ہند (برصغیر) میں دینی مدارس کے مروجہ نصاب کو ''درس نظامی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب معروف صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ انصاری خاندان کے ایک بزرگ حضرت خواجہ ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد (متوفی 481ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ ان کی اولاد سے ملا جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نامی ایک بزرگ سب سے قبل برصغیر میں تشریف لائے، اور دہلی شہر میں قیام پذیر ہو کر ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ یہ بزرگ ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جدِّ امجد تھے۔ ملا جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد ان کی اولاد دہلی کو چھوڑ کر قصبہ ''سہالی''، ضلع بارہ بنکی میں آ کر آباد ہو گئی۔

حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی کا نام ملا قطب الدین رحمہ اللہ تعالیٰ شہید تھا، جو علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ وہ 1040ھ میں پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے ملا دانیال اور قاضی گھاسی الہ آبادی سے علوم و فنون کی تکمیل فرمائی۔ علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد تاحیات درس و تدریس میں مصروف رہے۔ تصنیف و تالیف سے بھی شغف رکھتے تھے۔ آپ کی چند ایک تصانیف کے نام یہ ہیں: (1) حاشیہ شرح عقائد (2) حاشیہ مطول (3) حاشیہ تلویح (4) رسالہ فی تحقیق دار الحرب اور (5) حاشیہ شرح حکمۃ العین وغیرہ۔

حضرت ملا قطب الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذریعہ معاش کاشتکاری تھا۔ ثانی

خاندان کے لوگوں سے زمین کے مسئلہ پر تنازعہ ہوگیا جو شدت اختیار کر گیا۔ مخالفین نے عین تدریس العلوم کے دوران مکان میں داخل ہو کر آپ پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔ جناب محمد رضا انصاری صاحب نے آپ کی شہادت کا حادثہ یوں بیان کیا ہے:

''روزانہ کے معمول کے مطابق ملا قطب الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فجر کی نماز اور وظائف سے فارغ ہو کر اپنے مدرسہ میں آئے اور حاضر خدمت فاضلین کو درس دینے میں مصروف ہو گئے۔ جب دو گھڑی دن گزر چکا تھا اچانک اسد اللہ وغیرہ جو آس پاس کے زمیندار ہیں' آئے اور ملا صاحب کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف سے دیواروں میں نقب لگا کر گھر کے اندر گھس آئے۔ ملا صاحب کو تیر کا ایک زخم' گولی کا ایک زخم اور چہرے پر تلوار کے سات زخم لگائے اور ان کو شہید کر دیا''۔

مخالفین نے آپ کی شہادت پر اکتفا نہ کیا بلکہ مکان نذرِ آتش کر دیا اور مختلف علوم و فنون پر مشتمل کتب کا ذخیرہ جلا کر خاکستر بنا دیا۔ یہ سانحہ فاجعہ 19' رجب 1103ھ مطابق 27' مارچ 1692ء میں پیش آیا۔

ولادت باسعادت: حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی 1088ھ مطابق 27 مارچ 1677ء میں ملا قطب الدین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیدا ہوئے۔ والد گرامی ہمہ وقت درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے تھے۔ اس سلسلے میں ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

تمام چھوٹے بڑے بخوبی جانتے ہیں کہ ملا قطب الدین شہید جو کمالات انسانیہ اور علمی اور عملی فضائل سے متصف اور حافظ قرآن مجید تھے۔ علومِ دینیہ کے طلباء کے درس و تدریس اور عباداتِ خداوندی کے علاوہ ان کا کوئی اور کام ہی نہیں تھا۔ عبادت سے فرصت کے اوقات میں تفسیر' حدیث' فقہ اور اصولِ فقہ کے ایسے علوم میں تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے تھے''۔

(محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 23)

آپ چار بھائی تھے جو سب کے سب صاحب علم و فضل تھے۔ دوسرے تین بھائیوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: (1) علامہ ملا محمد اسعد (2) علامہ ملا محمد سعید اور (3) علامہ ملا محمد رضا رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حصول علوم وفنون واساتذہ کرام:

آپ نے علمی، ادبی اور مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی تھی۔ خاندانی (علمی) ورثہ سمیٹنے کے لیے بچپن کے زمانہ میں حصول علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ تعلیم کا آغاز والد گرامی حضرت علامہ قطب الدین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ سے کیا۔ ان کی شہادت کے وقت شرح ملا جامی (فوائد ضیائیہ) تک علوم وفنون کی کتب پڑھ چکے تھے۔ بعد ازاں آپ نے مختلف مقامات سے مختلف اساتذہ سے علوم اسلامیہ کا درس لیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

1- حضرت علامہ قطب الدین شہید (والد گرامی) 2- حضرت علامہ ملا باقر 3- حضرت علامہ ملا علی قلی جالسی 4- حضرت علامہ ملا امان اللہ بنارسی اور 5۔ حضرت علامہ ملا غلام نقشبند رحمہم اللہ تعالیٰ (محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص61)۔

شرفِ بیعت واعزازِ خلافت:

آپ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد باطنی علوم (معرفت وتصوف) کی طرف متوجہ ہوئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کے جلیل القدر پیشوا اور ولی کامل حضرت سید عبدالرزاق شاہ بانسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ منازل سلوک طے کیں اور اعزاز خلافت بھی حاصل کیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جن کے بارے میں قرآن پاک نے یوں فرمایا: "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" (بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کیے)۔ حضرت علامہ عبدالباری فرنگی محلی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1926ء) نے آپ کا واقعہ بیعت یوں بیان فرمایا:

ملا نظام الدین محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے بھتیجے ملا احمد عبدالحق نے ایک ہی رات میں خواب دیکھا کہ حضرت غوث پاک کے دربار میں حضرت خواجہ

معین الدین چشتی اجمیری (رحمہما اللہ تعالیٰ) بھی ہیں اور حضرت غوث پاک فرما رہے ہیں کہ ان دونوں (ملا نظام الدین محمد اور ملا احمد عبدالحق) کو ہمیں دے دو۔ خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا ہاتھ پکڑ کر حاضر کر دیا۔ حضرت غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ایک صاحب کے حوالے کر دیا۔ یہ صاحب جو کہ پس پشت کھڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں (ہاتھ) پکڑا دیے۔ ان کی صورت دونوں نے دیکھی اور خوب یاد کر لی۔ صبح کو دونوں نے ایک دوسرے سے اپنا خواب بیان کیا۔ ملا نظام الدین محمد نے فرمایا کہ غالباً ہماری تمہاری قسمت میں ان ہی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے"۔ (ایضاً ص229)

اس خواب کے بعد دونوں بزرگوں کی حضرت سید عبدالرزاق شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگئی تو شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت ملا نظام الدین محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مرشد کی بارگاہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ کو مرشد کامل سے انتہائی درجہ کی عقیدت و محبت تھی جس کا اظہار "مناقب رزاقیہ" سے ہوتا ہے۔ اس تالیف میں مرشد کامل کے احوال و آثار، الہامات اور ارشادات و تعلیمات دلنشین انداز میں تحریر فرمائے۔ جناب محمد رضا انصاری صاحب اس کتاب کی اہمیت وافادیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ملا نظام الدین" کا تالیف کردہ تذکرہ "مناقب رزاقیہ" جامع و کامل نہ ہونے، نظر ثانی سے محروم ہونے کے باوجود ایک ماہر مصنف اور ایک مستند عالم دین کی تصنیف ہے اور ایسی تصنیف ہے جو عقیدت و ارادت کے بے محابا اظہار پر مشتمل ہوتے ہوئے بھی افراط وتفریط سے یکسر مصئون و محفوظ ہے۔ عقیدت مند مصنف کا قلم نشۂ ارادت میں سرشار ہونے کے وصف جادۂ اعتدال سے سرِ مو انحراف نہیں کرتا۔ کرامات والہامات کے فراواں کے دوران بھی احادیث و اقوالِ فقہاء سے سندیں اور تائیدیں پیش کرتا جاتا ہے"۔ (محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 234)

تدریسی خدمات وتلامذہ: استاذ الہند، حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ

علوم وفنون کی تکمیل کے بعد تاحیات درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور تبلیغ واصلاح میں مصروف رہے۔ آپ فرنگی محل میں نصف صدی (پچاس سال) تک درس وتدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ہزاروں مدرسین، علماء، محققین، مصنفین، مبلغین اور مصلحین پیدا کیے۔ دورِ حاضر میں پاک وہند کے ممتاز مدرسین، محققین اور علماء بالواسطہ آپ کے تلامذہ ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ جناب محمد رضا انصاری صاحب آپ کی تدریسی اور تصنیفی خدمات کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھنؤ ہی میں قیام اختیار کرلیا اور تمام عمر درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گزار دی اور عظیم شہرت کے مالک ہوئے۔ آج کل ہندوستان کے اکثر اطراف کے علماء ملا نظام الدین سے شاگردی کی نسبت رکھتے ہیں اور تاج فخر ومباہات زیب سر کرتے ہیں۔ جو شخص ملا نظام الدین سے شاگردی کا تعلق رکھتا ہے وہ فضلائے عہد کے درمیان امتیاز وخصوصیت کا پرچم بلند کرتا ہے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ دوسری جگہوں میں تحصیل علم کی لیکن اپنا اعتبار بڑھانے کے لیے فاتحہ فراغ آ کر ملا نظام الدین ہی سے پڑھا''۔ (ایضاً ص73)

آپ کے زمانہ تدریس سے لے کر تاحال دنیا بھر کے علماء بالعموم اور برصغیر (پاک، وہند) کے علماء بالخصوص بالواسطہ آپ کے خوشہ چین اور تلامذہ ہیں۔ اس طرح تلامذہ کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے تاہم آپ کے پچاس سالہ تدریسی دور میں ہزاروں طلباء نے بلاواسطہ علمی فیض حاصل کیا جن میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

☆ حضرت میراں کمال الدین ☆ ملا عبد العلی بحر العلوم (صاحبزادہ حضرت ملا نظام الدین محمد) ☆ حضرت غلام محمد مصطفیٰ ☆ ملا احمد حسین فرنگی محلی ☆ حضرت احمد عبد الحق ☆ غفران مآب ☆ حضرت عبد العزیز بن ملا محمد سعید ☆ ملا حسن فرنگی محلی ☆ ملا کمال الدین سہالوی ☆ ملا محمد ولی فرنگی محلی ☆ ملا مبین فرنگی محلی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 90 تا 136)

خدمت لوح وقلم: حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔آپ نے اصول فقہ کلام (عقائد)' فلسفہ' سیر اور حدیث مبارکہ کے موضوعات پر کتب تصنیف فرمائیں۔آپ کی مشہور تصانیف مبارکہ کے نام درج ذیل ہیں:

☆ رسالہ فی وضوء الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) (فن حدیث) ☆ مناقب رزاقیہ (پیرومرشد کے احوال وآثار الہامات اور ملفوظات وتعلیمات) ☆ شرح التحریر فی اصول الدین ☆ شرح مسلم الثبوت ☆ الصبح الصادق شرح منار الانوار ☆ حاشیہ علی حاشیہ قدیمہ علی شرح تجرید دوّانی ☆ حاشیہ شرح عقائد دوّانی ☆ شرح رسالہ مبارزیہ ☆ حاشیہ شمس بازغہ اور ☆ حاشیہ شرح ہدایت الحکمت۔

(اختر راہی' پروفیسر: مصنفین درس نظامی ص 17)

علمی مقام: عرصہ دراز تک تدریسی خدمات کے نتیجہ میں سیکڑوں مدرسین کا پیدا ہونا اور تصانیف مبارکہ سے آپ کا علمی مقام واضح ہو جاتا ہے۔ ہر دور کے ممتاز علماء نے آپ کے علمی مقام کے اعتراف میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔اس سلسلہ میں دو اقتباس پیش کیے جاتے ہیں:

1۔ حضرت علامہ سید عبدالحیٔ حسنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الامام العالم الکبیر' العلامۃ الشھیر' صاحب العلوم والفنون' غیث الافادۃ الھتون العالم بالرابع المسکون' استاذ الاساتذۃ' امام الجھابذۃ الذی تفرد بعلومہ واخذ لئواھاء بیدہ' لم یکن لہ نظیر فی زمانہ فی الاصول والمنطق والکلام"۔

(محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 62)

حضرت علامہ غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ملاقات کے بعد یوں خراج تحسین پیش کیا:

میں 19' ذی الحجہ 1148ھ مطابق 1736ء میں لکھنؤ گیا' ملا نظام الدین سے ملاقات کی' میں نے ان کو سلف صالحین کے طریقے پر پایا۔ان کی پیشانی پر

بزرگی کا نور تاباں تھا"۔(محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 73)

وصال مبارک: یہ آفتاب علوم و معارف 9' جمادی الاولیٰ 1161ھ مطابق 1748ء میں حجاب رحمت باری تعالیٰ میں چھپ گیا۔

جناب میاں عبدالباسط رامیٹھوی نے آپ کی وفات کے حوالہ سے یہ قطعہ کہا:

نظام الدین محمد واصل حق — چواز روئے زمین سوئے فلک شد
وصال سالِ تاریخش فلک گفت — ملک بود و بہ یک حرکت ملک شد

فرنگی محل سے جانب مشرق ایک میل کے فاصلے پر "باغ ملا صاحب" میں ایک چبوترے پر پانچ مزارات ہیں۔ان میں سے درمیان والا آپ کا مزار ہے۔مزار پر نہ چھت ہے نہ گنبد اور چبوترہ بھی آپ کی تدفین کے بعد بنایا گیا۔چبوترے پر دوسرے چار مزارات حضرت مولانا محمد نعیم' حضرت مولانا عبدالغفار' حضرت مولانا عبدالحکیم اور حضرت مولانا عبدالحلیم رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

برکاتِ مزارِ استاذ الہند: آپ کا سالانہ عرس مبارک ۹' جمادی الاولیٰ میں مزارِ اقدس کے چبوترے سے متصل منعقد ہوتا ہے۔اس تقریب سعید میں پانچ آیات قرآنی' چاروں قل اور سورہ فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔تبرک تقسیم کیا جاتا ہے اور باقی رسومات عرس نہیں ہوتیں۔تقریبِ عرس مبارک کے موقع پر دم کیے ہوئے تیل سے چراغ جلا کر مطالعہ کرنے سے کتب علوم وفنون کے مشکل مقامات بآسانی حل ہو جاتے ہیں۔جناب محمد رضا انصاری صاحب لکھتے ہیں:

> ملا صاحب (نظام الدین محمد) کے سالانہ فاتحہ (عرس مبارک) کے موقع پر ایک عجیب منظر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ فاتحہ سے قبل بڑی تعداد میں شیشیاں اور بوتلیں جن میں جلانے والا تیل بھرا ہوتا ہے مزار کے سرہانے رکھی جاتی ہیں اور فاتحہ (عرس) کے بعد لوگ اپنی شیشیاں اور بوتلیں اُٹھائے جاتے ہیں۔مشہور ہے کہ طالبان علم مزار کے سرہانے اس لیے جلانے والا تیل رکھتے ہیں کہ اس تیل سے چراغ جلا کر مطالعہ کتب کرنے سے مشکل مطالب بآسانی سمجھ میں آجاتے ہیں اور مسائل ذہن نشین ہو جاتے ہیں"۔

(محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 206)

حضرت علامہ عنایت اللہ فرنگی محلی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

قبر مبارک اس وقت بھی مفید خاص و عام اور خاص کر مریضانِ علم کے لیے نسخہء شفاء ہے۔ مشہور ہے کہ جس کو مطلب کتب کا سمجھ میں نہ آتا ہو' کتاب کھول کر مزارِ اقدس پر حاضر رہے اور روحانیت حضرت سے توجہ کرے فوراً مطلب سمجھ میں آجائے گا"۔ (علامہ عنایت اللہ فرنگی محلی: تذکرہ علماء فرنگی محلی ص 181)

عظیم کارنامہ: طلباء کے ذہن کے پیش نظر نصاب متعین کیے بغیر کسی بھی فن میں ملکہ اور قابلیت حاصل کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خداداد صلاحیت اور اساتذہ کرام (بالخصوص والد گرامی حضرت ملا قطب الدین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ) کے فیض سے طلباء کی ذہنی استعداد کے مطابق علوم وفنون کا نصاب ترتیب دیا۔ آپ کا نصاب اور انداز تدریس مؤثر ثابت ہوا' جسے دنیا بھر میں بالخصوص برصغیر میں نظر تحسین سے دیکھا گیا اور اپنایا گیا۔ اس سلسلے میں آپ کے پوتے اور بحر العلوم کے صاحبزادے حضرت علامہ ملا عبد الاعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

جان لیا جائے کہ ہر ایک استاد کے پڑھانے کا انداز زمانہ اور حصول استعداد کے لحاظ سے جداگانہ رہا ہے۔ اس لیے کہ ملا قطب الدین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ ہر فن کی ایک ایک کتاب جو اپنے موضوع پر بہترین ہوتی' پڑھاتے تھے اور ان کے تلامذہ صاحب تحقیق ہو جاتے تھے۔ ملا نظام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ ہر علم کی دو دو کتابیں اور بعض ذہین طلباء کو ایک ایک کتاب پڑھاتے تھے۔ بحر العلوم بعض طلباء کو ایک ایک' بعض کو دو دو اور بعض کو تین تین کتابیں ہر علم وفن کی پڑھاتے تھے یعنی طلباء کی استعداد کے مطابق کتابوں کی تعداد کا تعین کرتے تھے۔ راقم الحروف (ملا عبد الاعلیٰ) نے اپنے زمانہ کے طلباء کی استعداد کے پیش نظر تدریس کا ایک بہت ہی خوب انداز مقرر کیا ہے جس سے طلباء میں کتاب کا مطلب سمجھنے اور علم وفن کے دوسرے پہلوؤں کے حصول کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے اور تحصیل سے جلد فراغت بھی حاصل ہو جاتی ہے"۔ (محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 261)

آپ کا نصاب علوم وفنون اور مخصوص انداز تدریس تلامذہ نے اپنایا اور بعد میں ان

کے تلامذہ نے اختیار کیا۔ یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور شہرت پذیر ہوتا رہا حتیٰ کہ دورِ حاضر میں داخل ہوا۔ جو تاریخی اور عظیم کارنامہ ہے۔ آپ کا مرتبہ نصاب علوم وفنون ''نصاب درس نظامی'' کے نام سے مشہور ہوا۔

نصابِ درسِ نظامی: استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا کارنامہ ''نصابِ درس نظامی'' کی ترتیب ہے۔ ان کا ترتیب دیا ہوا نصاب درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام فن	کتب
-1	صرف	میزان، منشعب، صرف میر، پنج گنج، زبدہ، فصول اکبری، شافیہ
-2	نحو	نحو میر، مائۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی
-3	منطق	صغریٰ، کبریٰ، ایساغوجی، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی مع میر قطبی، سلم العلوم
-4	حکمت	میبذی، صدرا، شمس بازغہ
-5	ریاضی	خلاصۃ الحساب، تحریر اقلیدس (مقالہ اول)، تشریح الافلاک، رسالہ قوشجیہ، شرح چغمینی (باب اول)
-6	بلاغت	مختصر المعانی، مطول تا انا قلت
-7	فقہ	شرح وقایہ، ہدایہ اوّلین، ہدایہ آخرین
-8	اصول فقہ	نور الانوار، توضیح تلویح، مسلم الثبوت
-9	کلام	شرح عقائد نسفی، شرح عقائد جلالی، میر زاہد، شرح مواقف
-10	تفسیر	تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی
-11	حدیث	مشکوۃ المصابیح

گذشتہ چند سالوں سے استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرتبہ نصاب میں بعض کتابیں زیادہ کر دی گئی ہیں اور بعض کم۔ عصرِ حاضر میں بعض مدارس میں جدید مصری کتابیں بھی شامل نصاب ہیں لیکن ایسے مدارس کی تعداد قلیل ہے۔

اس ترمیم و اضافہ شدہ مرتبہ نصاب کو عام دینی مدارس میں مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ فی الحال مدارس عربیہ میں اٹھارہ (18) فنون میں درج ذیل کتابیں پڑھائی جاتی ہیں:

فنون	کتب	مصنف
	میزان الصرف مع منشعب پنج گنج	حمید الدین کاکوروی (م 1215ھ مطابق 1801ء)
	صرف میر	سید شریف جرجانی (م 816ھ مطابق 1413ء)
	علم الصیغہ	مفتی عنایت احمد کاکوروی (م 7 شوال 1279ھ مطابق 28 مارچ 1863ء)
1- صرف	فصول اکبری	سید علی اکبر الہ آبادی (م 1090ھ مطابق 1678ء)
	دستور المبتدی	صفی الدین ردولوی (م 13 ذیقعدہ 819ھ مطابق 13 فروری 1416ء)
	زرادی	فخر الدین زرادی (م 728ھ مطابق 1326ء)
	زنجانی	عبد الوہاب زنجانی (م 655ھ مطابق 1257ء)
	صرف بہائی	بہاء الدین عاملی (م 1031ھ مطابق 1622ء)
	مراح الارواح	احمد بن علی بن مسعود
	نحو میر	سید شریف جرجانی (م 816ھ مطابق 1413ء)
	نظم مائۃ عامل	عبد القاہر جرجانی (م 474ھ مطابق 1081ء)
	شرح مائۃ عامل	
	ہدایۃ النحو	ابو حیان اندلسی (م 745ھ مطابق 1344ء)
2- نحو	کافیہ	ابن حاجب (م 646ھ مطابق 1249ء)
	شرح جامی	علامہ عبد الرحمٰن جامی (م 898ھ مطابق 1492ء)
	تسہیل الکافیہ	عبد الحق خیر آبادی (م 1316ھ مطابق 1900ء)
	حاشیہ شرح جامی	عبد الغفور لاری (م 912ھ مطابق 1506ء)

	صغریٰ کبریٰ	سید شریف جرجانی (م816ھ مطابق 1413ء)
	ایساغوجی	اثیر الدین ابہری (م745ھ مطابق 1344ء)
3- منطق	مرقات	فضلِ امام خیر آبادی (م1244ھ مطابق 1829ء)
	تہذیب المنطق	سعد الدین تفتازانی (م792ھ مطابق 1389ء)
	شرح تہذیب	عبداللہ یزدی (م981ھ مطابق 1573ء)
	سلم العلوم	محب اللہ بہاری (م1119ھ مطابق 1707ء)
	شرح سلم العلوم حمد اللہ	حمد اللہ سندیلوی (م1160ھ مطابق 1747ء)
	شرح سلم العلوم	قاضی مبارک سوم (م1162ھ مطابق 1749ء)
	رسالہ میر زاہد	میر محمد زاہد ہروی (م1101ھ مطابق 1689ء)
	قطبی	قطب الدین رازی (م766ھ مطابق 1364ء)
	میر قطبی	سید شریف جرجانی (م816ھ مطابق 1413ء)
	میبذی	(شرح ہدایت الحکمت) میر حسین میبذی (م1096ھ مطابق 1684ء)
4- فلسفہ وحکمت	صدرا	صدر الدین شیرازی (م1050ھ مطابق 1640ء)
	شمس البازغہ	محمود جونپوری (م1062ھ مطابق 1652ء)
	ہدیہ سعیدیہ	فضلِ حق خیر آبادی (م1278ھ مطابق 1861ء)
	تصریح	امام الدین ریاضی (م1145ھ مطابق 1732ء)
	شرح چغمینی	موسیٰ پاشا رومی (م درمیان 823ھ تا 841ھ مطابق 1419ء تا 1437ء)
6- ہیئت وہندسہ	تحریر اوقلیدس	نصیر الدین طوسی (م672ھ مطابق 1274ء)
	تشریح الافلاک	بہاء الدین عاملی (م1031ھ مطابق 1622ء)
	خلاصۃ الحساب	بہاء الدین عاملی (م1031ھ مطابق 1622ء)
	تلخیص المفتاح	محمد بن عبد الرحمٰن قزوینی (م739ھ مطابق 1338ء)
7- معانی وبیان	مختصر المعانی	سعد الدین تفتازانی (م792ھ مطابق 1389ء)

	مطول	سعد الدین تفتازانی (م 792ھ مطابق 1389ء)
	خلاصہ کیدانی	لطف اللہ نفسی
	منیۃ المصلی	سدید الدین کاشغری (م ساتویں صدی ہجری)
	نور الایضاح	حسن بن عمار شرنبلالی (م 1069ھ مطابق 1659ء)
8-فقہ	قدوری	احمد بن محمد قدوری (م 428ھ مطابق 1037ء)
	کنز الدقائق	عبد اللہ بن احمد نسفی (م 710ھ مطابق 1310ء)
	شرح وقایہ	عبید اللہ بن مسعود (م 747ھ مطابق 1346ء)
	ہدایہ	علی بن ابی بکر مرغینانی (م 593ھ مطابق 1197ء)
9-علم الفرائض	سراجی	سراج الدین سجاوندی (م ساتویں صدی ہجری)
	اصول الشاشی	اسحاق بن ابراہیم شاشی (م 325ھ مطابق 937ء)
	نور الانوار	احمد جیون (م 644ھ مطابق 1246ء)
10-اصول فقہ	حسامی	حسام الدین محمد (م 644ھ مطابق 1246ء)
	توضیح	عبید اللہ بن مسعود (م 747ھ مطابق 1346ء)
	تلویح	سعد الدین تفتازانی (م 792ھ مطابق 1389ء)
	مسلم الثبوت	محب اللہ بہاری (م 1119ھ مطابق 1707ء)
	شرح مواقف	سید شریف جرجانی (م 816ھ مطابق 1413ء)
11-کلام وعقائد	شرح عقائد جلالی	جلال الدین دوانی (م 908ھ مطابق 1502ء)
	شرح عقائد نسفی	نجم الدین عمر نسفی (م 537ھ مطابق 1142ء)
	خیالی	احمد بن موسیٰ خیالی (م 870ھ مطابق 1465ء)
	انوار التنزیل واسرار التاویل	عبد اللہ بیضاوی (م 684ھ مطابق 1285ء)
	جلالین	جلال الدین محلی (م 864ھ مطابق 1459ء)
12-تفسیر	جلالین	جلال الدین سیوطی (م 911ھ مطابق 1505ء)
	کشاف	جار اللہ زمخشری (م 538ھ مطابق 1377ء)

13-اصول تفسیر	فوز الکبیر فی اصول التفسیر	شاہ ولی اللہ دہلوی (م 1176ھ مطابق 1762ء)
	مشکوۃ المصابیح	ولی الدین محمد عراقی
	صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل بخاری (م 256ھ مطابق 870ء)
	صحیح المسلم	مسلم بن حجاج (م 261ھ مطابق 874ء)
	جامع ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی (م 279ھ مطابق 892ء)
14-حدیث	سنن ابی داؤد	ابوداؤد سلیمان (م 275ھ مطابق 888ء)
	سنن نسائی	عبدالرحمٰن احمد نسائی (م 302ھ مطابق 914ء)
	سنن ابن ماجہ	محمد بن ماجہ (م 373ھ مطابق 886ء)
	شمائل ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی (م 279ھ مطابق 892ء)
15-اصول حدیث	نخبۃ الفکر	ابن حجر عسقلانی (م 852ھ مطابق 1449ء)
16-مناظرہ	رشیدیہ	عبدالرشید دیوان (م 1083ھ مطابق 1671ء)
	نفحۃ الیمن	احمد یمنی شروانی (م 1256ھ مطابق 1840ء)
	دیوان متنبی	احمد بن حسین الکندی (م 354ھ مطابق 965ء)
17-ادب عربی	دیوان حماسہ	ابو تمام حبیب الطائی (م 232ھ مطابق 846ء)
	مقامات حریری	قاسم بن علی حریری (م 516ھ مطابق 1123ء)
	سبعہ معلقات	شعرائے عہد جاہلیت
18-عروض	عروض المفتاح	یوسف بن ابی بکر سکاکی (م 626ھ مطابق 1328ء)

(اختر راہی، پروفیسر: تذکرہ مصنفین درس نظامی ص 23 - 18)



تقریظ

الفاضل الالمعی مولانا المفتی محمد اعجاز الرضوی رحمہ القوی

بسمہٖ تعالیٰ

المحمود ھو اللہ جل جلالہ والمصلی والمسلم سیدنا محمد وآلہ اما بعد فقد طالعت ھٰذہ العجالۃ النافعۃ والرسالۃ الرافعۃ اللتی الفھا العلامۃ الابجل والفاضل الاکمل الحبر النحریر والمولی العظیم ابو العلی محمد عبد اللہ القادری الرضوی الاشرفی صانہ المولی الکریم القوی عن المکروھات و البلیات فقد وجدتھا مشحونۃ مملوۃ بالحق الصریح والمحتوی علی تصریفات عدۃ علوم المروجۃ والفنون الدرسیۃ نفعھا اللہ تعالیٰ سائر المسلمین و الحمد للہ رب العٰلمین و ارجو عن اصحاب الجوامع العربیۃ بان یدخلوھا فی النصاب واللہ الموفق للصواب ۔

الفقیر الی اللہ القادر القوی محمد اعجاز الرضوی عفی عنہ
خادم العلماء بدار العلوم لاھل السنۃ و الجماعۃ
الجامعہ گنج بخش لاھور

وکان ذٰلک لخمس شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ

تقریظ

فخر المدرسین مولانا محمد مہر الدین مدظلہم شیخ الحدیث بدار العلوم نظامیہ رضویہ لاہور

الحمد للہ لہ الاسماء الحسنیٰ والصلوٰۃ والسلام الاتمان علیٰ حبیبہ محمد لہ معرفۃ الاشیاء وعلیٰ آلہ واصحابہ نہم الدرجات العلیٰ اما بعد فیقول العبد المفتاق الیٰ جنابہ المتین محمد مہر الدین الحقہ اللہ بالمہرۃ فی الدین۔ انی طالعت الکتاب المستطاب المسمی بالتعریفات لعلوم الدرسیات الذی الفہ الفاضل الاریب لعالم الادیب مصدر الفواضل منبع الفضائل المتبحر القمقام الحبر الصمصام مجمع المکارم محور المحاسن اخی فی اللہ محبی للہ الشہیر بابی العلاء محمد عبد اللہ القادری الرضوی الاشرفی صانہ عن کل شرٍ المولیٰ القوی شیخ الحدیث والتفسیر فی الجامعۃ الحنفیۃ الواقعۃ فی بلدۃ قصور حفظہا اللہ عن جمیع فتور وقتور من مضافات بلدۃ لاہور التی ہی کالروح لپاکستان صانہا اللہ عن جملۃ بورٍ وکور فوجدتہ فی تشریح حقائق الاشیاء اکثر الکتب نفعا واتمہا تحریرا واعمہا اثرا واعظمہا فائدۃ لمن تلاہ ففکر فعلم انہ جدیر ان یطالع ونظرہ فاعمقہ ففہم انہ ینبغی ان یتلقی وصورہ فحققہ فتیقن انہ مما لامریۃ فیہ ولا فریۃ ولعمری انہ لعزیز فی زمان قد ذہب العلم فیہ بحقیقتہ وماہیتہ ونضب بطلہ ومطرہ وانہ لبغیۃ حین تحیرت الافہام فی معرفۃ الحقائق ورسومہا وانہ معراج الابحاث لمبدئہا ومقطعہا فالحق انہ شیئ لم یسبق الیہ احد بشلہ ولم یوجد فی الاسفار بنظیرہ ارجوا للہ ان یجعلہ خالصا لوجہہ الکریم ویمتع بہ المتحصلین فجزاہ اللہ تعالیٰ عنی وعن جمیع المستفیدین احسن الجزاء فی دنیاہ وعقباہ وبارک فی علمہ وعملہ وسلم فی قولہ وفعلہ وکثر فی افضالہ واحسانہ آمین ثم آمین یا ارحم الراحمین۔

احقر عباد اللہ المتین **محمد مہر الدین** ثبت مولاہ علی الدین المبین الیٰ یوم الدین

ناظم الجامعۃ المعینیۃ لاثانیہ وخطیب الجامع جاہ میراں لاہور پاکستان۔ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ ۱۹۶۵ء

تقریظ

استاذ العلماء العلام المقبول مولانا غلام رسول مدظلہم شیخ الحدیث بدار العلوم جامعہ رضویہ لائل پور

الحمد لله العلی ذی الکبریاء والصلوٰۃ والسلام علی النبی المصطفیٰ علیہ وعلی آلہ التحیۃ والثناء اما بعد فقد طالعت الرسالۃ المسماۃ بہا "التعریفات للعلوم الدرسیا" بعض مقاماتہا للفاضل الاجل والعالم الانجل الفرد الاوحد ابی العلاء المولوی محمد عبد اللہ زادہ اللہ مجداً و شرفا وبارک فی علمہ فنفعہ نفعا، فجاء بحمد اللہ بشیئ عجاب لاشتمالہ علی المبدأ والمآب فرأیتہ کانہ مآرب للشارد والوارد ففیہ ارواء عطش المتعلم وابہاء المعلم ازعم ان سیکون من التصنیفات الجدیدۃ ارفع المقام والقدیمۃ رفیع الجنان فکمابدون الموضوع والغرض تخلط العشبات فبدون التعریفات تشق الجہالات فللہ در المصنف حیث تورد فی مقام منیف و ورد علی عین معین فلا یستنکف من یفعم ولا یمل من ینعم وللناس فیما یعشقون مذاہب فادعو اللہ آخراً ان ینفع اللہ بہذہ الرسالۃ طلبۃ العلوم الدینیہ فتکون ذریعۃ للفوز و وسیلۃ للخوض بجاہ سید الانبیاء والمرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم آمین۔

غلام رسول غفرلہ

خادم طلبۃ الحدیث بجامعہ رضویہ الواقعۃ ببلدۃ لائلپور

تقریظ

قامع البدعۃ بالبرہان مولانا المفتی احمد یار خان رحمہ الرحمٰن
(صاحب التصانیف الکثیرۃ)

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء محمد ن المصطفیٰ وعلیٰ الہ واصحابہ البررۃ التقی امابعد فیقول العبد المحتاج الیٰ حبیب الرحمان احمد یار خان النعیمی القادری انی قد طالعت لکتاب المستطاب المسمّٰی بتعریفات لعلوم الدرسیات من مواضع متعددۃ من مصنفات الاعز الاکرم والاوحد الافخم الفاضل اللبیب مولانا محمد عبد اللہ القصوری اطال اللہ عمرہ واعم فیضانہ فوجدتہ شیئا عجیبا لم یسبق الیہ احد من العلماء ہٰذا الکتاب بلاشک وارتیاب نافع للعلماء والطلاب انی ما رأیت کتابا مثلہ قبلہ ادعو اللہ ان یجعلہ خالصا لوجہہ الکریم وینفع بہ الطالبین الیٰ یوم الدین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

وانا العبد المستہان احمد یار خان النعیمی الاشرفی القادری
المقیم ببلدۃ گجرات

۲۰ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۶ھ، ۳ دسمبر سنہ ۱۹۶۶ء یکشنبہ

تقریظ

العالم النحریر مولانا الفاضل محمد عبد العزیز مدظلہ

المھتمم بدار العلوم جامعہ نقشبندیہ (کوٹ ادھاکشن)

الحمد للہ الذی لیس لاسمائہ انتھاء و فضل ابانا آدم علیہ و علی نبینا السلام بتعلیم الاسماء کلھا والصلوٰۃ والسلام علی نبینا اعلم الانبیاء الذی یعلمنا الحکمۃ ویزکینا وعلی الہ واصحابہ البررۃ الاتقیاء الذین ھم خزائن الفضل والاھتداء اما بعد فلما کان اھل العلم لھذا العصر الذی خبت فیہ نار العلم ونضبت فیہ الرغبات الی التعلم لم یألفوا ولم یرتبوا رسالۃ تبینوا فیھا امورا ساطعۃ لھا تمزج بکتب الفنون الدرسیۃ ولیس منھا تخرج لمتعلمی الدروس النظامیۃ من علینا لدفع ھذہ الضرورۃ ولرفع ھذہ الحاجۃ العلامۃ الفھامۃ جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث و التفسیر مولانا ابو العُلیٰ محمد عبد اللہ القادری الاشرفی القصوری الناظم لدار العلوم الجامعۃ الحنفیۃ رجسترد فی بلدۃ قصور بتحریر الرسالۃ المختصرۃ فطالعتھا من اولھا الی آخرھا و وجدتھا کافیۃ لھذا الامر و وافیۃ لھذا الوطر مسرّۃ للخواطر و مقرۃ للنواظر والمرجو من اللہ تعالیٰ ان یلقی فی القلوب محبتھا و الفتھا و یعم فائدتھا و ثمرتھا و یقبل السعی لمؤلفھا ۔ فقط

محمّد عبد العزیز غفرلہٗ

تقریظ

سند المحدثین سید المفسرین سیدی ابی البرکات
سید احمد شاہ شیخ الحدیث لدار العلوم حزب الاحناف
لاہور ـــــــ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ طالعت رسالۃ نافعۃ مسماۃ بالتعریفات لعلوم الدرسیات من مقامات عدیدۃ فوجدتہا للطلباء والعلماء والمدرسین مفیدۃ جمعت فیہا مصطلحات درسیۃ یعطی اللہ تعالیٰ للمؤلف العلام حضرۃ مولانا الحاج شیخ الحدیث المفتی ابی العلاء محمد عبد اللہ الناظم والمہتمم لدار العلوم جامع حنفیہ قصور اجراً جزیلاً وجعل الرسالۃ المذکورۃ الموصوفۃ مقبولۃ للخاص والعام آمین۔

فقیر قادری ابو البرکات سید احمد غفرلہ
مفتی وامیر دار العلوم حزب الاحناف لاہور

۷۵ - ۵ - ۱۵

کنز التعریفات

مختلف علوم وفنون کی اصطلاحاتِ مشہورہ کی معتبر ومستند کتب سے
اخذ شدہ تعریفات پر مشتمل ایک مفید تالیف

مؤلف

علامہ محمد ظفر قادری عطاری مدظلہ العالی

والضحیٰ پبلی کیشنز

کنز التعریفات کی عالم گیر مقبولیت کے بعد نئی پیش کش

خزائن التعریفات

حروفِ تہجی کے اعتبار سے

تقریباً ۳۰۰۰ تعریفات کا مجموعہ

مرتب

مولانا محمد انس رضا مدنی

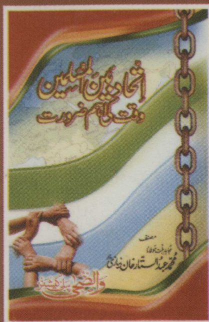
والضحٰی پبلی کیشنز

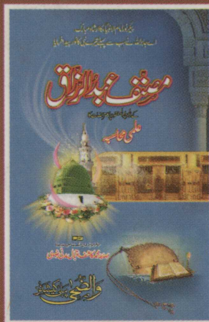
ادارے کی قابلِ مطالعہ کتب

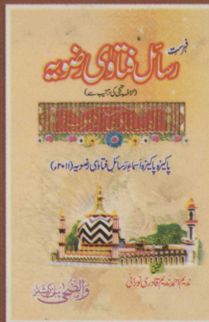
۱-	تذکرہ علمائے امرتسر	حکیم محمد موسیٰ امرتسری	200/-
۲-	فہرستِ رسائل فتاویٰ رضویہ	ندیم احمد ندیم نورانی	200/-
۳-	تعریفاتِ علوم درسیہ (اردو)	مولانا عبداللہ قصوری	240/-
۴-	دورِ جدید کے بعض مسلم مسائل ایک بازدید	خوشتر نورانی	160/-
۵-	فلاح ونجات کی تدبیریں	امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ	30/-
۶-	شمشیرِ بے نیام بر گستاخِ بے لگام سیرتِ غازی ممتاز حسین قادری	مصنف: مولانا سجاد حیدر قادری خصوصی عنایت: جناب دلپذیر اعوان قادری	300/-
۷-	کنز التعریفات	علامہ محمد ظفر قادری عطاری مدظلہ العالی	170/-
۸-	خلفاء راشدین	حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ	80/-
۹-	اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت	مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ	300/-
۱۰-	سیرتِ رسولِ عربی	علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ	300/-
۱۱-	انوار الحدیث	مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ	200/-

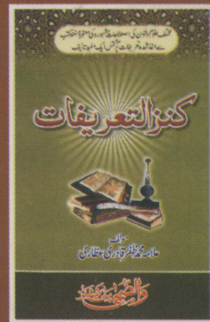
دیگر اداروں کی قابلِ مطالعہ کتب

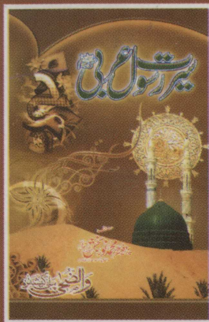
۱-	فتنہ علماء کی ضرورت نہیں	مولانا محمد وسیم نیاز عطاری	100/-
۲-	دہشت گردی کے پیچھے چھپا فتنہ	مولانا محمد طفیل رضوی	400/-
۳-	فیصلہ کیجئے!	مولانا شیر محمد جمشیدی	100/-
۵-	علامہ فضلِ حق خیر آبادی (چند عنوانات)	خوشتر نورانی	160/-
۷-	میں سنی کیوں اور کیسے ہوا؟	ڈاکٹر محمد سلیمان قادری	80/-
۹-	علمی محاسبہ	ابوحذیفہ مولانا کاشف اقبال مدنی	200/-
۱۰-	ردِّ وہابیت	ترجمہ: حافظ عبدالستار سعیدی	260/-

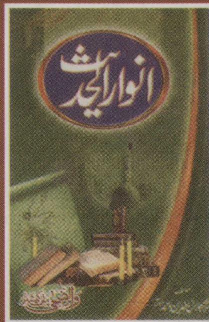


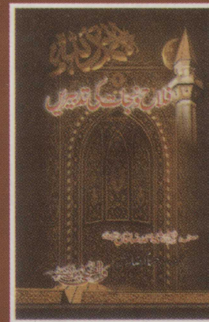


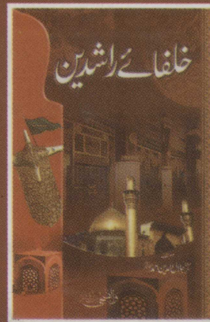




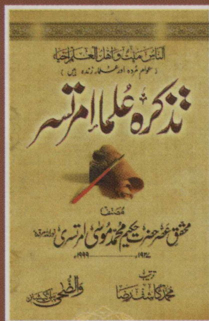


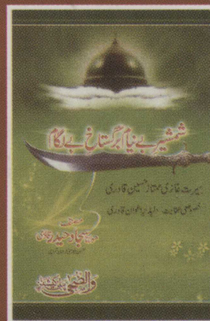












والضحیٰ پبلی کیشنز

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0300-7259263